...گا اخبار برائے بالغین

دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

پروجیکٹ نمبر

نمبر ۱	اپریل سنہ ۱۹۳۷ء	[illegible]

پادری جے سی چٹرجی صاحب ایم اے بی ڈی سی ای ڈی ڈی

مسٹر [illegible] صاحب ایم اے

[illegible] سکواڈ

مسٹر [illegible] بی اے

ایڈیٹرز: شہباز [illegible] شاہ بی اے (آنرز)

[illegible] محمد بی اے



[illegible] کے [illegible] نہیں پہنچی [illegible]

([illegible])

شذرات

ہندوستان کے تعلیمی مشاغل

(Activities in Indian Schools)

یہ مسلمہ امر ہے کہ عملی تجربات کے ذریعے بچے بہترین تعلیم حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ استاد جو اپنے کام میں سرگرمی کا اظہار کرتا ہے۔ اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ اگر بچوں میں دلچسپی قائم کی جائے تو وہ ہر ایک کام عمدگی سے سیکھ جاتے ہیں۔ آج کل بہت سے تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا خیال ہے کہ اگر تعلیمی پروگرام میں بامطلب مشاغل کا استعمال کیا جائے۔ تو ہر ایک سکول ایک اعلیٰ پیمانے پر چلنے لگیگا اور ہر ایک طالب علم اپنے سبق سے لطف اندوز ہوگا۔ لیکن اس امر کا یقین کرنا مشکل تعلیمی کتب کے مطالعہ کنندگان کے لئے بھی محال ہے کہ اس قسم کی تعلیم جس میں مختلف مشاغل و تجربات کو عمل میں لایا جائے۔ کہاں تک ہندوستان کے عام مدارس میں پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتی ہے۔

ٹریننگ سکول فار وومن ٹیچرز موگا (پنجاب) گذشتہ سولہ سال سے اپنے سلیبس کی بنیاد نامعتی مشاغل یا "پروجیکٹس" پر ہی رکھتا آیا ہے۔ دیگر سکولوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

موگا جرنل کے ناظرین نے ہندوستان اور پنجاب کے بعض اضلاع (مثلاً ضلع ہوشیارپور) کے مدارس کی بابت پڑھا ہوگا۔ جہاں اس قسم کا طریقہ تعلیم استعمال کیا جا رہا ہے۔ خان صدرالدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس

فہرست مضامین

[illegible] ۱۹۱۸ | [illegible]

ضلع فیروزپور کی رہنمائی و حوصلہ افزائی سے گذشتہ چند سالوں میں بہت سے دیہاتی سکولوں نے اپنے انتخاب شدہ پروجیکٹس کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا ہے ان تجربات سے چند صریح نتائج پیدا ہوئے ہیں :-

اوّل - ہر عمر کے ہندوستانی طلبا کسی کام کے انتخاب اور اس کی تحقیق کرنے میں بہت استعداد و لیاقت دکھاتے ہیں

دوئم - ہندوستانی اُستاد جماعتی مشاغل میں اس طور پر رہنمائی کرنا سیکھ جاتے ہیں جس سے وُہ خود لیاقت و دلچسپی کا ذخیرہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ اگرچہ طلباء اپنے مشاغل کے انتخاب میں خود مختار اور آزاد ہوتے ہیں ۔ پھر بھی بہت سا جماعتی سلیبس طلباء کی دلچسپی و ضروریات سے تعلق رکھتا ہے ۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہندوستانی طلباء کے دیہات یا شہروں میں روز مرہ اس قسم کی دلچسپ باتیں سننے اور حالات کا مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ جو ان کے جماعتی سلیبس کی بنیاد کے واسطے کافی مصالح بہم پہنچا دیتے ہیں ۔ بہت سے دلچسپ مشاغل جو مختلف جماعتوں نے منتخب کئے ہیں ۔ اس حد تک مفید ثابت ہوتے ہیں کہ بعدازاں طلباء زندگی کے کسی نہ کسی پہلو پر گہرا مطالعہ و تحقیق کرنے لگ جاتے ہیں ۔ اور اکثر دفعہ یہ مطالعہ انہیں دُنیاوی کاروبار میں زینہ کامیابی پر پہنچا دیتا ہے ۔

موگا جرنل کے موجودہ نمبر میں ہم ایسے تین مشغلوں کا بیان دے رہے ہیں ۔ جو کہ جماعت کے اُستادوں نے خود مفصّل طور پر لکھے ہیں ۔ ان میں سے ایک ضلع فیروزپور کے ایک دیہاتی سکول کی پہلی جماعت کا مشغلہ ہے ۔ اور دوسرے دو مشاغل موگا سکول کی چوتھی و پانچویں جماعتوں کے ہیں ۔ جو کہ ۱۹۳۵ - ۳۶ء میں کئے گئے تھے ۔

منڈی مویشیاں
(Cattle Fair)

میں اپنے ہم پیشہ بھائیوں کے مشورہ سے مستفید ہونے کی خاطر اپنے ایک سالہ تجربے کو جو کہ بندہ نے ۳۷-۱۹۳۶ء میں ورنیکلر مڈل سکول دھرم کوٹ کی جماعت اوّل میں جاری رکھا - موقرّ اخبار میں درج کرتا ہوں - اُمید ہے کہ میرے ہم پیشہ بھائی اِس مضمون کو پڑھکر میری رہنمائی کے لئے مجھے مفید مشورہ سے آگاہ فرمائیں گے - پہلے میں اپنے تجربہ کا پرلوپو یعنی ڈھانچہ جس کو میں نے مشغلہ شروع ہونے سے پیشتر بنایا درج کرتا ہوں - اس کے بعد اُس کی رپورٹ ہے -

پرلوپو پراجیکٹ منڈی مویشیاں

مواقع (۱) میلہ منڈی کا لگنا - (۲) اُستاد کا بچّوں کو منڈی میں لے جانا -
(۳) کسی لڑکے کا سکول سے غیر حاضر ہوکر منڈی دیکھنے کے لئے چلے جانا -
(۴) منڈی کی منادی سُننا یا اشتہار پڑھنا -
(۵) کسی کھیل یا تماشے کا منڈی کے موقع پر آنا - (۶) مویشیوں کا ذکر کرنا -

مقصد - (۱) بچّوں کو جانوروں کے مُتعلق واقفیت دلانا اور اُن کی کہانیاں پڑھنا
(۲) مویشیوں کی تصویریں اور موڈل بنانا تاکہ بچّے اپنے کام کو دلچسپی سے سرانجام دیں -

(۳) سکول کے مضامین کو بچوں کے اپنے منتخب مشغلہ کے ذریعے پڑھانا تاکہ بچے انہیں جلدی قبول کریں۔
(۴) باقاعدہ کام کرنے کی عادت کو پختہ کرنا۔
(۵) میلہ منڈی مویشیاں اور اس کے فوائد سے واقفیت۔
(۶) مل کر کام کرنے کی عادت۔ ہمدردی اور ایک دوسرے سے محبت کرنا۔

شروع ۔ (۱) میلہ منڈی مویشیاں کی سیر کو جانا۔
(۲) لڑکوں کا جماعت میں میلہ کی نسبت باتیں کرنا۔
(۳) کسی لڑکے کا سکول سے غیرحاضر ہو کر منڈی کو بھاگ جانا۔
(۴) مدرس کا منڈی کی نسبت سوالات کرنا مثلاً منڈی کہاں لگتی ہے؟ کیوں لگتی ہے؟ کون لگاتا ہے؟ وغیرہ۔
(۵) منڈی کے ڈھول کا بجنا۔
(۶) منڈی کے کسی کھیل تماشے کا ذکر کرنا۔
(۷) بچوں کا منڈی دیکھنے کے لئے شوق ظاہر کرنا۔

مدرس کی تیاری۔

(۱) منڈی مویشیاں کے متعلق خود واقفیت حاصل کرنا۔
(۲) کسی اخبار یا رسالے سے منڈی کے متعلق خود پڑھنا۔
(۳) بچوں کو منڈی مویشیاں کی واقفیت پہنچانے کے لئے ہر ممکن ذرائع استعمال کرنا۔
(۴) لڑکوں کی کمیٹیاں بنا کر سب انتظام اُن سے کروانا تاکہ وہ اپنا انتظام خود کرنا سیکھیں۔
(۵) خود منڈی کا مشاہدہ کرنا اور لڑکوں کو کروانا۔

(۴) جانوروں کے ماڈل بنانے کی واقفیت حاصل کرنا ۔

(۵) سامان ۔ مثلاً مٹی گتے ۔ بانس ۔ رسیاں ۔ جھنڈیاں ۔ مویشیوں کی تصویریں ۔ رنگ ۔ کاغذ ۔ قینچی ۔ ریت ۔ نقشہ ضلع فیروزپور ۔ فیتہ ۔ نبہ ۔ مہیا کرنا ۔

بچوں کے کام ۔

(۱) منڈی لگانے کے متعلق تجویزیں بنانا ۔ (۲) جماعت کی کمیٹیاں بنانا ۔

(۳) سامان جمع کرنا ۔ (۴) جانوروں کے ماڈل اور تصویریں بنانا ۔

(۵) عرضیاں لکھنا ۔ اشتہار لگانا اور منڈی کی منادی کرنا ۔

(۶) منڈی کی دوکانیں اور اُن کا سامان مہیا کرنا ۔

(۷) اردگرد کی منڈیوں سے ۔ ضلع فیروزپور کی منڈیوں سے واقفیت حاصل کرنا اور ضلع فیروزپور کے جغرافیے پر سرسری نظر ڈالنا ۔

(۸) جانوروں کی حفاظت کرنا اور اُن کو بیماریوں سے بچانا ۔

(۹) مویشیوں کے فوائد اور اُن کے کاموں سے واقف ہونا ۔

(۱۰) منڈی لگانا ۔ پروگرام مرتب کرنا ۔ اور منڈی کا ڈرامہ کرنا ۔

(۱۱) منڈی کے متعلق گیت گانا ۔

(۱۲) پروجیکٹ کی تمام رپورٹ ۔ سفید کاغذ کی دستی بنائی ہوئی کاپیوں میں لکھنا

نتیجہ ۔

(۱) بچوں کا اپنے منتخب مشغلہ کے ذریعے اردو ۔ حساب ۔ گنتی ۔ پہاڑے تلفظ ختن سیکھنا ۔

(۲) عادات و خلاق کو حاصل کرنا ۔ (۳) منڈی کے میلوں سے واقفیت پیدا ہونا

(۴) مویشیوں سے واقفیت اور اُن کے کاموں سے واقفیت پیدا کرنا۔
(۵) دستی کام کرنے کی عادت پیدا ہونا۔
(۶) ڈرائنگ کرنا سیکھنا۔ موڈل اور تصویریں بنانا۔
(۷) خود انتظام کرنا سیکھنا (۸) اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی عادت ڈالنا۔
(۹) دوسروں کا حکم ماننا۔ آداب کرنا۔ ساتھیوں سے ہمدردی سے سلوک کرنا سیکھنا

رپورٹ پراجیکٹ۔

تعلیمی سال کا شروع اور ماہ مئی کا آخری ہفتہ تھا۔ مدرس نے حسب دستور سکول لگنے کے بعد لڑکوں کی حاضری کی پڑتال کی۔ تو دو تین لڑکے سکول سے غیر حاضر تھے۔ مدرس نے اُن کے گروپ کے مانیٹروں سے وجہ دریافت کی۔ تو معلوم ہُوا۔ کہ وہ لڑکے میلہ منڈی مویشیاں جو کہ یہاں لگا ہُوا ہے دیکھنے کے لئے چلے گئے ہیں اس پر مدرس نے لڑکوں سے کہا۔ کہ کیا تم بھی منڈی دیکھنا چاہتے ہو؟ اس بات کا کہنا تھا کہ سب نے جی ہاں جی ہاں کا شور مچانا شروع کیا۔ مدرس نے بچوں کا منڈی دیکھنے کا شوق دیکھکر اُن کی واقفیت میں اضافہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل سوالات دریافت کئے۔

(۱) منڈی میں جاکر ہم کیا دیکھیں گے؟
(۲) منڈی کون لگاتا ہے اور کیوں لگائی جاتی ہے؟
(۳) منڈی میں مویشی کہاں سے آتے ہیں۔ اور کس قسم کے زیادہ تر مویشی آتے ہیں؟
(۴) تمہارے گاؤں میں کون کون سے مویشی ہیں۔ اور تمہارے گھروں میں کون کون سے مویشی ہیں؟ اُن سے کیا کیا فوائد حاصل ہیں؟

مندرجہ بالا سوالات کے حل کرنے کے بعد مدرس نے بچوں کی توجہ ہیڈ ماسٹر صاحب سے اجازت حاصل کرنے کی طرف مبذول کرائی کہ ہم میں سے دو لڑکے

جاکر ہیڈ ماسٹر صاحب سے زبانی اجازت حاصل کر آویں۔ چونکہ سال کے شروع میں جماعت اوّل کے طلبا کو اس وقت لکھنا تو بالکل آتا نہیں تھا۔ لہذا دو لڑکے جماعت سے منتخب کئے گئے۔ وہ ہیڈ ماسٹر صاحب سے زبانی اجازت حاصل کر آئے۔ چلنے سے پیشتر مدرس نے لڑکوں کو منڈی میں ترتیب سے چلنے کی نسبت تیار کیا۔ اور خود بچوں کو ہمراہ لے کر منڈی پہنچا۔ منڈی میں جاکر سب چیزوں کا اچھی طرح سے مشاہدہ کرکے مدرس بچوں کو اس جگہ لے آیا جہاں منڈی کے سپرنٹنڈنٹ صاحب اور اُن کا عملہ بیٹھے ہوئے خریداروں سے محصول لے کر پرچیاں دے رہے تھے۔ وہ جگہ لڑکوں کو اچھی طرح سے دکھائی گئی اور اُس کی نسبت واقفیت بہم پہنچائی گئی۔

جب سب لڑکے منڈی دیکھکر سیر ہوگئے۔ تو انہوں نے واپسی کا اظہار کیا۔ مدرس نے سب لڑکوں کو ایک قطار میں کھڑا کرکے دریافت کیا۔ کہ کیا وہ سب لڑکے جو سکول سے آئے تھے موجود ہیں۔ یا کہ اُن میں سے کوئی غیر حاضر بھی ہیں؟ چنانچہ لڑکوں نے باری باری سب لڑکوں کو گننا شروع کیا جو لڑکے گننا بھول جاتے تھے۔ مدرس اُن کی مدد کرتا تھا۔ جب گن کر تسلی ہوگئی۔ کہ سب لڑکے حاضر ہیں۔ تو لڑکے ایک قطار میں واپس سکول آئے۔

کمرے میں آکر مدرس نے لڑکوں کو کہا۔ کہ جو اشیاء تم نے منڈی میں دیکھی ہیں مجھے تختہ سیاہ پر لکھواؤ۔ چنانچہ لڑکوں نے جو جو کچھ دیکھا تھا تختہ سیاہ پر لکھوایا۔ بعد ازاں اسی کو لڑکوں نے پڑھا۔ دوسرے روز فری پیریڈ کے وقت مدرس نے لڑکوں سے منڈی کی نسبت پھر سوال پوچھنے شروع کئے۔ چونکہ لڑکے اس میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ اس لئے مدرس نے بچوں سے کہا۔ کہ "اگر تمہارا ارادہ ہے تو ہم بھی ایک ایسی منڈی اپنے سکول میں لگائیں۔ اِس بات کا کہنا تھا۔ کہ سب

لڑکوں نے ہاتھ اُٹھائے اور کہا۔ "ہم منڈی لگانا چاہتے ہیں"۔ چونکہ منڈی لگانے کا کام وسیع تھا۔ اس لئے مدرس نے لڑکوں کو منڈی کے متعلق تجویزات سوچنے کا موقعہ دیا۔ کہ اس کام کے لئے کون کونسی اشیاء کی ضرورت ہے۔ وہ کس طرح سے دستیاب ہوں گی اور کیا کیا کچھ بنایا جائیگا۔ لڑکوں نے مندرجہ ذیل تجویزات اُستاد کی مدد سے پیش کیں۔ جن کو تختۂ سیاہ پر لکھا گیا۔

(۱) مویشی بنانے کے لئے چکنی مٹی کی ضرورت

(۲) چکنی مٹی سے مختلف قسم کی چیزیں دکانوں میں رکھنے کے لئے بنائی جائیں۔ اور ان پر رنگ کیا جائے۔

(۳) دکانوں کے بنانے کے لئے کچھ گتے اور کاغذ کی ضرورت۔

(۴) مویشی بنانے کے لئے گتے کی ضرورت

(۵) تصویریں بنانے کے لئے کاغذ اور رنگ کی ضرورت

(۶) اشتہار اور چارٹ لکھنے کے لئے کاغذوں کی ضرورت۔

(۷) لڑکوں کی کمیٹیاں بنائی جائیں اور اُن کو مختلف کام بانٹے جائیں

(۸) منڈی کا ایک سپرنٹینڈنٹ مقرر کیا جائے۔

مندرجہ بالا فہرست میں چند ایک اشیاء ایسی تھیں جو قیمتاً مل سکتی تھیں۔ اس لئے لڑکوں نے اس کے متعلق سوچنا شروع کیا کہ یہ چیزیں کہاں سے حاصل کی جائیں۔ مدرس نے اس موقعہ پر یہ اشیاء ہیڈ ماسٹر صاحب سے حاصل کرنے کی نسبت بچوں کی توجہ مبذول فرمائی اور اتفاق رائے سے یہ پاس ہوا کہ دو لڑکے جاکر یہ اشیاء ہیڈ ماسٹر صاحب سے عرض کر کے لے آئیں۔ چنانچہ لڑکے جاکر ہیڈ ماسٹر صاحب سے یہ اشیاء لے آئے۔ ان اشیاء کے مہیا ہونے پر لڑکوں کو ہیڈ ماسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے

متعلق خیال دلایا۔ لہٰذا سب جماعت کے طلباء نے ہیڈ ماسٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر لڑکوں نے کسی چیز کے عوضانہ میں شکریہ ادا کرنے کی تعلیم حاصل کی۔

اگلے روز صبح کو چند لڑکے اپنے اپنے گھروں سے مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے اٹھا لائے۔ تاکہ منڈی کے لئے مویشی اور دیگر اشیاء بنا سکیں۔ لڑکوں نے مٹی کو کوٹا اور پانی ڈال کر گوندھا۔ کئی ایک لڑکوں نے مٹی سے اپنے منہ ہاتھ اور پاؤں خراب کر لئے۔ اس پر مدرس نے لڑکوں کو سمجھایا۔ کہ وہ اپنے منہ ہاتھ کس طرح صاف رکھ سکتے ہیں۔ نیز صفائی کی ضرورت اور گندہ رہنے کے نقصانات اُن پر واضح کئے۔ ابتداء میں لڑکوں کو مویشیوں کے نمونے بنانے نہیں آتے تھے۔ اس لئے وہ اپنے کام میں مایوسی ظاہر کرنے لگے۔ مگر مدرس نے اُن سے کہا۔ کہ ہم اس موقعہ پر کسی کی مدد حاصل کریں گے۔ چنانچہ ایک لڑکے نے بتایا۔ کہ جماعت سوم میں ایک لڑکا مٹی کے جانور بنا سکتا ہے۔ لہٰذا جماعت سوم کے اُس لڑکے کو جماعت اوّل میں بلایا گیا۔ تاکہ وہ ہماری مدد کرے۔ جماعت سوم کے لڑکے نے چند ایک جانور بنا کر دکھائے۔ اور کئی لڑکوں کو بنانے کا طریقہ سکھایا۔ آہستہ آہستہ لڑکوں کو خود بنانے کی مشق ہو گئی۔ چند دنوں میں وہ اچھے اچھے جانور بنانے لگ گئے۔ اور اپنے کام میں دلچسپی ظاہر کرنے لگے۔ روزانہ آزادانہ کھیل کے گھنٹے میں دستی کام ہوتا تھا۔ اس کام کے ذریعے سے مدرس اُن کو اردو پڑھنا لکھنا۔ گنتی۔ پہاڑے۔ ہندسے سکھاتا جاتا تھا۔ پڑھائی کے متعلق چند ایک چارٹ تیار کر کے کہانی کے طور پر پڑھائے گئے۔ لکھائی کے لئے پہلے زمین پر کئی ایک اشکال کھچوائی گئیں۔ جن سے اُن کی انگلیوں وغیرہ کی مشق ہو گئی۔ بعد میں مکمل الفاظ کے لکھنے کی مشق کروائی گئی۔ اسی طرح بنائی ہوئی چیزوں کو گن گن کر حساب کی مشق ہوتی گئی۔ ساتھ ساتھ مدرس بچوں کو اخلاقی اسباق بھی سکھاتا جاتا

تھا۔ کہ مل کر کام کرنے کا کتنا فائدہ ہے۔ اور اپنے ساتھیوں کی مدد سے کیسے کرنی چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔

جب مٹی کی کافی اشیا بن چکیں اور سوکھ گئیں۔ تو بعض لڑکوں کے ہاتھ سے گر گر کر ٹوٹنی شروع ہوئیں۔ اس سے لڑکوں کی دل شکنی سی ہوئی۔ استاد نے ان کی دل شکنی کو دور کرنے کے لیئے انہیں ان اشیا کی حفاظت کرنے کی طرف راغب کیا۔ چنانچہ ہیڈ ماسٹر صاحب کی اجازت حاصل کر کے ان اشیا کے رکھنے کے لیئے ایک الماری خالی کروائی گئی۔ اور سامان اس میں رکھنا شروع کر دیا۔ اس سے لڑکوں نے اپنی اشیا کی حفاظت کرنا سیکھ لیا۔

جب کافی چیزیں بن گئیں تو مدرس نے لڑکوں کو گتے کے مویشی بنانے کی طرف راغب کیا۔ اور کہا۔ کہ گتے کے بنے ہوئے مویشی خوبصورت اور دیرپا ہونگے چنانچہ مدرس نے لڑکوں کو گتے اور قینچیاں دیں۔ تا کہ گتوں کو کاٹ کر منڈی کے لیئے مویشی بنائیں۔ مگر لڑکے بنا نہیں سکتے تھے۔ اس لیئے مدرس نے ان کی مدد کی۔ اور وہ تھوڑے عرصے میں خود بخود بنانے لگ گئے۔ ساتھ ہی ساتھ دکانوں کے لیئے کئی قسم کی چیزیں بھی بنائے جاتے تھے۔ خرید و فروخت کے لیئے مختلف قسم کے سکے بھی بنائے گئے۔ اب منڈی لگانے کے لیئے کافی سامان جمع ہو گیا تھا۔ اس لئے سب طلبا منڈی لگانے کے بڑے خواہشمند تھے۔ لہذا منڈی لگانے کا مسئلہ درپیش ہوا۔ اس کے متعلق تجویزیں سوچی گئیں۔ کہ منڈی کس جگہ لگائی جائے۔ کتنی بڑی لگائی جائے۔ کس ترتیب سے لگائی جائے۔ اور منڈی میں کیا کیا کام کیا جائے۔

بچوں نے استاد کی مدد سے یہ سب کام سرانجام دیئے۔ منڈی کے لیئے اپنی جماعت کے کمرے کے سامنے کا صحن تجویز کیا۔ اور منڈی لگانے کا پروگرام

مرتب کی۔ جُدا جُدا کام لڑکوں کے سپرد کئے گئے۔ بعض لڑکے منڈی کی نظم لگانے کے لئے منتخب ہوئے۔ بعض خریدار بنے۔ بعض دوکاندار۔ اور بعض پولیس کے سپاہی۔ اِن کے علاوہ منڈی کا منیجر اور اُس کے محرر بھی مقرر کئے گئے۔ اس طرح سب لڑکے کسی نہ کسی کام پر لگ گئے۔ منڈی لگانے کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اور لڑکوں کو منڈی کے متعلق اشتہار لکھنے کے لئے تیار کیا گیا۔ چونکہ لڑکے اپنے آپ نہیں لکھ سکتے تھے۔ اس لئے مدرس نے اشتہار کا نمونہ تختۂ سیاہ پر لکھ دیا۔ لڑکوں نے اُس کی نقل کاغذوں پر اتاری۔ اور اُن کو سکول کی سب جگہوں پر چسپاں کیا گیا۔ خوش قسمتی سے اِن دنوں ہمارے سکول کا معائنہ کرنے کے لئے انسپکٹر صاحب بہادر جالندھر ڈویژن آنے والے تھے۔ اس لئے بچوں کو اُس دن کی تاریخ مقرر کرنے کے لئے تیار کیا گیا۔ تاکہ انسپکٹر صاحب بھی ہماری منڈی کا پروگرام دیکھ سکیں۔ لڑکے اس دن کا انتظار بڑے شوق سے کر رہے تھے۔

تاریخ مقررہ پر جب منڈی لگانے کا کام شروع ہُوا۔ تو یہ دقت پیش آئی۔ کہ منڈی کا احاطہ کیسے بنایا جائے۔ تاکہ وہ ہر طرف سے بالکل برابر ہو۔ مدرس نے ان کی اس مشکل کو حل کرنے کے لئے جگہ ناپ کر منڈی لگانے کے لئے کہا۔ اور فیتہ مہیا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ جماعت سوم کے مدرس سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ ہمیں منڈی کی زمین ماپنے کے لئے فیتہ دیں۔ فیتہ حاصل کرکے پہلے لڑکوں کو اُس کے نشانات سے آگاہ کیا گیا۔ اور پھر زمین ماپنے کی ترکیب سمجھائی گئی۔ پھر لڑکوں نے اُستاد کی مدد سے زمین ماپی۔ اور سرکنڈوں کی جھنڈیاں گاڑ کر اِرد گرد رسیاں باندھیں مویشیوں کی اقسام کے لحاظ سے جُدا جُدا وارڈ بنائے۔ لڑکوں نے اپنی بنائی ہُوئی

چیزوں کو استاد کی مدد سے منڈی میں ترتیب سے رکھا۔ اور ان میں راستے بنائے۔ مویشیوں کی مختلف تصویروں اور چارٹوں سے منڈی کے احاطے کو سجایا گیا۔

اُسی دن گیارہ بجے کے قریب جناب انسپکٹر صاحب مدارس جالندھر ڈویژن معہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب ضلع فیروزپور و اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحب تحصیل زیرہ کے تشریف لائے۔ اُنہوں نے سب سے پہلے جماعت اوّل کا معائنہ کیا۔ لڑکوں کی تھوڑے عرصے کی تعلیمی ترقی اور ان کو خوش و خرم دیکھ کر نہایت خوش ہوئے۔ واپسی پر ایک لڑکے نے عرض کیا۔ کہ جناب ہماری منڈی کا پروگرام دیکھتے جائیں۔ اس پر جناب انسپکٹر صاحب نے فرمایا۔ "اب چونکہ بارہ بج چکے ہیں۔ اس لئے اگر تم شام کے پانچ بجے آ سکو۔ تو دیکھ لیں گے"۔ چنانچہ جماعت اوّل کے تمام بچے اس پر راضی ہو گئے۔ اور بڑی خوشی سے شام کے وقت کا انتظار کرنے لگے۔ شام کے وقت انسپکٹر صاحب بمعہ دیگر افسران کے تشریف لائے۔

اب لڑکوں نے منڈی کا پروگرام شروع کیا۔ پہلے دو لڑکوں نے منڈی کے متعلق نظم گائی۔ جس میں منڈی کے متعلق سب باتیں تھیں۔ بعد ازاں لڑکوں نے اپنے اپنے پارٹ ادا کئے۔ خریدار لڑکے عمدہ مویشیوں کی صفات بیان کرتے تھے۔ دکاندار اپنے اپنے سودوں کی پکار لگا رہے تھے۔ اور کئی لڑکے ضلع فیروزپور کے نقشہ سے ضلع فیروزپور کی منڈیاں تحصیل وار دکھا رہے تھے۔ پروگرام ختم ہونے پر انسپکٹر صاحب نے بچوں سے منڈی کے متعلق چند سوالات کئے۔ جن کے جواب بچوں نے نہایت سوچ سمجھ کر دیئے۔ بچوں کی اس حیرت انگیز ترقی کو دیکھ کر انسپکٹر صاحب نہایت خوش ہوئے۔ بچے اپنے

کام کو دکھا کر بہت خوش وخرم نظر آتے تھے۔ انسپکٹر صاحب بچوں کو شاباش دے کر واپس تشریف لے گئے۔ بعد ازاں مدرس نے بچوں کو منڈی کا کام آئندہ اعلےٰ طور پر دکھانے کے لئے تیار کیا۔ تاکہ آئندہ اس سے بھی بہتر منڈی لگے۔ اور منڈی کی نسبت زیادہ واقفیت پیدا کی جائے۔ چنانچہ اب بچے پہلے سے زیادہ شوق سے منڈی کا کام کرنے لگے۔ انہی دنوں ماہ نومبر میں پھر دھرم کوٹ میں ڈسٹرکٹ بورڈ کی مویشیوں کی منڈی لگی۔ اب پھر بچوں نے منڈی دیکھنے کا شوق ظاہر کیا۔ لہذا مدرس نے اُن کو ہیڈ ماسٹر صاحب کی اجازت حاصل کرنے کے لئے تیار کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم درخواست لکھکر ہیڈ ماسٹر صاحب سے اجازت حاصل کریں گے۔ چونکہ لڑکے خود تو درخواست نہیں لکھ سکتے تھے۔ اس لئے مدرس نے درخواست کا نمونہ تختہ سیاہ پر لکھدیا۔ اور لڑکوں نے کاغذوں پر صاف صاف اُس کی نقل کرلی۔ پھر سب کی درخواستیں جمع کی گئیں۔ سب سے خوشخط لکھی ہوئی درخواست ہیڈ ماسٹر صاحب کی خدمت میں منظوری کے لئے بھیجدی پھر مدرس لڑکوں کو ترتیب سے منڈی میں لے گیا۔ اس دفعہ لڑکے ہر ایک چیز کا پہلے کی نسبت بغور مشاہدہ کرتے تھے۔ سب چیزیں دیکھنے کے بعد پھر واپس سکول آئے۔ اور سکول میں آکر اپنی گذشتہ منڈی کی خامیوں کی نسبت سوچا۔ اور جو جو کمی معلوم ہوئی۔ اُس کو دُور کرنے کی کوشش کی گئی۔

ماہ نومبر۔ دسمبر۔ جنوری میں کئی انسپکٹروں نے ہماری منڈی کا پروگرام ملاحظہ فرمایا۔ ۱۶ر جنوری کو نئے انسپکٹر صاحب مدارس جالندھر ڈویژن نے جماعت اوّل کا ملاحظہ فرمایا۔ اور منڈی کا پروگرام۔ بچوں کے گیت اور دُعا۔ نیز تعلیمی کھیلیں دیکھکر نہایت خوش ہوئے۔

اب لڑکے منڈی کے پروگرام کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے

سکتے ہیں۔ انہوں نے منڈی کے متعلق کافی واقفیت بہم پہنچا لی ہے۔ وہ منڈی کے ضمن میں ضلع فیروزپور کا کافی جغرافیہ سیکھ گئے ہیں۔ اب چونکہ لڑکوں کی لکھنے میں کافی مشق ہو گئی ہے۔ اس لئے مدرس نے لڑکوں کو اپنی منڈی کے تمام حالات کاپیوں پر لکھنے کے لئے تیار کیا ہے۔ لہذا انہوں نے سفید کاغذوں کی کاپیاں تیار کر کے ان پر باقاعدہ اپنی تمام کارروائی کی رپورٹ اُستاد کی مدد سے لکھنی شروع کر دی ہے۔ لڑکے اس میں اُردو لکھنا اور پڑھنا دونوں سیکھتے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سال کے آخر تک اس مشغلہ کے ذریعہ بہت کچھ تعلیمی واقفیت اور عام واقفیت حاصل کر دیں گے۔ جو جو مضامین اس مشغلہ کے ذریعے بچوں نے سیکھے۔ ان کو مختصر طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اُردو پڑھنا۔ (۱) منڈی کی مختلف اشیا کے نام تختہ سیاہ پر لکھکر پڑھنا۔

(۲) منڈی کے متعلق بنائی ہوئی کہانی کو چارٹوں اور تختہ سیاہ سے پڑھنا۔

(۳) ضلع فیروزپور کے مشہور اور بڑے بڑے افسروں کے نام پڑھنا۔ اور تمام ضلع کی منڈیوں کو نقشہ پر سے پڑھنا۔

(۴) دکانوں کی اشیا کا تختہ سیاہ پر لکھکر پڑھنا۔

(۵) منڈی کے متعلق نظموں اور گیتوں کا پڑھنا۔

(۶) اپنے پڑھے ہوئے الفاظ سے آوازیں نکال کر دو حرفی سہ حرفی چہار حرفی الفاظ بنانا۔

اردو لکھائی۔

(۱) مختلف چیزوں کے نام زمین اور تختیوں پر لکھنا۔

(۲) ضلع فیروزپور کی منڈیوں اور افسروں کے نام زمین پر لکھنا۔

(۳) مختلف نظموں اور گیتوں کا تختیوں پر لکھنا ۔
(۴) درخواستیں اور اشتہار منڈی کے متعلق لکھنا ۔
(۵) منڈی مویشیاں کے متعلق کاپیوں پر رپورٹ تیار کرنا ۔

حساب ۔

گنتی اشیا کو گن گن کر گنتی سیکھنا اور چیزوں کے ذریعے جمع کا قاعدہ سیکھنا ۔

ہندسے ۔ گنی ہوئی اشیا کے نمبر لکھنا

پہاڑے ۔ مویشیوں اور دیگر اشیا کے ذریعہ پہاڑہ بنوانا مثلاً

۲ لڈو × ۲ لڈو = ۴ ۔ ۲ بھینس و ۲ بھینس و ۲ بھینس = ۶ ۔

۲ × ۳ = ۶

پہاڑوں کی مشق کے لئے مندرجہ ذیل قسم کے سوالات کروائے گئے :۔

(۱) ۹ بھینسوں نے آٹھ آٹھ سیر دودھ دیا کل کتنا دودھ ہو گیا ۔
(۲) ایک آنے کے پانچ لڈو آتے ہیں تو سات آنے کے کتنے لڈو آئیں گے
(۳) ایک گھوڑا روز ۱۰ میل چلتا ہے ۔ تو نو دن میں کتنے میل کا سفر طے کریگا ۔
(۴) آٹھ اونٹوں پر چار چار لڑکے بیٹھ گئے ۔ بتاؤ کل کتنے لڑکے بیٹھے ۔
(۵) چھ گائیوں نے سات سات سیر دودھ دیا بتاؤ کتنا دودھ ہوگیا ۔
(۶) ۵ آدمیوں نے چار چار بیل منڈی سے خریدے بتاؤ کل کتنے بیل خریدے ۔

جمع کے پہاڑوں کے متعلق سوالات ۔

(۱) ایک شخص نے ۳ بھینسیں خریدیں ۔ دوسرے نے ۵ بھینسیں بتاؤ کل

کتنی بھینسیں ہوئیں۔

(۲) ایک لڑکے نے ۴ بیل نہلائے۔ دوسرے نے ۵ بیل نہلائے۔ بتاؤ کل کتنے بیل نہلائے گئے

(۳) ایک لڑکے نے میلہ منڈی میں ۷ پیسے خرچ کئے۔ دوسرے نے ۶ پیسے۔ بتاؤ دونوں نے کتنے پیسے خرچ کئے۔

(۴) ایک گائے نے ۷ سیر دودھ دیا دوسری نے ۹ سیر۔ بتاؤ کل کتنا دودھ ہو گیا۔

اسی طرح تفریق کے پہاڑوں کی مشق کروائی گئی۔

جغرافیہ۔ (۱) منڈی لگنے کی جگہ کے گرد و نواح کی واقفیت۔ دھرم کوٹ کے پاس کے دیہات ان کے نام اور راستے۔

(۲) ضلع فیروزپور کی منڈیوں کے راستے اور اُن کے لگنے کا موسم۔

(۳) مویشیوں کو پانی پلانے کا ذکر کرتے ہوئے۔ کنواں۔ جوہڑ۔ نہر کی واقفیت۔

(۴) ضلع فیروزپور کی تحصیلیں اور اُن کے افسروں کی واقفیت۔ نیز ضلع فیروزپور کے سب سے بڑے حاکم اور منڈیوں کے افسر کا نام۔

حفظِ صحت۔ (۱) مٹی کے کام سے فارغ ہو کر اپنی صفائی کرنا۔

(۲) مویشیوں کو انسانوں کی طرح صاف ستھرا رکھنا سیکھنا۔

(۳) میلوں میں گندی سڑی چیزیں کھانے اور گندہ پانی پینے سے پرہیز کرنا۔

(۴) مویشیوں کو صاف پانی پلانا۔ (۵) کھانے پینے کی چیزوں کو صاف ستھرا رکھنا۔ (۶) کھلی ہوا میں کام کرنا۔

اخلاق و عادات:۔ (۱) مل کر کام کرنا۔ (۲) ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ (۳) ساتھیوں کی رائے لینا۔ (۴) بڑوں کا ادب کرنا۔ (۵) کسی شے کے عوض میں شکریہ ادا کرنا۔ (۶) حفاظت کرنا۔ (۷) ہاتھ سے کام کرنا۔ (۸) اپنے خیالات کا بغیر کسی جھجک کے اظہار کرنا۔

(عبداللہ ٹیچر جماعت اوّل ورنیکلر مڈل سکول دھرم کوٹ تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور)

پروجیکٹ پنجاب کی پیداوار

جماعت چہارم ۳۵-۱۹۳۴ء

(Products of the Punjab)

I موقع :- اپریل کا مہینہ تھا۔ مختلف قسم کی فصلیں پکی ہوئی تھیں اور

ا بہت خوبصورت معلوم ہوتی تھیں۔ اس موسم میں طلباء کو سیر و مشاہدہ کا موقع دیا گیا۔ دوران سیر میں طلباء نے مختلف قسم کی فصلیں اور سکول کا قبرستان دیکھا۔ قبرستان میں شہتوت کے درخت دیکھے اور ان کے پھل کھائے۔ وہاں ہم ایک زراعت دفتر دیکھا جو کہ سجا ہوا تھا اور وہاں پر کئی قسم کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ مثلاً مختلف فصلوں کی کئی قسم کے اناج بوتلوں میں رکھے ہوئے تھے۔ زہریلے جانور بھی بوتلوں میں بند تھے پنجاب کی پیداوار کا نقشہ بھی لٹکا ہوا تھا

ب کتابیں اور رسالے پڑھنے کے لیے دیے گئے۔

II مقصد :- ا۔ طلبا اپنے ملک کی پیداوار کی بابت جانیں اور اپنے ملک کو پیار کرنے والے ہوں۔

ب قحط کے موقع پر اپنے ملک کے ہمدرد ثابت ہوں۔

ج بعض عجیب قسم کی فصلوں سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ مثلاً سویابین وغیرہ

III شروع ۸ اپریل ۱۹۳۵ء کو ہماری جماعت کے لڑکوں نے اپنے ماسٹر صاحب سے سیر کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ماسٹر صاحب

بخوشی رضامند ہو گئے۔ سب لڑکے سیر کے لئے تیار ہو گئے۔ ہماری جماعت کے لڑکے جب سیر کو روانہ ہوئے تو پہلے ہم نے گیہوں کی فصل کو دیکھا جو پکی ہوئی تھی۔ جب ہوا چلتی تھی تو بڑی خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ اس کے آگے قبرستان تھا ہماری جماعت کے لڑکوں نے شہتوت کے درخت دیکھے۔ اور شہتوت کھائے بعد ازاں ہم آگے بڑھے اور دیکھا کہ چنوں کی فصل پک کر تیار کھڑی ہے۔ اور کاٹنے کے لائق ہے لڑکوں نے کافی دیر تک ماسٹر جی کے ساتھ گفتگو کی گفتگو کے بعد ہم آگے گئے۔ دیکھا کہ کسان جَو کی فصل کاٹ رہے ہیں ہم نے جَو کی بابت بھی ماسٹر جی سے پوچھا اور کسانوں کے ساتھ گفتگو کی۔ اسکے بعد لڑکے جماعت میں واپس آئے۔ جماعت میں ایک لڑکے نے کھڑے ہو کر کہا کہ ماسٹر جی زراعت کا کمرہ بھی بنا ہوا ہے اسکو بھی دیکھنا چاہئیے اجازت لے کر ساری جماعت زراعت کے کمرے میں گئی اور کمرے کو آراستہ پایا۔ لڑکوں نے ساری چیزوں کا غور سے مشاہدہ کیا۔ وہاں ایک پتھر تھا جس کو کتابِ رزاں کہتے ہیں۔ کئی قسم کی گیہوں رکھی ہوئی تھی۔ زہریلے جانور بھی بوتلوں میں بند تھے۔ پنجاب کی مشہور فصلوں کا نقشہ بھی لٹکا ہوا تھا۔ اسی طرح کافی دن تک ہماری جماعت سیر کو جاتی رہی

آخر کار ایک دن سب لڑکوں نے کہا کہ ماسٹر صاحب آج ہم پروجیکٹ چنیں گے۔ پیشتر اس کے کہ ہم نے پروجیکٹ چنا ہماری جماعت کے لڑکوں نے ایک لڑکے کو پریزیڈنٹ مقرر کیا اور گفتگو شروع کی۔ جماعت کی طرف سے مندرجہ ذیل پروجیکٹ پیش کئے گئے ۱- ہزیں ۲- بیل گاڑی ۳- ڈاکخانہ ۴- چاقو بنانا ۵- ڈسپنسری ۶- پنجاب کی پیداوار ۷- لائبریری ۸- بنک ۹- ٹاٹ بنانا ۱۰- سٹیشنری ۱۱- کیلنڈر بنانا۔

ان تمام پروجیکٹس پر کافی دن تک بحث ہوتی رہی۔ ان پروجیکٹس کے فائدے اور نقص بھی لڑکوں نے بتائے۔ آخر کار ہم نے ماسٹر صاحب

سے کہا کہ ان پر رائے لی جائیں۔ جس پروجیکٹ پر زیادہ رائے ہونگی۔ وہی پروجیکٹ انتخاب کیا جائے گا بکثرت رائے پروجیکٹ "پنجاب کی پیداوار" رکھا گیا لڑکے بہت خوش ہوئے

(**نوٹ**) مندرجہ بالا بیان لڑکوں کی پروجیکٹ کی کاپی سے لیا گیا (یہ ایک لڑکے نے خود تیار کیا)

IV اُستاد کی تیاری اس پروجیکٹ کے متعلق میں نے لائبریری سے بہت سی کتابیں اور رسالے ڈھونڈ کر اپنی نوٹ بک میں درج کر لئے۔ تا کہ بوقت ضرورت طلبا کی رہنمائی کر سکوں۔ ایک خاکہ بھی تیار کیا جس میں پروجیکٹ کے متعلق سال بھر کی کارروائی کو درج کیا۔

مختلف قسم کے اناجوں اور چارے کی فصلوں کے بیج جمع کئے چارٹوں کے لئے کاغذ، مختلف اقسام کی تصاویر، رنگ اور برش جمع کئے۔

V بچوں کا کام :- طلباء نے سال بھر کے کام کے لئے ایک تجویز بنائی کہ وہ کیا کچھ سیکھیں گے۔

مختلف جنسوں کے بونے کے لئے سکول سے ایک پلاٹ لیا۔ نیل منگوایا اور بویا۔ نیل کا رنگ نکالنے کا تجربہ کیا۔ انڈی کا نیل نکالا، گڑ بنایا اور خود بھٹی تیار کی طلباء نے ایک دعوت کی اور اس دعوت کا سارا انتظام خود کیا۔ زمیندار کے کام آنے والے جانوروں کی تصویریں بنائیں۔ مختلف قسم کی فصلوں کے چارٹ تیار کئے وغیرہ وغیرہ

VI عادات و رجحان طلباء نے اپنے پروجیکٹ کو کامیاب بنانے کی بے حد کوشش کی اور اس سے مندرجہ ذیل عادات کے پختہ ہونے میں مدد ملی۔

(ا) مل کر کام کرنا ب ایک دوسرے پر بھروسہ رکھنا ج ایکدوسرے کی مدد کرنا د۔ محنت کرنا۔

اُردو پڑھائی

ب مضامین جب طلباء نے "پنجاب کی پیداوار" کا پروجیکٹ مقرر کر لیا تو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے انہیں ضرورت پڑی کہ پیداوار کے متعلق واقفیت حاصل کریں اُن کی اپنی جماعت کی کتاب میں اس پروجیکٹ کے متعلق مندرجہ ذیل اسباق ہیں ان کو طلباء نے بڑی دلچسپی سے پڑھا۔

(۱) بیج بونا سبق نمبر 3 (2) شورج سبق نمبر 9 (3) کوئٹے کی کان۔ سبق نمبر 11 (4) گرمیوں کی چھٹیاں سبق نمبر 13 (5) برسات میں کھیتوں کی سیر سبق نمبر 20 (6) تنبا سبق نمبر 26 (7) جاڑے میں کھیتوں کی سیر سبق نمبر 27 (8) پنجاب کی پیداوار سبق نمبر 32 - (9) میووں کا مناظرہ سبق نمبر 35 (10) محنت (نظم) سبق نمبر 45 (11) خوراک سبق نمبر 50 (12) درخت کے حصے سبق نمبر 53

اس کے علاوہ لڑکوں نے اور بھی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکیں۔ مثلاً پنجاب کی فصلیں اور سبزیات، گندم اور چنا، کپاس اور زمیندارہ، زمیندار کو فائدہ پہنچانے والے جانور، اور زمیندار کو نقصان پہنچانے والے کیڑے۔ وغیرہ وغیرہ

بہنت سے اخباروں کا بھی مطالعہ کیا گیا - خاصکر پنڈ سُدھار ،
مشیر باغبانی ، زمیندار فیروز پور ۔

طلباء نے گُڑ بنایا - ارنڈی کا تیل نکالا - اور تیل کے بیج بوئے
اور ان تمام کے متعلق پڑھا - سکول اسمبلی میں طلباء نے مضامین تیار کیے
اور سارے سکول کے سامنے اُن کو پڑھا - طلباء نے دعوت کی - اس کے
لیے انہیں ضرورت پڑی کہ مختلف کتابیں پڑھیں اور مضمون تیار کریں چنانچہ
بوٹا اخبار برائے مدرسین - جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۴۰۵ کا مطالعہ کیا گیا ۔

ایک دفعہ پنجاب کے موسموں کے متعلق گفتگو کرتے وقت جماعت نے
یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ ہر ایک موسم کے متعلق ایک ایک نظم کسی اخبار یا کتاب
سے ڈھونڈ کر لائیں گے - تاکہ اس موسم کی خوبی معلوم ہو جائے - چنانچہ اس کام
کے لئے چار پارٹیاں بنائی گئیں ہر ایک پارٹی ایک ایک نظم لکھ کر لائی جو کہ ساری
جماعت کے سامنے پڑھکر سنائی گئی اور اس کے معنی اور مطلب اس پارٹی
نے خود بتائے - ان نظموں میں سے ایک نظم بطور نمونہ درج کی جاتی ہے -

گرمی کی رت

۱ دُور ہوئی موسم کی نرمی دھوپ میں آئی گرما گرمی
چاروں سمت لگی لُو چلنے لگی زمیں گرمی سے جلنے
چھاؤں میں آرام ہے ملتا پانی پر ہر ایک ہے پلتا

سب کو ٹھنڈک بھا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

II اَب سورج آیا ہے سر پر لوگ گھسے ہیں گھروں کے اندر
بوڑھے بستر پر جا لیٹے کام کریں اب اُن کے بیٹے
کچھ تو بیٹھے اونگھ رہے ہیں کچھ خوشبوئیں سونگھ رہے ہیں
خوشبو دل کو بھا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

III بیٹھے ہیں اب پنچھی اکثر شاخوں اور پتوں میں چھپ کر
چونچیں کھولے ہانپ رہے ہیں دھوپ کے مارے کانپ رہے ہیں
کھیت میں چرتی تھی اک گائے اب بھاگی ہے دُم کو اُٹھائے
شاید پانی پا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

IV اُٹھ کر صبح سویرے تڑکے مکتب کو جاتے ہیں لڑکے
دھوپ میں لیکن آتے ہیں گھر بارہ بجکر تیس منٹ پر
ننھا چہرہ پیارا پیارا ہو جاتا ہے لال انگارا
دیکھ کے ماں گھبرا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

V اَب تو یہی جی میں ہے آتا — مکتب جائیں سے کرچھاتا
ابّا مجھ کو چھاتا لا دو — اندر کپڑا سبز لگا دو
قطروں اور ذرّوں کی دمک سے — دھوپ اور سورج کی چمک سے
آنکھ مری چندھیا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

VI جیٹھ کا جب آتا ہے مہینہ — تو چھٹتا ہے خوب پسینہ
اساڑھ مہینہ جب آتا ہے — آگ کو بھی وہ شرماتا ہے
اس کے بعد جو ساون آیا — اُٹھا ابر زمیں پر چھایا
بدلی مینہہ برسا گئی
گرمی کی رُت آ گئی

اُردو لکھائی :-

جب طلباء نے پروجیکٹ "پیداوار" چُن لیا - تو اُن کے دل میں اِس بات کا خیال پیدا ہُوا کہ اُن کے پاس زمین کا کچھ ٹکڑا ہونا چاہیئے - تاکہ وہ اُس میں چند فصلیں اور سبزیات بو کر تجربہ حاصل کر سکیں - اس کھیت کو حاصل کرنے کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحب کو عرضی لکھی گئی اور کھیت مل گیا اس کے بعد بیجوں کے لئے زراعت ماسٹر صاحب کو درخواست لکھی گئی - لڑکوں

نے نیل بونے کا فیصلہ کیا۔ نیل کا بیج یہاں سے نہیں مل سکتا تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بیج مظفر گڑھ سے مل سکتا ہے۔ طلباء نے اس کے لئے مظفر گڑھ خط بھیجا۔ وہاں سے جواب آیا کہ تمہارا علاقہ ہانسی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہاں خط لکھو۔ ہانسی خط لکھا گیا اور ہانسی والوں نے مظفر گڑھ لکھا۔ اس طرح سے نیل کا بیج مظفر گڑھ سے آیا۔ اس کے علاوہ طلباء کو کئی ایک عرضیاں اور درخواستیں لکھنے کا موقع ملا۔

گڑ بنانے کے متعلق طلباء نے مفصل لکھا کہ کس طرح سے گڑ بنایا جاتا ہے اور جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے دعوت میں طلبا نے خود مضمون تیار کئے اور سکول اسمبلی کے لئے مضمون لکھے۔ مختلف فصلوں کے چارٹ تیار کئے اور اوسط پیداوار فی ایکڑ طلباء نے نکالی۔ اس کے متعلق ایک رپورٹ لکھا۔ زمیندار کو فائدہ پہنچانے والے جانوروں کی تصویریں بنائیں اور ان کی بابت لکھا۔ اسی طرح نقصان پہنچانے والے جانوروں کی بابت سیکھا اور لکھا۔ اس کے علاوہ ہر ایک موسم کے متعلق ایک نظم ہر ایک طالب علم نے اپنی کاپی میں لکھی۔ چونکہ ہر ایک لڑکے کے پاس پروجیکٹ کی ایک ایک کاپی تھی۔ اس لئے انہوں نے پروجیکٹ کی تمام روئداد اپنی اپنی کاپی میں خوشخط لکھی۔

حساب :-

لڑکوں نے اپنے کھیت کو مختلف طریق سے ناپا۔ مثلاً کپڑے کے گز سے، لوہے کے گز، فیتے سے اور قدموں پیمائش بھی کی گئی۔ اس سے لڑکوں کو گز، فٹ، انچ، میل، فرلانگ وغیرہ کی بابت بتایا گیا۔ اور ان کی تحویل سکھائی گئی۔ ان سے تمام مرکب قاعدوں کی بھی مشق کرائی گئی۔ مستطیل،

مربع اور تکون کا تصور دلایا۔ اور ان کے کھیت کے ذریعے ان کا رقبہ معلوم کرنا سکھایا گیا۔ اور اس کی مشق کروائی گئی۔

زمینداروں کو بیل خریدنے اور نئے اوزار خریدنے کے لئے روپیہ کی اکثر ضرورت رہتی ہے۔ اس سے لڑکوں کو سادہ سود سکھایا۔ مہاجنی طریق سے رقبہ معلوم کرنا سکھایا گیا۔ اس کی مشق طلبا نے خوب کی پہلے اپنے پلاٹ کا رقبہ قدمی پیمائش کے ذریعہ سے نکالا۔ پھر دوسرے لڑکوں کے پلاٹوں کا رقبہ معلوم کیا۔ اُن سوالات کو جو طلبا نے نکالے یہاں پر درج کرنے کی گنجائش نہیں۔

جغرافیہ۔ اپنے کھیت میں لڑکوں نے کئی ایک فصلیں اور سبزیاں بوئیں۔ اس سے انہوں نے یہ سیکھا۔ کہ پنجاب میں کون کونسی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ کن کن اضلاع میں پائی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک فصل کے لئے کس قسم کی آب وہوا کی ضرورت ہے۔ اپنی فصلوں کو پانی دیتے ہوئے لڑکوں نے آبپاشی کی بابت سیکھا۔ کہ پنجاب میں آبپاشی کے کون کون سے ذریعے ہیں۔ ڈھینگلی۔ چرسہ۔ کوآں۔ نہر وغیرہ کی بابت معلوم کیا گیا۔ پنجاب میں نہروں کی کیوں ضرورت ہے؟

نہریں کتنی قسم کی ہیں؟ دائمی نہریں کون کونسی ہیں۔ وہ کس کس دریا سے نکالی گئی ہیں۔ اور کن کن اضلاع کو سیراب کرتی ہیں؟ پنجاب میں کون کون سے دوآبے ہیں۔ اُن میں کون کون سی باریں ہیں۔ اور ان باروں کو سیراب کرنے کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟ انہار ثلاثہ سے کیا مراد ہے اِن سب سوالات پر غور کیا گیا۔ ذرائع آمد و رفت ریلیں۔ سڑکیں۔ تجارت۔ سرحدی ملکوں کے ساتھ تجارت وغیرہ وغیرہ

اسباق سکھائے گئے۔ ہر ایک فصل کے بیج مہیا کئے گئے۔ اور ان کی شناخت کروائی گئی۔ پنجاب کی پیداوار کا چارٹ تیار کیا گیا۔ لڑکوں نے اپنے کھیت سے جنگلی جڑی بوٹیوں کو دُور کرنے کی کوشش کی۔ اور ان جنگلی جڑی بوٹیوں کے نقصانات سے طلبا کو آگاہ کیا گیا۔

مُطالعہ قُدرت۔

مُختلف قسم کی فصلیں اور سبزیاں بوئی گئیں۔ اور اُن کی مُختلف حالتوں کا مشاہدہ کیا گیا۔ خاصکر نیل کی کاشت کی بابت لڑکوں نے بڑی دلچسپی سے سیکھا۔ انہوں نے پہلے نیل کے بیج کبھی نہیں دیکھے تھے۔ جب بیج آئے تو لڑکوں نے سارے سکول کو بیج دکھلائے۔

ارنڈی کے بیجوں سے تیل نکالا گیا۔ لڑکوں نے اپنی کوشش سے رس حاصل کیا۔ گُڑ بھی بنایا خود کھایا اور دوسروں کو کھلایا۔

چمن مسیح ٹیچر مشن سکول موگا۔

پروجیکٹ "دُنیا کے بسنے والے"

جماعت پنجم ۳۶-۱۹۳۵ء

(People of The World)

پروجیکٹ کا آغاز

مُوقعات - مدرس نے بچوں کے محرک کے لئے چند تصاویر تجارت - ہمارے پڑوسی - اور ذرائع آمدورفت کی کاغذوں پر چسپاں کرکے دیوار پر آویزاں کردیں - تاکہ طلبا کے خیالات و معلومات عامہ وسیع ہوں - دوسرے مدرس نے لائبریری سے کتب لاکر طلبا میں منقسم کردیں - تاکہ وہ ان کا مطالعہ کریں - اور ان کی معلومات میں مزید اضافہ ہو -

تیسرے ایک دن ساری جماعت متفقہ سیر کے لئے باہر گئی - اور مختلف اشیا کا مشاہدہ کیا - اور انواع واقسام کے لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول پائے -

تمام طلبا آپس میں گفتگو کرتے رہے - کہ ہم امسال فلاں فلاں پروجیکٹ کو منتخب کرکے چلائیں گے - اور مدرس کو ایما کرتے رہے - کہ ہم پروجیکٹ کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں - لیکن مدرس اُن کو ٹال مٹول کرتا رہا - اور یہ کہہ کر خندہ پیشانی سے اُن کی حوصلہ افزائی کرتا رہا -

کہ جب تک ساری جماعت متفقہ بدل وجان شرکت نہ کرے۔ تب تک کسی نتیجہ تک رسائی محال ہے۔ مدرس وقتاً فوقتاً اُن کے ارادوں وخواہشوں کو پڑھتا اور گاہے بگاہے اُن سے اِستفسار کرتا رہا کہ کیا وُہ پروجیکٹ کے اِنتخاب کے لئے مُستعد ہیں؟ مدرس اُن کی صبرِ و شکیب کی منزلِ کو آگے بڑھاتا رہا۔ حتیٰ کہ وُہ ایک دِن بتاریخ ۵ اپریل ۱۹۳۵ء کو یک زبان ہو کر بے ساختہ پکار اُٹھے:" اب ہم سے صبرِ و اطمینان کی برداشت نا ممکن ہے۔ اور صبر کی طاقت ہم کو یارا نہیں دیتی۔ اب ہم اپنی زبانوں کو عنان نہیں چڑھا سکتے۔ ہم اپنے ارادوں وخواہشوں کو چشمے کے پانی کی طرح روک نہیں سکتے۔ ہمارا شغلِ محنت بار لائے بغیر نہیں رہیگا۔ جو ہم سے اتفاق نہیں کریگا۔ وُہ کاہل اور سُست لڑکا ہے۔ اور کام سے جی چُراتا ہے ہم اُس کو جماعت سے علیحدہ کر دیں گے۔ کیونکہ چند طلبا کی بدولت ساری جماعت کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔ جس کی تلافی نا ممکنات سے ہے۔ جیسے کہ

ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

مدرس جماعت کے خیالات و ارادوں کا مشاہدہ کرکے اب لاچار و مجبُور ہو گیا۔ کہ اُن کی بات کی طرف اپنی توجہ منحرف کرے۔ جیسا کہ بائیبل مقدس میں بے انصاف قاضی کی تمثیل سے عیاں و ہویدا ہے۔ آخرکار مدرس نے طلبا سے پُوچھا۔ کہ جو پروجیکٹ کو منتخب کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنا اپنا ہاتھ کھڑا کریں۔ مدرس نے جُونہی یہ الفاظ طلبا کے گوشگزار کئے۔ اُن کی انبساط و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور انہوں نے لمبے لمبے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ بعضوں کی اس قدر باچھیں کھِل گئیں۔ کہ انہوں

نے بے قرار و بے ساختہ ہو کر دو دو ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ اب تمام جماعت کی کثرت رائے ہو گئی۔ کہ پروجیکٹ کا انتخاب ہو۔ اب مدرس نے کہا۔ کہ پروجیکٹ پیش کرو۔ لیکن پیشتر اس کے اپنے لئے ایک لڑکا منتخب کرو۔ جو تمہارے لئے تختہ سیاہ پر لکھتا جائے۔ انہوں نے ایک طالب علم بنام نند سنگھ کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ جس نے اُن کے لئے مندرجہ ذیل پروجیکٹس تختہ سیاہ پر لکھے :-

(۱) ڈسپنسری - (۲) غیر ملکوں کی تجارت - (۳) دُکان - (۴) غیر ملکوں کی معلومات (۵) اپنے ملک کی معلومات (۶) دستکاری - (۷) ڈاکخانہ۔ (۸) چڑیا گھر کا شیر - (۹) چڑیا گھر کے حالات - (۱۰) ہندوستان کے کارخانے (۱۱) دُنیا کے بسنے والوں کے حالات معلوم کرنا۔ (۱۲) ذرائع آمد و رفت - (۱۳) شہد کی مکھی - (۱۴) عجائب گھر - (۱۵) بڑھئی -
(۱۶) روضۂ تاج محل - (۱۷) ڈرائنگ - (۱۸) برف - (۱۹) نمک بنانا۔

جب طلبا اپنے اپنے پروجیکٹس پیش کر چکے۔ تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیش کردہ پروجیکٹ پر کافی روشنی ڈال کر مشرح بیان کیا۔ کہ یہ کس طرح جماعت کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ اور جماعت اس سے کیا سیکھے گی۔ کافی واضح کرنے کے بعد اِن پر بحث ہوئی۔ اور یہ تقریباً ایک مہینے تک رہی۔ دوران بحث میں طلبا نے تمام پروجیکٹس کی بابت کافی واقفیت حاصل کی۔ اب آخر میں صرف پانچ پروجیکٹس رہ گئے۔ باقی کے نامنظور ہو کر کاٹے گئے۔ مندرجہ ذیل پیش کردہ پروجیکٹس رہے -

(۱) دستکاری - (۲) ہندوستان کے کارخانے - (۳) دُنیا کے بسنے والوں کے حالات معلوم کرنا۔ (۴) ذرائع آمد و رفت - (۵) بڑھئی -

اِن پانچوں پر خوب بحث و تبادلۂ خیالات ہُوا۔ طلبا نے ان کے متعلق کافی چھان بین کی۔ اور کافی واقفیت حاصل کی۔ آخر کار ان میں سے "دُنیا کے بسنے والوں کے حالات معلوم کرنا" پروجیکٹ بذریعہ ووٹ کثرت رائے سے منظور ہُوا۔ ساری جماعت نے خالقِ ارض و سما کا شکریہ ادا کیا۔ کہ وُہ اُس کی توفیق سے کامیاب ہُوئے۔ اور منّت کی۔ کہ رب العالمین اُن کو توفیق و طاقت مرحمت فرمائے۔ تاکہ وُہ پروجیکٹ کے نو نہال کی نشوونما میں حتّے الوسع کوشاں رہیں۔

تجاویز۔ اب یہ سوال پیش ہُوا۔ کہ پروجیکٹ کو کِس طرح چلایا جائے۔ کیونکہ یہ پروجیکٹ بڑا وسیع تھا۔ طلبا نے فیصلہ کیا۔ کہ دُنیا کے نقشے سے اُن ممالک کی فہرست تیاّر کی جائے۔ جن کی بابت ہم واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ طلبا نے نقشہ منگوا کر فہرست تیاّر کی۔

پھر یہ سوال پیش ہُوا۔ کہ کِس مُلک سے پہلے شروع کریں۔ طلبا نے کافی گفتگو کی۔ اور کثرت رائے سے منظور ہُوا۔ کہ پہلے ہندوستان کے کچھ صوبے لے کر اُن کی بابت واقفیت حاصل کی جائے۔ بعد ازاں دُوسرے ممالک کی بابت سوچا جائے۔ شروع میں اپنے گھر یعنی صوبہ پنجاب کو لے کر اِس کی بابت واقفیت بہم پہنچائی جائے۔

اب پھر سوال پیش ہُوا۔ کہ اِن کی بابت کیا معلوم کیا جائے۔ اور یہ فیصلہ ہُوا۔ کہ مندرجہ ذیل باتیں ان کی بابت معلوم کی جائیں۔ مثلاً (۱) لوگوں کا لباس۔ (۲) لوگوں کا تمدّن۔ (۳) خوراک (۴) پیشے۔ (۵) ذرائع معاش و آمدورفت۔ (۶) پیداوار۔ (۷) حکومت (۸) تعلیم۔ (۹) تہذیب وغیرہ۔ اور اِن کا مختصر احوال چارٹوں پر قلمبند کیا جائے۔

ؤہ ازیں چارٹ پر نقشہ بنا کر اُن کی بابت تصاویر کھینچ کر ظاہر کیا جائے۔
یک لڑکے نے پُوچھا:" اس کام کے لئے سامان کیا کیا ہونا چاہیئے؟" مندرجہ ذیل
سامان پیش ہُوا۔ اور اُس کی قیمت کا حساب تخمیناً کیا گیا۔

	پائی	آنے	روپے
کاپی پروجیکٹ تیس عدد =	"	۱۲	۳
کاغذ برائے چارٹ =	۵	۱۳	۰
رنگ برائے ڈرائنگ =	۰	۷	۱
میزان کُل =	۵	۰	۶

اب مدرس نے وقت کو غنیمت سمجھ کر طلبا کو عادِ اعظم کے قاعدے کی
رف راغب کیا۔ اور سوالات کی مشق کرائی۔
(۱) وُہ بڑی سے بڑی رقم بتاؤ جو ایک روپیہ سات آنے اور ۱۳ آنے
۷ پائی میں پوری پُوری دفعہ شامل ہو۔
(۲) نند کے پاس ۱۲ روپے ہیں۔ موہن کے پاس ۲۶ روپے ۷ آنے اور
سراج کے پاس ۲۸ روپے ۷ آنے۔ وُہ اپنی اپنی رقم سے کاپیاں خریدنا
چاہتے ہیں۔ بتاؤ زیادہ سے زیادہ ہر ایک کاپی کی کیا قیمت ہوگی۔ تاکہ
وُہ پُوری پُوری کاپیاں خرید سکیں۔
(۳) وُہ بڑی سے بڑی رقم بتاؤ۔ جو ایک روپیہ ۶ آنے و ایک روپیہ ۳ آنے
۲ پائی میں پُوری پُوری دفعہ شامل ہو سکتے کہ اس کی کافی مشق دی گئی۔
ابھی پروجیکٹ کا نونہال جو کہ حال ہی میں لگایا گیا تھا۔ نشوونما
نے کو تیار ہی تھا۔ کہ ایک لڑکا جو کہ جماعت میں شاذ و نادر ہی قوتِ گویائی
سے کام لیتا ہے۔ اور وُہ بھی ہزاروں دفعہ کہنے پر اُٹھ کر کہنے لگا۔ کہ ہم نے دُنیا
کے نقشہ سے تمام ممالک کی فہرست تو تیار کر لی ہے۔ مگر سب سے پہلے یہ معلوم

کرنا چاہیئے۔ کہ دُنیا کس طرح کتم عدم سے وجود میں آئی۔ تمام طلبا اس پر متفق ہو گئے۔ کہ پہلے اس کی بابت معلوم کریں۔ اس کی بابت واقفیت حاصل کرنے کے لئے حتےٰ الوسع کوشش کی گئی۔ طرح طرح کی تجاویز عمل میں لائی گئیں۔ اور ہم نے مختلف کتب مثلاً بائیبل۔ 'دنیا جس میں ہم رہتے ہیں کس طرح وجود میں آئی' وغیرہ سے اس کے متعلق پڑھا۔ اور مختلف لوگوں کے خیالات اس کے متعلق معلوم کئے۔ جن کا ذکر کرنا طوالت رکھتا ہے۔

بعد ازاں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ زمین کس طرح کھڑی ہے؟ یہ سوال پیچیدہ تھا۔ لیکن ہم پست حوصلہ نہ ہوئے۔ بلکہ ہمت اور شجاعت سے کام لیتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا۔ کہ سے

وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا۔ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

ہم نے بہت سے لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور یونان والوں اور سائینسدانوں کے خیالات غور طلب ہیں۔ الّا عدم جانے کی وجہ سے تحریر نہیں ہو سکتے۔ بعد ازاں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ زندگی کس طرح شروع ہوئی؟

یہ سوال بھی جماعت پنجم کے معیار سے بہت زیادہ دور تھا۔ تاہم کافی جدوجہد کے بعد ایک انگریزی کتاب سے اس کا حل مل گیا۔ اور ہم نے کافی واقفیت حاصل کی۔

پھر طلبا میں سے ایک نے یہ سوال پیش کیا۔ کہ جب زندگی شروع ہوئی۔ تو انسان کس طرح وجود میں آیا؟ اس وقت اُن کا طرزِ رہائش و تمدن کس طرح کا تھا؟ اور بعد ازاں کس طرح بتدریج ترقی کرتا گیا۔ سوال بڑا دلچسپ تھا۔ اس کے تعلق میں ہم نے ڈاروِن تھیوری کو بھی معلوم کیا۔ اور تمام مذہبی کتب کا مطالعہ کیا۔ قدیم لوگوں کی بابت تواریخیں پڑھیں

اور قدیم زمانے کے لوگوں کے ہتھیار بنائے۔ تصاویر بنائیں۔ چارٹ تیار کئے۔ آگ پیدا کی۔ اور اِن کی بابت اپنے سکول میں ڈرامہ کیا۔ اب چونکہ ان سوالات پر کافی وقت صرف ہو گیا تھا۔ اِس لئے ہم نے فیصلہ کیا۔ کہ اب اپنے نصب العین کی طرف رجوع کریں۔ لہٰذا ہم نے پہلے پنجاب کو لیا۔ اور اس کی بابت چند باتیں جن کا ہم نے مشترکہ فیصلہ کیا ہوا تھا معلوم کیں۔ وہ باتیں پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ میں مثال کے طور پر صوبہ پنجاب کو لے کر آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کس طرح پروجیکٹ کے ساتھ نصاب بھی پورا ہوتا جاتا تھا۔

ہم نے صوبہ پنجاب کے لوگوں کا لباس معلوم کیا۔ اور اُن کے لباس پر اخراجات معلوم کئے۔ اور اس کے ضمن میں پانچویں جماعت کے مقررہ نصاب سے "لباس" کی بابت پڑھا۔ صوبہ پنجاب کی بابت جغرافیہ سے پڑھا۔ بعدازاں یہ سوال پیش ہوا۔ کہ لباس کیسے شروع ہوا؟ اس کا جواب ہم نے معلوم کیا۔ کہ پہلے پتوں کا لباس رائج ہوا۔ بعدازاں چمڑے کا لباس شروع ہوا۔ پھر سن سے بُننا اور بعدازاں کپڑا بُننا جاری ہوا۔ ۱۸۴۶ء میں الیاس ہووے نے سیونگ مشین کو اختراع کیا۔ ۱۹۰۷ء میں کپڑے کو ماپ کر قطع کر کے سینا رائج ہوا۔ پھر پنجابی لوگوں کی رہائش معلوم کی۔ اس کے مقررہ نصاب سے "صاف گاؤں" پڑھا۔ لوگوں کی اشیا کا حساب کیا۔ اس سے ذو اضعاف اقل کا قاعدہ سکھایا۔ مثلاً

(۱) اگر میزیں اور کرسیاں اور چارپائیاں ترتیب وار ۱۷ روپے و ۷ روپے و ۴/۱ ۵ روپے فی میز و فی کرسی و فی چارپائی کے حساب بِک رہی ہوں۔ تو کم از کم کتنی رقم ہو کہ پوری میزوں یا کرسیاں یا

چارپائیاں خریدی جا سکیں وغیرہ۔

گھروں کی لمبائی چوڑائی معلوم کرنے کے لئے طلبا نے انچ۔فٹ۔گز۔فرلانگ۔میل کا پیمانہ سیکھا۔

پنجاب کی تعلیم معلوم کرنے کے لئے موگا جرنل ماہ مارچ واپریل ۱۹۳۵ء پڑھا۔جس میں پنجاب کے ڈائرکٹر صاحب نے تعلیم کی رپورٹ لکھی ہے۔ اور تمام کارروائی کو اپنے پروجیکٹ کی کاپی میں لکھتے گئے۔تمام حالات معلوم کرنے کے بعد ایک چارٹ بھی تیار کیا۔جس سے معلوم کردہ واقفیت پر مزید روشنی ڈالی گئی۔علے ہذا القیاس اسی طرح ہم نے شمال مغربی سرحدی صوبہ۔احاطہ مدراس۔احاطہ بنگال۔صوبہ آسام۔صوبہ برہما۔ملک افغانستان۔عرب۔تبت۔ایران۔چین۔جاپان۔افریقہ۔آسٹریلیا۔امریکہ۔یورپ۔انگلستان اور آخر میں اسکیمو کی بابت سیکھا۔

مختلف مضامین کا پروجیکٹ کے ساتھ تعلق

ا۔اردو پڑھائی:۔ جب پروجیکٹ منتخب ہوا۔تو ساری جماعت لائبریری میں گئی۔وہاں پروجیکٹ کے متعلق کتابوں کی ورق گردانی میں مصروف ہوئی۔آخرکار ایک کتاب بعنوان "دنیا کے بسنے والے" ملی جس کو طلبا نے گروپوں میں بیٹھ کر بعد دیگرے پڑھا۔لوگوں کے لباس معلوم کرتے وقت "لباس" مقررہ نصاب سے پڑھا۔پیداوار معلوم کرتے وقت ہندوستان کی پیداوار پڑھی۔شمال مغربی سرحدی صوبے کی بابت واقفیت عامہ حاصل کرتے وقت چونکہ کوئٹہ میں بھونچال آیا تھا۔لہذا بھونچال کی بابت مقررہ نصاب سے پڑھا۔برہما کی بابت دریافت کرتے

وقت چوتھی جماعت کے نصاب سے پڑھا۔ تعلیم کے بارے میں موگا جرنل ماہ اپریل ۱۹۳۵ء سے پڑھا۔ پنجاب کی بابت "سیر ہندوستان" سے پڑھا۔ اور مختلف دیگر کتب سے ان کی بابت مزید واقفیت حاصل کی مثلاً مُرقع ادب جماعت ہشتم و دیگر اُردو نصاب۔ دیگر ممالک کی بابت جغرافیہ سے پڑھا۔ مزید واقفیت حاصل کرنے کے لئے طلباء مندرجہ ذیل گروہوں میں منقسم تھے۔ مثلاً

(۱) لائبریری سے واقفیت بہم پہنچانا۔ (۲) لوگوں سے پوچھنا۔ (۳) تصاویر جمع کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

لکھائی :- ہر ایک طالب علم کے پاس جداگانہ کاپی تھی۔ جس میں وہ پروجیکٹ کی روئیداد اپنی زباندانی میں صفائی سے قلمبند کرتا جاتا تھا۔ طلباء نے مختلف صوبوں اور ممالک کے چارٹ تیار کئے۔ جس میں وہ اپنی معلومات مختصراً درج کرتے جاتے تھے۔ مختلف عرائض پرنسپل صاحب مسٹر ہارپر صاحب۔ مس سمتھ صاحبہ۔ ہیڈماسٹر صاحب۔ کنور صاحب و دیگر ان صاحبان کی خدمت اقدس میں تحریر کی گئیں۔ ایک عرضی جناب رائے صاحب لالہ سوہن لال کو جس وقت کہ آپ مشن ٹریننگ سکول میں تشریف لائے لکھی گئی۔

حساب :- پروجیکٹ کے سامان کا حساب کرتے وقت عادِ اعظم سکھایا مثلاً (۱) وہ بڑی سے بڑی رقم بتاؤ۔ جو ایک روپیہ ۷ آنے اور ۱۳ آنے ۵ پائی میں پوری پوری دفعہ شامل ہو۔

(۲) وہ بڑی سے بڑی رقم بتاؤ۔ جو ایک روپیہ ۶ آنے اور ایک روپیہ ۳ آنے میں پوری پوری دفعہ شامل ہو۔

لوگوں کی رہائش معلوم کرتے وقت ذواضعاف اقل سکھایا۔ مثلاً

(۱) کم از کم کتنا دُودھ ہونا چاہیئے جو ۶ سیر و ۸ سیر و ۹ سیر و ۱۰ سیر و ۱۵ سیر کے پیمانوں سے ماپا جا سکے۔

(۲) کم از کم کتنی رقم ہونی چاہیئے۔ جو ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ - ۱۲ و ۱۴ - ۱۴ آنے میں پُوری پُوری دفعہ شامل ہو۔

لوگوں کی خوراک کا حساب کرتے ہُوئے کسروں کی جمع سکھائی۔ مثلاً

(۱) ایک خاندان کا روزانہ خرچ $\frac{1}{2}$ ادھا روپیہ کا آٹا۔ $\frac{1}{8}$ روپیہ کی سبزی $\frac{3}{4}$ روپیہ کا گھی و $\frac{1}{4}$ ۱ روپے کی لکڑی ہے تو بتاؤ کل کیا خرچ ہُوا۔

(۲) آٹا $\frac{1}{2}$ ۲ روپے + گھی $\frac{1}{8}$ روپے + سبزی $\frac{3}{4}$ روپے + $\frac{5}{12}$ ۲ روپے۔

تعلیم کی بابت واقفیت حاصل کرتے وقت کسروں کی تفریق سکھائی مثلاً

(۱) ایک لڑکے کے پاس ۵ روپے کا نوٹ ہے۔ اُس میں سے وُہ اپنی فیس $\frac{3}{4}$ ۳ روپے دیتا ہے $\frac{1}{8}$ روپے کی کاپی خریدتا ہے۔ $\frac{1}{4}$ روپے کی سلیٹ۔ باقی اُس کے پاس کیا رہا۔ وغیرہ وغیرہ۔

پیشوں کی بابت واقفیت حاصل کرتے وقت کسروں کی ضرب کا قاعدہ سکھایا۔ مثلاً

ایک بڑھئی کی روزانہ آمدنی $\frac{1}{4}$ ۱ روپیہ ہے تو وُہ $\frac{1}{4}$ ۱۴ دن میں کیا کمائیگا اور اسی طرح مزید مشق کرائی جا سکتی ہے۔

ذرائع آمدورفت معلوم کرتے وقت کسروں کی تقسیم سکھائی مثلاً

(۱) ایک لڑکا موٹر کار میں ۸۴۰ میل ۱۲ دن میں طے کرتا ہے۔ تو ایک دن میں کتنا سفر طے کریگا۔

ایک طالب علم $\frac{1}{2}$ ۸ دن میں $\frac{1}{2}$ ۱۲۴ میل طے کرتا ہے۔ تو ایک دن میں

کتنا کریگا وغیرہ وغیرہ۔
آگے چل کر اسی طرح کسور اعشاریہ کی جمع۔ تفریق ضرب اور تقسیم سکھائی
مثلاً (۱) ۰۱۲ روپے + ۲۰۳۲ روپے + ۵۰۰۱۵ روپے
(۲) ۵ روپے میں سے ۳۰۱۲۵ روپے تفریق کرو۔
(۳) ایک آدمی کی روزانہ آمدنی ۳۰۱۲۵ روپے ہے۔ تو ۲۸۰۱۳۴۵ دنوں میں کتنے کمائیگا۔
(۴) ایک ترکھان ۲۵۵۰۱۲۵ دن میں ۳۷۸۵۰۱۴۵۷۵ روپے کماتا ہے۔ تو ایک دن میں کیا کمائیگا۔ اِسی طرح بہت سی مشق دی جاسکتی ہے
مساحت: ہندوستان کے نقشے سے مستطیل کا رقبہ نکالنا سکھایا۔
ایشیا کے نقشے سے مربع کا رقبہ نکالنا سکھایا۔ مثلاً
(۱) ایک مستطیل کا طول ۸ انچ اور عرض ۵ انچ ہے۔ رقبہ نکالو جبکہ ایک انچ برابر ہے ۴۰۰ میل کے۔
(۲) ایک مربع کا ضلع ۱۰ انچ ہے تو رقبہ نکالو۔ اور اسی طرح مزید مشق دی جاسکتی ہے۔
مدراس کے صوبے سے تکون کا رقبہ نکالنا سکھایا مثلاً ایک تکون کا قاعدہ ۱۰ انچ ہے اور عمودی فاصلہ ۸ انچ ہے تو رقبہ معلوم کرو۔ جبکہ ایک انچ ۵۰ میل کے برابر ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔
جغرافیہ:۔ تمام صوبجات و ممالک کی بابت جغرافیاؤں سے پڑھا۔ نقشہ جات کھینچے۔ کاغذ پر دُنیا کا نقشہ کھینچا اور اُس پر ایک کاغذ کی کشتی مقناطیس کے ذریعے چلائی۔ جو کہ مختلف بندرگاہوں پر ٹھیرتی تھی۔ طلبہ کے لئے بڑا دلچسپ کھیل تھا۔ عملی جغرافیہ یعنی بندرگاہیں۔ ممالک اور راستے

یاد کرانے کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ ہے۔ دُنیا کے مختلف ممالک کی ٹکٹیں جمع کی گئیں۔ جو کہ اُس مُلک کے بادشاہ کو پیش کرتی تھیں۔ اور سکے کا پتہ دیتی تھیں۔ مختلف ممالک کی تصاویر جمع کر کے البم بنایا گیا۔ عرب کا ماڈل بنایا گیا۔

تاریخ ہند:۔ ہندوستان کے قدیم باشندوں اور بہادر بزرگوں کی بابت پڑھا مثلاً رام چندرجی۔ سری کرشن۔ کورو پانڈو۔ بہادر بھیشم مہاتما بدھ وغیرہ۔

گرامر:۔ پروجیکٹ کی روئیداد قلمبند کرتے وقت طلباء چند ایسی غلطیوں کے مرتکب ہوئے۔ جو کہ گرامر جاننے کے بغیر رفع نہیں ہو سکتی تھیں۔ لہذا اُن کو دُور کرنے کے لئے فعل۔ فاعل۔ مفعول۔ فعل لازم متعدی ماضیاں۔ جملہ اسمیہ و فعلیہ پڑھایا۔ تاکہ طلباء کی زباندانی ٹھیک و صاف ہو۔ اور آئندہ لکھائی میں عام غلطیوں کے شکار نہ ہوں۔

بائیبل:۔ دُنیا کی پیدائش کی بابت پیدائش کی کتاب سے پڑھا۔ لباس کے متعلق انبیاء کے صحیفوں سے مطالعہ کیا۔ دنیا میں زندگی کس طرح شروع ہوئی؟ یہ بھی پُرانے عہد نامے سے پڑھا۔ اور پُرانے زمانے کے بزرگوں کی بابت بھی اُسی میں سے پڑھا۔

ڈرائنگ:۔ طلباء نے مختلف اقسام کی تصاویر پروجیکٹ کے ضمن میں بنائیں۔ چونکہ سکول میں کوئی ڈرائنگ ماسٹر نہیں ہے۔ لہذا طلباء کی اپنی قوت متخیلہ کی جانفشانی سے کام لیا گیا۔ طلباء نے ایسی عمدہ تصاویر بغیر کسی ممد و معاون کے کھینچیں۔ کہ ایک دفعہ مسٹر بینڈ صاحبہ سکول میں تشریف لائیں۔ تو ایک دو تصاویر نمونہ کے طور پر اپنے ہمراہ

سے گئیں۔ جب ٹریننگ کالج کی لڑکیاں سکول دیکھنے آئیں۔ تو انہوں نے ہمارے ملک معظم جارج پنجم کی تصویر کو بہت پسند کیا۔ اور کہا۔ کہ اگر ولایت بھیجی جائے تو بہت انعام و اکرام ملے۔ حکومت کے چارٹ پر تمام افسران بالا کی تصاویر حضور وائسرائے سے شروع کر کے چوکیدار تک تھیں۔ جب جناب ڈپٹی کمشنر و دیگر افسران بالا تشریف لائے۔ تو دیکھ کر نہایت ہی محظوظ و مسرور ہوئے۔

معلومات عامہ:۔

دیگر ممالک کی بابت بہت سی نئی نئی باتیں سیکھیں۔ جن سے اُن کے علم۔ عقل۔ ادراک اور فہم میں گراں اضافہ ہوا۔

بی۔ ایم۔ شفیق۔

یہ کہانی ہم کبھی نہ بھولیں گے

ایک دفعہ چند لڑکے جنگل میں آگ کے گرد بیٹھے تھے ۔ دن بھر کے بعد انھوں نے اپنا خیمہ جنگل میں گاڑنا پسند کیا ۔ وہ تھکے ہوئے تھے ۔ لیکن بہت خوش تھے آگ کے گرد بیٹھ کر وہ اُن آوازوں کو سُننے لگے ۔ جو کہ جنگل سے آ رہی تھیں ۔

للت نے کہا ۔ ایسی رات گھر سے باہر گذارنے میں کیسا مزہ آتا ہے ۔ موہن اُس کے نزدیک بیٹھا تھا ۔ وہ بھی کہنے لگا ۔ کہ میں ایسے موقعہ کا بہت مدت سے منتظر تھا ۔ پھر وہ دونوں راجہ کی طرف جو کہ اُن سے عمر میں ذرا بڑا تھا ۔ متوجہ ہوئے ۔ اور کہنے لگے کہ تم نے کہا تھا ۔ کہ میں تمہیں جادوگرنی کی کہانی سناؤں گا ۔ دوسرے لڑکے نے جب کہانی کا نام سُنا ۔ تو وہ اور بھی نزدیک آ گئے ۔

بڑا لڑکا ہنسنے لگا ۔ اُس نے کچھ لکڑیاں آگ میں ڈالیں ۔ اور اس طرح کہانی شروع کی :-

"بہت سال گذرے ۔ یونان کے نزدیک سمندر میں ایک جزیرہ تھا ۔ جہاں ایک خوبصورت جادوگرنی رہتی تھی ۔ اگرچہ وہ خوبصورت محلوں میں رہتی تھی ۔ اور باغوں میں پھرا کرتی تھی ۔ لیکن اس کا دل پاک نہ تھا ۔ اس جزیرے کے نزدیک سے ریشم اُون اور مصالحوں سے لدے ہوئے جہاز گذرا کرتے تھے ۔ عقلمند ملاح اس خطرناک جزیرے سے دُور ہی رہتے تھے ۔ اور جہاز کو زور سے چلا کر اس جزیرے سے جلدی نکل جاتے تھے ۔ کیونکہ انہوں نے سرسی نامی جادوگرنی کا نام سُنا تھا ۔ اور وہ بہت ڈرتے تھے بعض ملاح شیخی مارتے تھے کہ ہمیں کسی کا ڈر نہیں ۔ لیکن جتنے جہاز بھی جزیرے میں جاتے تھے

اُن میں سے ایک بھی واپس نہ آتا تھا۔

بسنت نے دھیمی آواز سے پُوچھا۔ کہ جہازوں کے ساتھ کیا واقع پیش آتا تھا۔ راجہ نے کہا۔ سنو۔ مَیں ابھی بتاؤنگا۔ ایک دن ایک جنگجو بہادر آدمی Ulysses یُولی سس نامی بمعہ اپنے ساتھیوں کے سفر کرتے کرتے طوفان کی وجہ سے جزیرے میں دھکیلے گئے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے سمندر میں بہت سی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ وُہ ایک بڑے بھاری دیو سائیکلوپس نامی پر غالب آئے تھے۔ Ulysses اور اس کے ہمراہی بہت طاقتور اور عقلمند تھے۔ جب وُہ جزیرے کے نزدیک پہنچے۔ تو وُہ بہت تھکے ہوئے تھے۔ آندھی اور طوفان کے آگے اُن کی کوئی پیش نہ چلی۔ اور وُہ جزیرے میں دھکیل دئے گئے۔ اگرچہ وُہ ڈرتے تھے۔ لیکن پھر اُن کے دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ اس جزیرے کو دیکھیں۔ Ulysses کے چند آدمی کنارے پر پہنچے۔ انہوں نے درختوں کے بیچ جادوگرنی کا محل دیکھا۔ جب وُہ نزدیک آئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ بھیڑیئے اور کتے محل کی رکھوالی کرتے ہیں۔ بھیڑیئے اور کتے اُن آدمیوں کی طرف لپکے۔ آدمی ڈرنے کو ہی تھے۔ جب بھیڑیئے اور کتے اُن کے ہاتھ چاٹنے لگے۔ ٹھیک اسی وقت جادوگرنی باہر آئی۔ اور ان آدمیوں کو کہنے لگی۔ کہ اندر آجاؤ۔ میں نے تمہارے لئے میٹھی شراب تیار کی ہے۔ گوشت کھاؤ۔ شراب پیئو۔ اور تازہ دم ہو جاؤ۔

بھوک کے مارے آدمی اندر داخل ہوئے۔ اور کھانا کھانے لگے۔ وُہ اپنے ہمراہیوں گھروں اور بال بچوں کو بالکل بھول گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جادوگرنی نے شراب میں ایک دوائی ملائی ہوئی تھی۔ جونہی کہ آدمیوں نے شراب پی۔ اس نے اُن کو جادو کی چھڑی سے چھوا۔ اور وُہ تمام کے تمام سؤر بن گئے۔ صرف ایک نوجوان تھا۔ جو کہ محل میں داخل نہ ہوا۔ اور جس نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ اس کے آدمی سؤروں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ تو وُہ جہاز کی طرف دوڑا۔ اس نے تمام کہانی Ulysses

اور اُس کے ساتھیوں کو سُنائی۔ Ulysses نے فوراً ہی اپنی تلوار لی۔ اور سرس کے محل کی طرف روانہ ہُوا۔ راستے میں اُسے ایک فرشتہ ملا۔ جس نے اُسے دوائی دی۔ جس کے استعمال سے جادُوگرنی کا جادُو کام نہ کر سکتا تھا۔ Ulysses ڈرتے ڈرتے جادُوگرنی کے پاس گیا۔ اور اُس کو کہنے لگا۔ کہ میرے آدمیوں کو چھوڑ دو۔ جادُوگرنی ہنس پڑی۔ اور اُسے بھی جادُو کی چھڑی سے چھُو کر سُوٗر بنانا چاہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن اس دوائی کی وجہ سے جو کہ Ulysses کو فرشتے نے دی تھی۔ اُس پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ Ulysses نے اپنی تلوار نکالی۔ اور سرس کو مارنا چاہا۔ ایک چھوٹے لڑکے نے پُوچھا۔ کہ کیا اُس نے اُس کو مار دیا۔ للت نے کہا۔ کہ وُہ اس قابل تھی۔ کہ اس کو مار دیا جائے۔ راجا نے کہا۔ نہیں۔ Ulysses نے اُس کو نہ مارا۔ بلکہ اس کو کہا۔ کہ میرے ساتھیوں پر سے جادُو کا اثر دُور کر دو۔ اور اُن کو حیوانوں سے انسانوں میں تبدیل کر دو۔ اِس طرح سے Ulysses اور اس کے ہمراہیوں نے جادُوگرنی سے خلاصی پائی۔"

اس جگہ راجہ ٹھہر گیا۔ اور دُوسرے لڑکوں کی طرف دیکھنے لگا۔ بسنت نے کہا۔ مَیں خوش ہُوں۔ کہ وُہ جادوگرنی کے پنجے سے نکل گئے۔ راجا کیا یہاں کہانی ختم ہوتی ہے۔

ہاں۔ راجہ نے جواب دیا یہاں کہانی ختم ہوتی ہے۔ لیکن یہ اس کا اصل میں خاتمہ نہیں ہے۔ کئی ایسی جگہیں ہیں۔ جو کہ سرس کے جزیرے سے زیادہ خطرناک ہیں۔ اور کئی ایسی بدکاریاں ہیں۔ جو کہ سرس کے جادُو سے زیادہ خراب ہیں۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ وُہ کونسی ہیں۔ ایک لڑکے نے کہا۔ کہ مَیں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہُوں۔ مَیں نے کئی آدمیوں کو دیکھا ہے۔ کہ جب وُہ کام کر کے واپس گھر آتے ہیں۔ تو راستے میں مے خانوں پر ٹھہر جاتے ہیں۔ مے پی کر وُہ حیوانوں سے بھی بدتر بن جاتے ہیں۔

راجہ نے کہا۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ اُن کی حالت ان ملاحوں کی نسبت زیادہ قابل

رہے ہے۔ جن پر جادوگرنی نے جادو چلایا۔ بہت سے آدمی اپنا روپیہ شراب پی کر ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جسمانی صحت بھی کمزور کر لیتے ہیں۔ ہندوستان میں ایسے بہادر اور نڈر آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ Ammapilla تھا۔ اگر شراب کی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑا جائے۔ تو ہمارے ملک کے لئے کیسی اچھی بات ہوگی۔

کمار نے کہا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہم جو لڑکے ہیں۔ شراب کو ملک سے نکالنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

راجا نے کہا۔ کہ ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ہم وعدہ کریں۔ کہ ہم شراب یا دیگر منشی اشیا کو کبھی ہاتھ نہ لگائیں گے۔ اور دوسروں کو آمادہ کرینگے۔ کہ وہ بھی اسے نہ ہی چھوئیں۔ اور نہ ہی فروخت کریں۔

موہن نے کہا۔ پھر ہم Ammapilla کی طرح انسانوں کو شراب کے جادو سے بچا لیں گے۔ کیوں نہیں!۔ ایک لڑکے نے کہا۔ یہ ایک اچھی کہانی ہے۔ اور ہم کبھی بھی نہ بھولیں گے۔

آگ تھوڑی تھوڑی جل رہی تھی۔ لڑکوں نے اپنے گرد رضائیاں لپیٹ لیں۔ اور سو گئے۔

تمام اصول مغلوب ہو گیا یہی بات تو اعظم کرے

یقینی ہم تو ہی ہادی ایمان تحفظ کرے

ہم اک جنگِ مقدس میں سچائی کے بچانے کو

ہمیں دیوارِ سنگین کی طرح جاں بہ [illegible] کرے

(ترجمہ ..... [illegible])

بالغوں کو پڑھنا سکھانا

(Teaching Adults to Read)

جمہوریت کی طرف چشم دید انقلاب کا نام تعلیم ہے۔ پہلے پہل یہ خیال کیا جاتا تھا کہ تعلیم صرف اُن مردوں کے لئے مخصوص ہے۔ جنہوں نے حکومتِ اُمرا کی کارروائیوں میں نمایاں حصّہ لینا ہو۔ اس کے ذریعے اُنہیں کام کرنے کی تربیت نہیں ملتی تھی۔ بلکہ اِس تعلیم کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے فرصت کے اوقات کو مہذب طریقوں سے بسر کریں۔ بعد ازاں ایک انقلابی تحریک شروع ہوئی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ تعلیم تمام بچوں بلکہ لڑکیوں کے لئے بھی لازمی ہے۔ لیکن گذشتہ نقطۂ نگاہ تعلیم اور انقلابی تعلیم میں یہ فرق تھا کہ اُس کے مطابق لوگ شریفانہ طور پر بیکار رہنا سیکھ جاتے تھے۔ جب کہ انقلابی تعلیم نے انہیں شوق و دلچسپی سے کام کرنا سکھا دیا۔ اور ساتھ ہی اُن پر یہ بات منکشف کر دی۔ کہ ہاتھوں کو لکھائی کے علاوہ اور بہت سے دستی کاموں میں استعمال کیا جائے۔

دُنیا کے موجودہ حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سی ایسی تعلیم دی جا رہی ہے جو لوگوں کو قابل و محنتی کارندے بنانے کی بجائے انہیں مہذب آوارہ گرد بنا دیتی ہے۔ وہ خدمت کرنے کی بجائے خدمت کروانا زیادہ پسند کرتے ہیں۔

جمہوری نقطۂ نگاہِ تعلیم نے حال ہی میں ترقی کی طرف ایک اور قدم بڑھایا ہے۔ جس کا یہ مقصد ہے۔ کہ تعلیم نہ صرف بچوں ہی کے لئے مخصوص ہے بلکہ بالغوں کے لئے بھی مفید ہے۔ حال ہی میں ماہرانِ تعلیم نے یہ نئی بات

معلوم کی ہے۔ کہ بالغ اتنی آسانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ پڑھنا سیکھنے کے مستحق ہیں۔ پہلے لوگوں کا یہ اصول تھا۔ کہ جوں جوں ہم عمر میں بڑھتے جاتے ہیں۔ توں توں ہمارا دماغ بھی کند ہوتا جاتا ہے۔ اور کہ پڑھنا سیکھنے کا مناسب وقت قبل از پچیس سال کی عمر ہے۔ لیکن علم النفس کے جاننے والوں نے اِس اصول کو رد کر دیا ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ ایک بالغ بچے کی بہ نسبت بہت سی باتیں آسانی سے سیکھ لیتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک چھ سال کے بچے پر پانچ گھنٹے صرف کئے جائیں۔ تو ایک بالغ وہی بات ایک گھنٹے میں سیکھ سکتا ہے۔ یہ بات درست بھی ہے۔ کیونکہ بالغ کا ذخیرۂ الفاظ چھ سال کے بچے کی بہ نسبت بہت وسیع ہوتا ہے۔ اور اُس کو صرف اِس بات کی ضرورت ہے۔ کہ وہ اُن الفاظ کی شکل و بناوٹ کو دیکھ لے جنہیں اُس نے روزمرہ کی زندگی میں سُنا اور استعمال کیا ہے۔ البتہ یہ بات اُسی حالت میں درست ہے۔ جبکہ ایک بالغ وہی ذخیرۂ الفاظ سیکھ رہا ہو جسے اُس نے اپنی گفتگو میں پہلے استعمال کیا ہو۔ بچہ بالغ کی نسبت نئے الفاظ جلدی سیکھ سکتا ہے۔ بالغ اپنے گذشتہ تجربے اور قدرتی دلچسپی کی بنا پر بچے کی بہ نسبت ملکی۔ اقتصادی۔ صنعتی۔ زراعتی و دیگر عملی مضامین کی بابت زیادہ جلدی سیکھ سکتا ہے۔

بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے دو ضروری اصول درج کئے جاتے ہیں:۔

اوّل ۔ انہیں اُن الفاظ کا پڑھنا سکھایا جائے۔ جن کو وہ پہلے جانتے ہوں۔

دوم ۔ اُن کی پڑھائی کے لئے وہی مصالح استعمال کیا جائے۔ جو اُن کی بالغ زندگی سے گہرا تعلق رکھتا ہو۔ کتابیں جو بچوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ بالغوں کے لئے مفید نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر ضروری

امور پہ ہیں۔ بالغ بے معنی اور غیر متعلقہ چیزوں کو اتنی یاد داشت نہیں رکھتا۔ جتنی کہ بچہ رکھتا ہے۔ بچے سبق کے دوران میں گپیں مارنا و یادہ گوئی کرنا بھی پسند کرتے ہیں۔ بالغ ہر بات کا مطلب اور اصول طلب کرتا ہے۔ وہ دلیل دینا جانتا ہے۔ اور مدلل طریقے سے پڑھنا پسند کرتا ہے۔

لہٰذا بالغوں کے اسباق ایسے ہوں۔ جوکہ اُن کی قوتِ ممیزہ کے مطابق ہوں۔ مثلاً انہیں مشابہ حروف اور الفاظ کے معمولی اختلاف سمجھا سکتے ہیں جبکہ بچوں کے ساتھ ہمیں اُن ہی حروف کے درمیان کافی سے زیادہ اختلاف ظاہر کرنا پڑتا ہے۔

بالغ میں ایک اور خاص وصف یہ ہے۔ کہ وہ خود مختار ہو کر جتنی جلدی ہو سکے پڑھنا پسند کرتا ہے۔ استاد کی نگرانی اور رہنمائی کو گوارا نہیں کر سکتا۔ سو اُسے پڑھنا سکھانے کے لئے ایسے اسباق تیار کئے جائیں۔ کہ وہ اُستاد کی موجودگی میں خود بخود پڑھ سکے۔ اور وقتاً فوقتاً اُستاد سے مدد لے سکے۔

بالغ کی آخری ضروری خصوصیت یہ ہے کہ اُس کے ساتھ بچوں جیسا سلوک کرنا اُسے پسند نہیں ہوتا۔ عام طور پر بچوں کو پڑھانے والے اُستاد بالغوں کو پڑھنا سکھانے میں ناکامیاب رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بڑے تعلیم یافتہ اور بارُعب شخص ظاہر کرتے ہیں۔ ایسا اُستاد سمجھتا ہے۔ کہ اُس کا کام طالب علموں کی معمولی غلطیاں نکال کر اپنی لیاقت ظاہر کرنا ہے۔ وہ طالب علموں کو جھڑکتا ہے۔ ڈانٹتا ہے۔ تیوریاں چڑھاتا ہے۔ اور بار بار اُن سے غیر دلچسپ باتیں دُہراتا ہے۔ بالغ اِن تمام باتوں سے نفرت کرتا ہے۔ گو بیچارے بچے بھی ایسی باتوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ لیکن انہیں

ایسا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر بالغ ناراض یا مایوس ہو جائے۔ تو اُٹھ کر گھر چلا جاتا ہے۔ اور ہر ایک سے کہتا ہے کہ یہ سبق بالکل فضول ہے۔ در اصل سبق میں کوئی کسر نہیں ہوتی۔ بلکہ اُستاد نکما ہوتا ہے۔ بالغوں کو پڑھنا سکھانے میں پچاس فی صدی کامیابی اُستاد کی خوش خُلقی پر منحصر ہے۔

بالغوں کو پڑھنا سکھانے میں اُستاد کا اوّلین فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بالغ کو اُس وقت پڑھائے۔ جبکہ وہ تازہ دم ہو۔ اور اُس کے ساتھ کوئی ادب و آداب اور مرتبے کا لحاظ نہ رکھا جائے۔ اُستاد کو "نہیں" کا لفظ کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس لفظ کو اپنے ذخیرۂ الفاظ سے خارج کر دینا چاہیئے۔ اور ہمیشہ "ہاں" میں جواب دینا چاہیئے۔ اگر بالغ پڑھنے میں غلطی کرے۔ تو اُستاد کو چاہیئے۔ کہ بالغ کو وہ غلطی رُعب سے نہ بتائے۔ بلکہ کچھ دیر کے بعد اُسی لفظ کو جملے میں استعمال کرکے اور ہجے کرکے درست تلفظ بتائے۔ اگر تم ایک راجہ سے جو تھوڑی سی انگریزی جانتا ہو۔ ہمکلام ہو۔ تو اُس کی گفتگو میں گرامر کی غلطیاں نکالنے کی جرأت نہ کروگے۔ ہر ایک بالغ سے بھی راجے کی طرح برتاؤ کرنا چاہیئے نہ کہ ایک بچے کی مانند۔

بالغ سے ایسا سوال جس کا جواب وہ نہ دے سکے مت پوچھو۔ جہانتک ہو سکے۔ اُس کی غلطی پکڑنے کی بجائے اُسے قطع نظر کردو۔ کیونکہ اُسے یہ بات پسند نہیں۔ دُنیا میں ہر بشر کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لائق و قابل اُستاد وہی ہے۔ جو ایسا راستہ ڈھونڈ سکے جہاں مصائب نہ ہوں۔

بالغ کو وہ باتیں نہ بتاؤ۔ جنہیں وہ پہلے سے جانتا ہو۔ جب وہ کسی نہ کسی طریقے سے ظاہر کرے۔ کہ وہ ایک بات کو پہلے ہی جانتا ہے۔ تو اُسے دوبارہ مت دُہراؤ۔ بالغ یہ بات پسند نہیں کرتا۔ کہ اُسے اُس کی شخصیت و حیثیت

سے کمتر نظر سے دیکھا جائے۔ اگر کوئی بالغ تیزی سے بڑھکر ترقی کرنا چاہے۔ تو اُسے مت روکو۔ برعکس اس کے اگر وُہ آہستہ آہستہ نظرثانی کے ذریعے پڑھنا چاہے تو اُسے آگے مت دھکیلو۔ اُسے اپنا راستہ خود اختیار کرنے دو۔ اور ہر بات میں پیش قدمی کرنے دو۔ اپنے آپ کو اُس کے سامنے نوکر کی مانند ظاہر کرو نہ کہ حاکم کی طرح۔

اُس کی ترقی دیکھکر متحیر ہوکر اُسے شاباش دو۔ اور اس کو کہو۔ کہ آپ بڑے ہوشیار آدمی ہیں۔ اُس کی ترقی میں زیادہ زیادہ دلچسپی دکھاؤ۔ اُسے بتاؤ۔ کہ وُہ ایک اچھا اُستاد بنیگا۔ کافی ترقی کریگا۔ اور اُس کا دماغ کتابوں میں چھپے ہوئے گہرے بھیدوں کو بآسانی سمجھ لیگا۔ اِس بات پر زیادہ زور دیا جائے۔ کہ بالغ دن بدن نئی باتیں سیکھے۔ اُسے یقین دلاؤ۔ کہ وُہ ایک ناتراشیدہ ہیرا ہے۔ کوئی شخص اپنی ممکنات و ترقی کو نہیں جانتا۔ تقریباً ہر ایک ان پڑھ بالغ اپنے آپ کو حقیر خیال کرتا ہے۔ اگر وُہ شیخی خور ہو۔ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ وُہ حقیقت میں کمتر شخصیت رکھتا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ وُہ اپنے آپ کو یقین دلانے کے لئے شیخی مارتا ہے۔ کہ وُہ کچھ چیز ہے جبکہ حقیقت میں جانتا ہے۔ کہ وُہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے چھوٹے پن کے احساس کو جو کہ پڑھنا سیکھنے میں ایک خطرناک سدِ راہ ہے فراموش کردینا چاہیئے۔ دُنیا کا ہر ایک شخص اور خاصکر ان پڑھ بالغ چاہتا ہے۔ کہ اُس کی لیاقت و ذہنیت دُوسروں پر ظاہر ہو جائے۔ اگر تُم اُسے اِس بات کا یقین دلا دو۔ تو وُہ تمہاری عزت کریگا۔ مسیحیت کا یہ پیغام ہے۔ کہ نا اُمید اشخاص کے لئے بھی اُمید کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ " مبارک ہیں وُہ جو حلیم ہیں کیونکہ وُہ زمین کے وارث ہونگے۔ مبارک ہیں وُہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ

آسمان کی بادشاہت اُنہی کی ہے"۔

وُہ اُستاد جو اپنے طالب علم میں ترقی کی اُمید پیدا کر سکتا ہے۔ ہر طرح سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ بچوں کو پڑھانے والے اُستاد بالغوں کے طریقۂ تعلیم کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ گو یہ الفاظ سخت ہیں۔ لیکن تجربے سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یہ ایک حقیقت ہے۔ بالغوں کے بہترین اُستاد وہی ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے خود ابھی پڑھنا سیکھا ہے یا سیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ وُہ زیادہ گپّی نہیں ہوتے۔ بہت سے اُستاد شاگردوں سے گپّیں ہانکنے میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح پڑھائی کے اصلی مقصد کو ضائع کر دیتے ہیں۔ کرخت آواز سے بولنا اور معلوم شدہ باتوں کو بار بار دُہرانا شاگردوں کے لئے سمع خراشی وغیرہ دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔

چیخ پکار کی نسبت دھیمی آواز سے کی ہُوئی بات زیادہ دیر تک یاد رہتی ہے۔ خُفیہ محکمے میں عام طور پر چُپکے سے کان میں بات کہی جاتی ہے۔ جو کہ مُدّتوں تک نہیں بھُولتی۔ میں دعوٰے سے کہہ سکتا ہوں کہ تمہیں اپنی گذشتہ زندگی میں کئی ایک دھیمی آواز سے کہی ہُوئی باتیں ابھی تک یاد ہیں۔ ہم اُونچی آواز کو اِس سے بھُول جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ ناپسندیدہ ہوتی ہے۔ اور ہم قُدرتی طور پر غیر دلچسپ باتوں کو جلدی بھُلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ طالب علموں کو خوش رکھنے کی یہ ایک دُوسری وجہ ہے۔ خواہ وُہ بچّہ ہو یا بالغ۔ اگر وُہ خوشی خوشی کسی بات کو سیکھتا ہے۔ تو تازیست اُس کو یاد رکھتا ہے۔ اگر وُہ ناخوشی کی حالت میں کوئی بات سیکھے۔ تو وُہ جتنی جلدی ہو سکے بھُول جاتا ہے۔ اگر انسان زندگی کے عذاب کو فراموش نہ کر سکے۔ تو وُہ بہت جلدی دیوانہ بن جائے۔ بالغ کو پڑھاتے وقت ہر تین منٹ کے بعد ہنسو۔ جن لوگوں کو ہنسنا

نہیں آتا۔ وہ ایک کتاب بنام "کس طرح پڑھنا چاہیئے" کا مطالعہ کریں۔

اب ہم بالغ کو پڑھنا سکھانے کے لئے بہترین اسباق کا انتخاب کریں۔ کیا ہم کہانی کے طریقے، حروف تہجی کے طریقے۔ الفاظ کے طریقے۔ جملوں کے طریقے تصویروں کے طریقے یا کسی اور طریقے سے پڑھنا شروع کریں۔

میری شخصی رائے یہ ہے کہ ہم ان میں سے کسی ایک طریقے کو ہی اختیار نہ کریں۔ شاید ہمیں ان تمام طریقوں کا تھوڑا تھوڑا استعمال کرنا ضروری ہوگا جب کبھی اسباق کا ترجمہ کسی نئی زبان میں کرنے کے لئے کمیٹی کا اجلاس ہوتا ہے۔ (جیسا کہ میں نے اٹھائیس زبانوں میں اسباق تیار کئے ہیں) تو کمیٹی مندرجہ ذیل بندشیں ہم پر عائد کر دیتی ہے۔

مذہبی الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے۔ یا لازمی طور پر کیا جائے۔ غلط گرامر کا استعمال نہ ہو۔ صرف لغات کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ کسی خاص فرقے یا ذات کے الفاظ کا ذکر نہ کیا جائے۔ ہم ایسے گستاخ نہ بن جائیں کہ لکھیں۔ "راجا جا"۔ کسی ایک لفظ کو دوبارہ استعمال نہ کیا جائے۔ جب تک کہ اس کے دیگر ہم معنی الفاظ استعمال نہ ہو چکے ہوں۔ کسی لفظ کا غلط ہجا نہ کیا جائے مروجہ الفاظ کا ذخیرہ استعمال ہو۔ مرکبات کا استعمال با موقع ہو۔ حروف تہجی کا طریقہ۔ کہانی کا طریقہ اور الفاظ کا طریقہ ہر ایک کا استعمال لازمی طور پر کیا جائے۔ جبکہ اتنی مندرجہ بالا بندشیں ہم پر عائد کی جاتی ہیں تو نا ممکن ہے ہم اس کام کو کامیابی سے سرانجام دے سکیں۔

بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے اسباق کو تین طرح سے پرکھا جائے

(۱) کیا طالب علم کو سبق پڑھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ اس سے کہاں تک لطف اندوز ہوتا ہے؟

(۲) کیا وہ جلدی ترقی کرتا ہے؟ اگر کرتا ہے تو کس رفتار سے؟
(۳) سبق ختم کرنے کے بعد کیا وہ اسے رواں اور سمجھ کر پڑھ سکتا ہے؟
جزائر فلپائن میں ہم نے یہ تجربہ کیا کہ ایک شاگرد اپنا سبق سیکھنے کے بعد دوسروں کو بھی خوشی اور آسانی سے پڑھا سکتا ہے۔ کسی چیز کو سیکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے۔ کہ آدمی اُسے دوسروں کو سکھائے۔ سبق کو بار بار دُہرا کر پڑھانے کی سردردی سے رہائی پاکر اُستاد اِس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ خوشی و مسرت سے طالب علموں کو دکھا سکے۔ کہ وہ کیسی جلدی سیکھ لیتے ہیں۔ ہم نے اپنی مشق کے دوران میں ایک پروجیکٹ کا انتخاب کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ پہلا سبق شروع کرنے سے پہلے طالب علم سے وعدہ لیا جاتا ہے۔ کہ اُسے سیکھکر دوسروں کو پڑھانا ہوگا۔ لہٰذا وہ بڑی توجہ سے اِس طرح سیکھتا ہے کہ سیکھنے کے فوراً بعد دوسروں کو پڑھا سکے۔ جب کہ ایک طالب علم پانچ اور ان پڑھوں کو پڑھاتا ہے۔ تو اِس طرح گاؤں کے تمام افراد قلیل عرصہ میں پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔ اس مہم کے لیڈروں کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ نئی نئی باتوں کی بابت سوچیں اور اپنے طلبا کو عوضانہ دینے کی بجائے شاباش کہیں۔ گو یہ ایک بے ترتیب سا طریقہ ہے۔ لیکن سب طریقوں سے سستا ہے۔ اگر ہم اِس طریقے کو اختیار کریں۔ تو بالغوں کے اسباق دو اور باتوں کے لحاظ سے پرکھے جا سکتے ہیں۔
(۴) کیا ایک بالکل غیر تربیت یافتہ اُستاد صرف اصولوں کو مدِنظر رکھکر اِن اسباق کو پڑھا سکتا ہے؟
(۵) سامان مہیا کرنے میں کتنا خرچ آئیگا۔

جنوبی فلپائن میں صوبہ لیناؤ (Lanao) میں ہم نے ایک ایسی زبان

میں تجربہ شروع کیا۔ جس کی پہلے کبھی اشاعت نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ہم خود ساختہ حروف تہجی استعمال کر سکتے تھے۔ ہم نے معلوم کیا کہ ہمیں سولہ حروف کی ضرورت ہے۔ حالانکہ اُن میں اٹھارہ قسم کی مختلف آوازیں تھیں۔ دو صورتوں میں حروف علت کی آوازیں ایک جیسی تھیں۔ پس ہم نے اُن میں بہت اختلاف کرنے کی کوشش نہ کی۔ خوش قسمتی سے اس زبان میں کسی نے بھی کوئی گرامر نہ لکھی تھی ورنہ ہمارا بنا بنایا کام ایک پل میں بگڑ جاتا۔ ہم نے ایک سستا سا چھتیس ایک ارزاں قیمت کی میمو گراف مشین۔ رومن کے بڑے بڑے حروف کی ٹائپ کی مشین اور حروف رکھنے کے لئے ایک چھوٹا سا صندوقچہ خریدا۔ تاکہ ہم ہاتھ سے چھپائی کا کام کر سکیں۔ پھر ہم نے ہفتے میں ایک یا دو دفعہ اس نئے طریقے کا استعمال کیا۔ ہم ہر روز سارا دن چھاپے کے کام میں لگے رہے۔ ہم نے کہانیوں اور مضمونوں سے اپنا کام شروع کیا۔ اس تمام عرصے میں ایک بیہودہ سی بات معلوم ہوتی تھی۔ کہ صرف سولہ حروف سکھانے میں کئی ماہ صرف کئے جائیں۔ پہلے سال کے اختتام پر ہماری پڑھنا سکھانے کا وقت صرف دو ہفتے کر دیا گیا۔ آخرکار ہمیں ایک تجویز سوجھی جس پر آج کل بھی ہم کاربند ہیں۔ جس کے ذریعے طالب علم پانچ دنوں کی پڑھائی کے بعد خود بخود استاد کی مدد کے بغیر پڑھنے لگ جاتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ پہلے تین اسباق پڑھنے کے بعد وہ بغیر کسی کی مدد کے آگے چل سکتا ہے۔ کچھ عرصہ تک ہم نے یہ تینوں سبق ایک ہی دن میں پڑھانے کی کوشش کی۔ اب ہم نے طالب علم کو کہا۔ کہ وہ پہلا سبق چھ اور بالغوں کو پڑھائے۔ اور پھر دوسرے سبق کا مطالعہ کرنے میں تین دن صرف کرے۔ چوتھے دن ہم اُسے ایک کونے میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور وہ ایک گیت جسے وہ پہلے جانتا ہے گاتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہمارا اخبار پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ہم نے معلوم کیا کہ وہی طریقہ فلپائن کے باشندوں کی تمام زبانوں میں رائج کرنے سے ویسے ہی عمدہ نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ آج کل جزائر فلپائن کے ہر ایک حصے میں ہزاروں اَن پڑھ پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔ اور ناخواندگی دُور ہو رہی ہے۔

جب میں نے اپنی توقع سے زیادہ ترقی دیکھی۔ تو میرا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور مجھے یہ دیکھنے کا شوق ہوا۔ کہ آیا یہی طریقہ دوسرے ملکوں میں بھی کامیابی کے ساتھ آزمایا جا سکتا ہے؟ دو سال ہوئے ہیں امریکہ جاتے ہوئے راستے میں ہندوستان چار ماہ تک ٹھہرا۔ اور میں نے فلپائن کے تجربے کو تامل تلگو مرہٹی اور اردو زبانوں میں چلانے کی کوشش کی۔ اور ناگپور۔ ویلور اور ردھمتری جیسے مقاموں میں پُرشوق و عالی دماغ لوگوں کے ساتھ کام کیا۔ جب میں نے اُن کے سامنے اپنا فلپائن کا تجربہ پیش کیا۔ تو وہ بااُمید ہو گئے۔ لیکن وہ پہلے دو تین تجربات میں چارٹ استعمال کرتے وقت مایوس ہوئے اور مجھے بھی قدرے نااُمیدی ہوئی۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

امسال میں پھر اسی مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہندوستان آیا۔ ہماری پہلی ناکامیابی کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اوّل۔ ہم نے فلپائن میں قریباً ڈیڑھ سال سخت محنت اور تغیر و تبدّل کے بعد وہ طریقہ تعلیم اختیار کیا لیکن ہندوستان میں ہم نے کسی ایک زبان پر صرف ایک ماہ ہی صرف کیا۔ اُس ماہ کے پہلے دو ہفتے میں ہماری رفتار ترقی بہت سُست رہی۔ کیونکہ میرے مددگار اس طریقۂ تعلیم کو نہ سمجھ سکے۔ اور میں بھی اُن کے حروفِ تہجی کو نہ سمجھ سکا۔ اگر ہم ڈیڑھ سال کوشش کرتے۔ تو ہمارے نتائج اٹھارہ گنا اچھے نکلتے۔

امسال ہندوستان کے بہت سے ٹریننگ سکولوں میں خاص انتخاب شدہ طالب علم اپنے پُرشوق اُستادوں کے ساتھ ایسے ایسے مشکل تجربات

کر رہے ہیں جن سے ہمیں تقریباً یقین ہے کہ ایک یا دو سال کے عرصہ کے اندر اندر وہ ہندوستان کی ناخواندگی کے مسئلے کو حل کر لیں گے۔

ہندوستان میں ہمارے گذشتہ تجربے کی ناکامیابی کے دو اسباب ہیں:-

اوّلاً - جزائر فلپائن میں کوئی مستند لکھی ہوئی زبان نہیں اور ساتھ ہی تقریر و تحریر کے ذخیرہ الفاظ میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہندوستان میں ایک عام فہم کتاب پڑھنے یا رسالے کا مطالعہ کرنے کے لئے ہزاروں نئے الفاظ سیکھنے پڑتے ہیں۔ دو سال ہوئے۔ ہمارے اسباق ایسے الفاظ سے لبریز تھے۔ جن کو ان پڑھ لوگ بالکل نہیں جانتے تھے چونکہ میں ہندوستان میں ایک اجنبی تھا۔ اور ایسی مروّجہ لکھی ہوئی زبان سے ناواقف تھا۔ اس لئے ایسے معاملہ میں کوئی رہنمائی نہ کر سکا۔ امسال ہمارے اسباق ایسے الفاظ سے مشتمل ہیں کہ ان کو تمام ان پڑھ جانتے ہیں۔

ثانیاً - ہندوستان کی زبانوں میں بے شمار حروف تہجی ہیں۔ اور یہ حروف تہجی بھی حروف عطف کے باعث اور کسی لفظ کے شروع اور درمیان میں حروف ظروف کے استعمال کے اختلاف کی وجہ سے پیچیدہ سے ہو گئے ہیں۔ اُردو لکھائی میں ہر ایک حرف تین طریقوں سے لکھا جاتا ہے۔ اور ایک ہی آواز والے دو یا تین مختلف حروف ہو سکتے ہیں۔ اُردو لکھائی میں چند ایک حروف علت چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اگر میں کوئی طریقہ تعلیم جاری کروں جو سو فیصدی میری رائے کے مطابق ہو تو اس کو شروع کرنے سے پہلے حروف تہجی کی اصلاح کرنی پڑیگی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کئی ایک ممالک میں ایسا کیا جا چکا ہے ۱۹۱۶ء میں جزائر فلپائن میں حروف تہجی کی ایسی اصلاح ہوئی تھی۔ ملک روس نے پندرہ سال ہوئے۔ ایسی ہی اصلاح کی تھی۔

اور گذشتہ پندرہ سالوں میں کروڑوں ان پڑھوں کو پڑھنا سکھا دیا ہے۔ ملک ٹرکی میں ایسا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے جہالت دن بدن دور ہو رہی ہے۔ میکسیکو میں بھی ہسپانیہ کے مدرسہ علوم وفنون کے اصلاح کردہ حروف تہجی کی وجہ سے نمایاں ترقی ہو رہی ہے۔

اگر ہندوستان میں بھی ایسی اصلاح کی جائے۔ تو ناگری زبان کے حروف کانٹ چھانٹ کر سترہ کی مقدار میں ہو سکتے ہیں۔ جن میں تمام قسم کی آوازیں بھی آسکتی ہیں۔ اور یہ حروف اتنے آسان ہو جائیں گے۔ کہ تعلیم یافتہ شخص دس منٹ میں انہیں سیکھ کر ایک دن میں رواں پڑھ سکیگا۔ اور ایک ان پڑھ انہیں ایک دن میں سیکھ کر ایک ہفتے کے عرصے میں کافی تیزی سے پڑھ سکیگا۔

جب میں نے چند اشخاص سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے غصہ سے کہا کہ "اس طریقے سے تو تمام مستند ادبیات کا مطالعہ بند ہو جائیگا" میں نے کہا۔ "ہرگز نہیں" آج کل ہند کی آبادی کے کتنے فیصدی لوگ مستند ادبیات پڑھتے ہیں؟ میں نہیں جانتا۔ بلکہ خود ہندوستانیوں کی زبان سے سُنا ہے کہ صرف پانچ فیصدی لوگ ایسی ادبیات پڑھتے ہیں۔ اگر حروف تہجی کی اصلاح بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ مستند ادبیات کا مطالعہ کریں گے لیکن ان نئے لوگوں کی بابت کیا ہوگا۔ جو ابھی پڑھنا سیکھے ہیں۔ اور وہ بھی بہت قلیل تعداد میں ہیں؟ مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں ایک فیصدی کا ۴/۵ حصہ لوگوں نے پڑھنا سیکھا ہے۔ جیسا کہ مردم شماری سے ظاہر ہوتا ہے۔ اگر ہندوستان ابھی تک ۹۲ فیصدی ناخواندہ ہے۔ تو ۰.۸ کو ۹۲۰۰ پر تقسیم کرنے سے ۱۱۵۰۰ حاصل ہوتے

ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندوستان سے مکمل طور پر ناخواندگی و جہالت دُور کرنے میں ۱۵۰ سے ۱۸۰ سال لگیں گے۔ یہ کوئی خاص ترقی نہیں۔ اگر مردم شماری درست بتاتی ہے۔ تو تمام دنیا ہندوستان سے چار فیصدی زیادہ یا پانچ گنا تیز ترقی کر رہی ہے۔ لیکن اگر یہ نیا حروف تہجی کا طریقہ اختیار کیا جائے تو موجودہ ناگری زبان کا پڑھنا بہت آسان ہو جائیگا۔ ہر ایک خواہشمند اَن پڑھ اُستاد کی مدد کے بغیر پڑھنا سیکھ سکتا ہے۔ مستند کُتب کا مُطالعہ پہلے سے زیادہ لوگ کیا کرینگے۔ اِن مُنتخب لوگوں کے باعث جہاں تک میرا خیال ہے۔ اعلےٰ اور مُستند کُتب کے مُطالعہ میں زوال پیدا ہو رہا ہے اور انہیں لوگوں کے باعث ناگری زبان کے پڑھنے میں بھی کوئی تسلی بخش قدم نہیں اُٹھایا جا رہا۔

اگر حروفِ تہجی کا شمار ستّرہ کر دیا جائے اور ناخواندہ لوگوں کا ذخیرہ الفاظ استعمال کیا جائے۔ تو ہم ملیالم کا طریقہ یا جرمن کا طریقہ یا نظم کا طریقہ اختیار کر کے بہت جلدی اعلےٰ نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھاری مُہم گورنمنٹ یا کانگرس کی طاقتور پارٹی ہی سر کر سکتی ہے۔ ہماری کمیٹیوں کی کثرت رائے سے یہ پاس ہُوا ہے کہ موجودہ حروفِ تہجی کو لیکر اُن کا بہترین اِستعمال کیا جائے۔

ہم پچاس حروفِ تہجی اور اس سے کئی گنا مرکب حروف لیکر یہ کام چلا رہے ہیں۔ ناگری زبان میں حروفِ تہجی کے ساتھ مرکب حروف شامل ہو کر ۳۰۰ کی ۔۔۔ مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک حرفِ علت دو ترکیبوں سے پڑھا جاتا ہے۔ اُن کا اِستعمال سیکھنے کے لئے کئی ہفتے درکار ہیں۔ ہم متواتر کئی ہفتوں تک دلچسپی قائم نہیں کر سکتے

جب تک کوئی دلچسپ کہانی یا بیان ایسا نہ ہو۔ جو طالب علم کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر سکے۔ لہذا ہم دلچسپی کو قائم رکھنے کے لئے کہانی کا استعمال کر رہے ہیں۔ اس طرح شروع ہی سے طلبا میں تیزی سے پڑھنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہانی کے ساتھ ساتھ ہی ہم طریق الصوت کی مشق بھی کر رہے ہیں۔ اور ان اصولوں کی پیروی کرتے ہیں۔ جن کو ایک عقلمند اُستاد تختہ سیاہ پر استعمال کرنا پسند کریگا۔

اس کہانی اور طریق الصوت کی مشق کے باہم استعمال سے ہم بالکل موگا میتھڈ کے ہم پلہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ ہم وہ چیز جو موگا کا اُستاد تختہ سیاہ پر لکھتا ہے کاغذ پر لکھتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ غیر تربیت اُستاد بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ ہمیں ان کی شخصی قابلیت اور علمیت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ہم اسباق کو اس طرح سے ترتیب دیتے ہیں۔ کہ اُستاد کو صرف ہدایات پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اور پڑھائی کا کام خود بخود ہوتا جاتا ہے۔ ہمارا لکھائی کا طریقہ یہ ہے۔ لیکن ہم مختلف پہلوؤں میں کئی ایک تجربات کر رہے ہیں۔ جو چارٹ تامل زبان میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔ وہ ہندی کے چارٹوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اور ٹیس گڑھی کی اصلاح شدہ ہندی زبان میں تشدد حروف کو عام حروف کی طرح لکھا جا رہا ہے۔ اور تمام ابتدائی حروفِ علت کو ایک ہی شکل میں یعنی "آ" میں لکھا جاتا ہے۔ یہ ایک لمبا لیکن درست راستہ ہے۔

گجراتی زبان میں تیار کردہ چارٹوں سے پہلے ہی دن تمام حروف طالب علم کو دکھا دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ اس کے بعد وہ کسی مشکل حرف

کو بغیر کسی کی مدد کے ڈھونڈ سکے۔ اور یقیناً وہ ایسا کر سکتا ہے۔ ہم نے ایک درجن مردوں، عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ تجربات کئے۔ اور اُن کو ہندوستانی طلبا کی نسبت پُر جوش پایا۔

موگا میں اِن ہی اصولوں کے مطابق دو اسباق کے تجربات ہو رہے ہیں۔ لیکن اُن کے ذخیرۂ الفاظ میں فرق ہے۔ ایک سبق میں دوسرے سبق کی نسبت پُرانے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس تجربے سے بہت دلچسپ نتائج اخذ ہونگے۔

ہمیں ہر وقت نئے نئے تجربات کی ضرورت ہے۔ سائنسدانوں کا یہ اصول ہے کہ سعی و کوشش کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ اور کبھی یہ نہ کہو کہ ہمارا کام مکمل ہو گیا ہے۔ جونہی کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں ایک نیا طریقہ میرے دماغ میں آ سمایا ہے۔ اور جب تک میں اِس کو آزما نہ لوں چین نہ لونگا۔ اگر بہت سے ہندوستانیوں کے دِلوں میں نئی نئی معلومات کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ تو ناخواندگی بہت جلدی دُور ہو سکتی ہے۔

پانچ سال کے اندر اندر ہندوستان کو تعلیم یافتہ بنانے کے لئے ایک زبردست لہر پیدا ہو جائیگی۔ مادھورا سے لیکر لاہور تک اور کلکتہ سے لیکر بمبئی اور بنگلور تک اِس قسم کی لہر اُٹھی نظر آ رہی ہے۔ بھونا گر میں "ہندوستانی جہالت کو دُور کرنے والی مُہم" کے ہیڈ کوارٹرز ہیں۔ اور پُونا میں بھی اسی طرح ہے۔ امسال تمام ہندوستان میں ایسی مہمیں جاری ہو رہی ہیں۔ اب مناسب وقت ہے۔ کہ تجربات کئے جائیں اور اُن کو ترتیب دی جائے۔

اب نئی لٹریچر شروع کی جائے۔ جس کا ہر ایک آدمی جس نے ابھی ہی

پڑھنا شروع کیا ہے۔ مطالعہ کر سکے۔ ایسے لوگوں کے لئے اخبارات نہایت ضروری ہیں۔ اِمسال آٹھ ایسے اخبارات جن کا مقصد ایک ہی ہوگا ہندوستان کے مختلف حصّوں سے شروع کئے جا رہے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا گیا ہے:۔

چھوٹے چھوٹے مضامین جو صفحے کی تین انچ جگہ گھیرتے ہوں۔ چھوٹے چھوٹے جملے جو ایک سطر سے لمبے نہ ہوں۔ عام فہم الفاظ جن سے اَن پڑھ دیہاتی لوگ واقف ہوں۔ دِل کو مزہ دینے والے مضامین خوبصورتی سے لکھے ہوئے ہوں۔ دیہاتی لوگوں کی روزمرہ زندگی کی مشکلات کے حل درج کئے جائیں۔ کاغذ سستا ہو۔ اخبار صرف چار صفحوں کا ہو۔ چندہ صرف ایک آنہ سالانہ ہو۔ ہر ایک مرد یا کم از کم ایک خاندان جو پڑھنا سیکھ جائے چندہ دینے پر راغب کیا جائے۔ خواہ وہ نقدی حصہ یا غلے کی صورت میں ادا کرے۔

ایسا اخبار ماہواری یا پندرہ روزہ ہو۔ اِس سے لوگوں میں پڑھنے کی عادت پختہ ہو جائیگی۔ جو جو پڑھ سکتے ہیں۔ اونچی آواز سے پڑھیں۔ تاکہ بہت سے اور لوگ بھی سُن سکیں۔ اِس طرح باربار پڑھنے سے اُن بالغوں کی پڑھائی میں ترقی ہوگی۔ ہر ایک دیہاتی مرد و عورت اُس کا پڑھنا ہی نہ سُنے بلکہ اخبار میں درج شدہ ضروری حالات و مفید باتوں پر دھیان سکے۔ اِس قسم کا اخبار اُن کی پڑھنے کی خواہش کو دوبالا کر دیگا۔ کیونکہ وہ اِس کی ضرورت اور قدر و منزلت کو پہچانیں گے۔

اِس نئی لٹریچر کے لئے ہمیں نئے لکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ وہ اِس قابل ہوں۔ کہ آسان زبان موثر طریقے سے استعمال کر سکیں۔ وہ

بڑی بڑی پیچیدہ باتوں کو آسان طریقے سے بیان کرنے کے قابل ہوں۔ ہندوستان میں ایسے اشخاص بہت کم ملتے ہیں۔ اس لئے بعض کالجوں میں اخبار نویسی کا کام شروع کیا جاتا ہے۔ کئی ایک کے دل میں ایسا خیال پیدا ہوگیا ہے۔ لیکن بہت کم اشخاص نے اسے عملی جامہ پہنایا ہے۔

ایسے سکولوں کی ضرورت ہے۔ جہاں تعلیم بالغان کے لئے اُستادوں کو ٹریننگ دی جائے۔ یہ کام بالکل نیا ہے۔ اس لئے معمولی ٹریننگ سکول ایسے تربیت یافتہ اُستاد تیار نہیں کر سکتے جو اس بھاری مُہم کو کامیابی سے چلا سکیں۔ اگر ہم اُن اُستادوں کو جو اس قسم کی ٹریننگ لے رہے ہوں۔ اسباق کے تیار کرنے کے تجربات میں لگا دیں۔ تو ایک پنتھ دو کاج والا کام ہو جائیگا۔ بالغوں کے ساتھ اس قسم کے تجربات کرنا مُہم کی تیاری اور ترتیب کا ایک نہایت ضروری حصّہ ہے۔ میری خواہش ہے۔ کہ کم از کم دس طالب علم ایسے انتخاب کئے جائیں۔ جن کو تعلیم بالغان اور نئی معلومات کے کام کے لئے ٹریننگ سکولوں میں جو دوسرے معنوں میں سیمنری کے برابر ہوں رکھا جائے۔ میرا یقین ہے۔ کہ بالغوں کے رہنما اور آسان زبان میں لکھنے والے اعلےٰ ہندوستانی نوجوانوں کے لئے ترقی کے دو نئے پہلو پیش کر رہے ہیں۔

(فرینک لاباک)

تحریکِ تعلیم بالغان انگلستان

(Adult School Movement in England)

تھوڑے عرصے کے لئے میں ہندوستان میں ٹھیرا۔ اور مجھے کئی ایک کالج وہائی سکول دیکھنے اور طلبا و استاذہ سے تعلیم بالغان کے متعلق گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ یہ دیکھکر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ کہ لوگوں کے دلوں میں ایک زبردست خواہش ہے۔ کہ وہ ناخواندگی و جہالت کو جو ہندوستان کے باشندوں کا سب سے بڑا دشمن ہے جڑسے اکھیڑ دیں۔

شاید میں تمہیں انگلستان کی تحریک تعلیم بالغان کی نسبت جس میں مجھے کام کرنے کا فخر حاصل ہے کچھ بتا سکوں۔ ۱۷۹۸ء میں جب کہ یہ تحریک شروع ہوئی۔ انگلستان بالکل ان پڑھ یا ناخواندہ ملک تھا۔ یہاں کے لوگوں کا یہ اصول رہا ہے۔ کہ وہ جو علم حاصل کرے دوسروں کو بھی نہ صرف پڑھنا و لکھنا سکھائے بلکہ مہذب زندگی بسر کرنے کا طریقہ بھی بتائے۔ اِس تحریک کی بنیاد اُس مسیحی اصول پر رکھی گئی ہے جس کے مطابق انسان خود انکار ہو کر اپنے آپ کو دوسروں کی خدمت کے لئے حوالے کر دے۔

ستر سال کے بعد تمام ابتدائی تعلیمی باتیں سکولوں میں سکھائی جا چکی تھیں۔ ۱۸۷۰ء میں قومی تعلیم کا آغاز ہوا۔ اب اس بات کی ضرورت نہ رہی کہ بغیر عوضانے کے کام جاری رکھا جائے۔ اگرچہ انیسویں صدی کے شروع تک ہمارے کئی ایک سکولوں میں لکھنا سکھانے کا کام ہوتا رہا۔

اب یہ بات سکھانے کی ضرورت رہی۔ کہ دوسروں کی خدمت کرنا کسی

قوم کی زندگی کی ترقی کا راز ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں جن سکولوں میں پڑھنا اور لکھنا سکھانے میں مشکلات پیش آیا کرتی تھیں۔ وہاں اب طلبا مجموعی طور پر بیٹھکر ہر ہفتے مجلسی۔ اقتصادی۔ مذہبی اور دیگر مضامین کے متعلق جو قوم کی بہبودی کے لئے ہوں گفت وشنید کرتے ہیں۔ یہ بحث مباحثے کسی خاص فرقے یا ملک سے تعلق نہیں رکھتے۔ ہر سال اسباق کی ایک ہینڈ بک ایک تجربہ کار کمیٹی کی زیر نگرانی چھپتی ہے۔ اس کمیٹی کے ممبر اپنی تمام خدمات وکوششوں سے اس مہم کو کامیاب بناتے ہیں۔

گذشتہ چند سالوں کی ہینڈ بکس کے سرورق سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جن مضامین پر اظہارِ خیالات کیا جارہا ہے۔ وہ کس قدر وسیع ہیں۔ مثال کے طور پر "شاہراہِ آزادی" مسلسل اسباق میں چھپوائی گئی۔ جس میں بنی نوع انسان کی اُن تمام کوششوں کا بیان ہے۔ جو اُس نے دماغی۔ قومی۔ اور ملکی آزادی حاصل کرنے کے لئے کی ہیں۔ اور آخرکار اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ روحانی آزادی کے سوا کوئی اور اصلی آزادی نہیں۔

شخصیت کو بنانے کیلئے یہ سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ کہ شخصی خیالات وگرد ونواح کے حالات کہاں تک انسان کی شخصیت پر اثر ڈال کر اسے بہتر بناتے ہیں یا خراب کردیتے ہیں۔

موجودہ ہینڈ بک کا نام "قومیت" رکھا گیا ہے۔ جس کی تمہید میں یوں لکھا ہے۔ "ہم اگرچہ ایک ہی دنیا کی مخلوق ہیں۔ لیکن پھر بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ہوش وحواس میں آتے ہی ہم اپنی اپنی ضروریات کے لئے آواز بلند کرتے ہیں۔ اپنی تمام زندگی بھر ہم اپنی ہی خواہشوں کو پورا

کرتے ہیں۔ اور اپنی ہی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہر طرح کی سہولت تلاش کرتے ہیں۔ موت کے آتے ہی یہ تمام دَوڑ دُھوپ ختم ہو جاتی ہے۔ اور اگلی دُنیا کی طرف ہم اکیلے ہی اپنا سفر شروع کرتے ہیں"۔

لیکن ہم کبھی بھی اکیلے نہیں ہیں۔ ہمارا رشتہ گروہوں کے ساتھ ہے۔ ہم اُن سے کئی باتیں سیکھتے ہیں۔ اور اُن کی تاریخ سے ہماری زندگی پیوستہ ہے۔ وُہی ہمارے خیالات اور خواہشات کی رہنمائی کرتے ہیں۔ زندگی کے ایک ایک قدم پر ہمارا اُن پر بھروسہ ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ہمارا آخری سفر ہمیں اُن سے جُدا کر دیگا؟ موت کے آنے پر ہم پر یہ بات پوری طرح سے واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ہماری زندگی کا انحصار گروہوں اور جماعتوں پر ہے۔ لہذا ہمیں اپنی زندگی کے مقاصد کی اصلیت کو اچھی طرح پہچاننا چاہیئے۔ آؤ ہم تاریخی کُتب کا مُطالعہ کریں۔ اور اُن بزرگ ہستیوں کی مانند بنیں۔ جنہوں نے گذشتہ صدیوں میں بنی نوع انسان کی بہبودی کے لئے تن دہی سے خدمات کیں۔ کاشکہ اُن کی نا سیر یافتہ رُوحیں کسی قدر ہماری رُوحوں میں داخل ہوں تاکہ ہم اپنے آپ کو علیٰحدہ مخلوق تصوّر نہ کریں بلکہ اجتماعی طور پر جیسا کہ انسان کے لئے مُناسب ہے زندگی بسر کریں۔

کیا ہندوستان میں ایسی تحریک کے شروع کرنے کا مُناسب وقت آ پہنچا ہے؟ کیا لوگوں کو لکھنا یا پڑھنا سکھانا ہی کافی ہے؟ کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ اُن کو سوچنے کی عادت ڈالی جائے۔ تاکہ وُہ اپنی شخصی زندگی کو سدھارنے اور بہتر بنانے کے وسائل مہیا کر سکیں۔ اور زندگی کے مُشکل مسئلوں کو حل کرنے کے لئے صحیح رائے دے سکیں؟

یہ کوئی آسان کام نہیں۔ اس کے لئے پُوری پُوری توجہ اور شخصی

قربانی کی ضرورت ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہندوستان میں ایسے بے شمار اُستاد و طلبا ہیں۔ جن میں حب الوطنی یہاں تک بھری ہوئی ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی بہتری کے لئے شخصی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے تجربے میں یہ بات آ چکی ہے۔ کہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں سے جن پر اصلیت ظاہر ہو چکی ہے۔ کئی پُرجوش ہستیاں نئے نئے گروہ بنا کر انسان کے خیالات کو ایک نئے سانچے میں ڈھال دیں گے۔ کیا کالج کے لڑکے اور لڑکیاں اس قسم کے گروہ بنانے کے قابل نہیں ہیں؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے۔ کہ بعض طالب علم بہت سی کتابی لیاقت حاصل کرنے کے بعد روحانی باتوں کو جو اُن کے لئے نہایت مفید ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

مسنر گوین پورٹس صاحبہ سابقہ پریذیڈنٹ نیشنل ایڈلٹ سکولز نے تعلیم کی صحیح تعریف اس طرح کی ہے۔ کہ تعلیم وہ چیز ہے۔ جس کے ذریعے ہر ایک مرد اور عورت ہمارے آسمانی باپ کی دُنیا میں خوشحال رہ سکے۔ ہمارے سکولوں میں بچوں کو یہ بنیادی بات سکھائی جاتی ہے۔ کہ یہ خُدا کی دُنیا ہے۔ اگرچہ ظاہراً ایسا معلوم نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں یہ بھی سکھایا جاتا ہے۔ کہ ہر ایک چیز کی تہ میں ایک زبردست روحانی طاقت پنہاں ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اس طاقت کو پہچانیں اور خُدا کے ساتھ مل کر سچائی اور راستبازی جس کو "خُدا کی بادشاہت" کے نام سے پکارا گیا ہے قائم کرنے کی کوشش کریں۔

ہم جلدی ہی اُس مبارک دن کے دیکھنے کے خواہشمند ہیں جبکہ ہندوستان کے کالجوں میں ان اصولوں کے مطابق کام کرنے کے لئے طلبا گروہوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

انگلستان کے نیشنل ایڈلٹ سکول کی تحریک سے الوسع امداد کے لئے تیار رہے۔ اور اس کے متعلق اگر کوئی ضروری بات دریافت کرنی ہو تو مندرجہ ذیل پتے پر خط و کتابت کریں۔

مسٹر ارنسٹ چیمپنس ہیڈ کوارٹرز ۳۰ بلومسبری سٹریٹ لنڈن ڈبلیو۔ سی۔ آئی۔

Mr. Earnest Champness at our Head-quarters, 30 Bloomsbury Street London W.C.I.

بالغوں کے لئے تلگو زبان میں پڑھائی کے چارٹ

(Telugu Reading Charts for Adult Learners)

حروف تہجی کی تشریح:۔ تلگو زبان میں پڑھائی کے چارٹ تیار کرتے وقت سب سے پہلی مشکل حروف تہجی کے استعمال کرنے میں پیش آتی ہے کیا یہ ضروری ہے۔ کہ بالغ اس زبان کے تمام حروف تہجی کو جو کہ شمار میں تقریباً ساٹھ ہیں جانے یا کہ چند ایک چھوڑنے سے گذارہ چل سکتا ہے حروف کا غور سے ملاحظہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔ کہ تقریباً بارہ حروف بالغوں کے لئے بالکل غیر ضروری ہیں۔ باقی چار درجن حروف میں سے بھی دو درجن ایسے ہیں جن کے استعمال سے بالغ آسان قاعدے اور کہانیاں پڑھنے کے لئے ذخیرۂ الفاظ حاصل کر سکتا ہے۔ پس ان ضروری حروف

سے اِبتدائی ترقی کے لئے آٹھ اسباق یا چارٹ تیار کئے گئے ہیں۔

اِس کے بعد مشکل ادبیات خاصکر بائبل کو پڑھنے کے لئے (جسے دو ماہ کے بعد ہر ایک بالغ کو پڑھنے کے قابل ہو جانا چاہیئے) چند اور حروف یاد کرنے پڑتے ہیں۔ ذرا اور حروفِ تہجی پر سوچنے سے معلوم ہوا۔ کہ صرف چھ حروف اور سیکھنے سے بالغ اس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ نہ صرف بائبل بلکہ دیگر مسیحی ادبیات کا مطالعہ بھی کر سکتا ہے۔ اِس واسطے اِن چھ حروف سے پانچ اور چارٹ دوسری منزل کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ باقی ماندہ حروف جن کا استعمال بہت ہی مشکل کتابوں میں ہوتا ہے۔ بالغ کے لئے سیکھنے ضروری نہیں۔

بنیادی الفاظ کا انتخاب:۔ مبتدیوں کے لئے اُن کو منتخب کرتے اور ترتیب دیتے وقت مندرجہ ذیل اصولوں کو مدِنظر رکھا گیا۔

۱۔ بنیادی الفاظ عام فہم ہوں۔ جنہیں نوے فیصدی دیہاتی زمیندار اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کرتے ہوں۔

۲۔ کسی حرف کو بار بار نئے بنیادی الفاظ میں استعمال نہ کرکے وقت کی بچت کی جائے۔

۳۔ جو جملے و الفاظ بنیادی الفاظ سے بنائے جائیں وہ اِتنے آسان۔ عام فہم و دلچسپ ہوں۔ کہ بالغ دوسروں کو سکھانے کے قابل ہو سکے۔

۴۔ اِن الفاظ سے اِس قسم کے اسباق تیار کئے جائیں جن کے پڑھنے سے جلدی اچھے نتائج جن کو بالغ دیکھنے کا مشتاق ہے اخذ ہو سکیں۔

۵۔ یہ اسباق اور چارٹ جن میں الفاظ اور جملے ہی استعمال کئے گئے ہیں ایسے ہوں جن کے پڑھنے سے بالغ کو مسیحی گیت کہانیوں اور دیہاتی

کہاوتوں کے پڑھنے اور سیکھنے میں آسانی ہو جائے۔

پہلے آٹھ چارٹوں کا اختصار مندرجہ ذیل ہے۔ امید ہے۔ کہ اس سے مندرجہ بالا باتیں صاف طور پر واضح ہو جائیں گی۔

مبتدیوں کے لئے نہایت ضروری حروف سے بنائے ہوئے بنیادی الفاظ

	انگریزی		تیلگو
(Nagar) نگر	Plough.		۱۔ (Araka) آراکا
(Sir) سر	Head		۲۔ (Thala) تھالا
(Bumboo) بمبو	Long Stick	(زمینداروں کی باتیں)	۳۔ (Gada) گادا
(Tirat) جیرت	Crop	(" " ")	۴۔ (Panta) پانتا
(Bhajan) بھجن	musical worship	(Bible Story)	۵۔ (Bajana) بجنا
(Machan) مچان	Farmer's Watch-Tower	(" " No. 2)	۶۔ (Mancha) منچا
	(medicinal Roots)	(" " 3)	۷۔ (Vasa) وسا
	Kindness.	"Life of Jesus" (Primer)	۸۔ (Daya) دیا

بنیادی الفاظ نمبر ۱ کے متعلق پہلا سبق

A (آ) Ra (را) Ka (کا)

As (آس) Raa (ا...ر) Kaa (ا...ک)

1. (ARAKA) اراکا (Ara) آرا (AKKA) اکا (Akkara) اکارا

(Plough) (Room) (Sister) (Need)

۲. Kara Kara (کراکر) Karra (کرا) As (آس) Araka (اراکا)

(Sound) (Stick) (That) (Plough)

۳. Aa (آ) Ara (آرا) Aara (آ--ر--ا) Raa Raa Raaka
(That) (Room) (owl) (Come) (Coming)

۴. Kaka (کاکا) Kakara (کاکارا) Akka (اکّا) Ra (را)
(Heat) (Bitter Sound) (Sister) (Come)

کہانیاں بنلتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھا گیا :۔

(۱) ماس مُوومنٹ کے میمبوں کی دلچسپی کو قائم رکھنے والی ہوں ۔

(۲) کہانیوں میں وہی حروف و الفاظ استعمال کئے جائیں جن کو پہلے چارلوں سے پڑھا گیا ہو ۔

(۳) الفاظ کا بار بار اعادہ کیا گیا ہو تاکہ آسانی سے پڑھے جائیں اور مشق بھی کی جائے ۔

(۴) کہانی کے طرز بیان ہیں اور ہر ایک نئے پیرے میں کوئی نہ کوئی نئی دلچسپی ہو تاکہ سیکھنے والے کا شوق بڑھتا جائے ۔

دیگر خصوصیات و آزمودہ اسباق کے نمونے مندرجہ ذیل پتہ پر مل سکتے ہیں :۔

کے ۔ جے ۔ جی ۔ سندرم

ڈورناکل این ۔ ایس ۔ آر ۔

K. J. G. Sunderam

Dornakal. N.S.R.

تعلیم بالغاں کی باقاعدہ میٹنگ کی کارروائی

منعقدہ موگا مورخہ ۷ رمئی ۱۹۳۷ء

(Minutes of a meeting of the Adult Literacy Continuation Committee Held at Moga May 7, 1937.

مندرجہ ذیل ممبران حاضر ہوئے :-
مسٹر آر۔ایم۔یوئنگ صاحب۔ مسٹر بی۔این۔بھنوٹ صاحب۔ ڈاکٹر۔اے۔ای۔ہارپر صاحب۔ مسٹر آر۔ایم۔چیت سنگھ صاحب۔ ڈاکٹر۔آئی۔لطیف صاحب۔ سردار اندر سنگھ صاحب۔ مس یور صاحبہ۔

مندرجہ ذیل اصحاب کو میٹنگ کی کارروائی کے لئے اعزازی ممبر بنایا گیا۔
خانصاحب صدرالدین۔ مسٹر ایچ۔ای۔شاہ صاحب۔ مسز اے۔ای۔ہارپر صاحبہ۔ مس۔ای۔جے۔سمتھ صاحبہ۔ ڈاکٹر تیرلوچن سنگھ ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع جالندھر۔ سردار سندر سنگھ۔اے۔ڈی۔آئی۔موگا۔

تجویز شدہ تعلیمی مہم کے لئے تیار شدہ مصالحہ کا ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ کئی ایک ابتدائی۔ امتحانی سلسلہ وار اسباق۔ گورمکھی۔ اردو اور فارسی پنجابی میں تیار ہو چکے ہیں۔ ہندی زبان میں ابتدائی اسباق جو کہ مشن پریس جبلپور سی۔پی سے بہ قیمت دو پیسے مل سکتے ہیں اس میٹنگ میں پیش کئے گئے۔ ان ابتدائی اسباق کو کئی ایک علاقوں میں کافی

کامیابی کے ساتھ آزمایا جاچکا ہے۔ چند ایک امدادی کہانیاں بھی استعمال کے لئے تیار ہیں۔ تقریباً ۳۵۰۰ پنجابی الفاظ اکٹھے کئے گئے ہیں جن میں سے انتخاب کرکے بنیادی پنجابی لغات تیار کی جائیگی۔ اور اسی لغات کی بنا پر بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے دیگر کتب و رسالے بنائے جائیں گے اسی طرح اردو اور ہندی میں بھی الفاظ کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔

مشاغل کے لئے بڑی سرگرمی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور خاصکر ڈاکٹر لاباک کے اس طریقے پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ کہ ہر ایک بالغ پڑھنا سیکھ کر دوسروں کو بھی پڑھائے۔ اس لحاظ سے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ تیار شدہ مصالحہ کی نظر ثانی کرکے پروگرام اور طریقے کو ترتیب دی جائے۔ اور اس کام کو چلانے میں رہنمائی کی جائے۔

کمیٹی کی نئی ترتیب:۔

چونکہ مسٹر آر۔ ایم۔ یونگ صاحب کو اپنے کام پر واپس ڈیرہ دون جانا ضروری تھا۔ لہذا یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ پروگرام کے مختلف پہلوؤں کی ذمہ داریوں کو مندرجہ ذیل طریقوں سے تقسیم کیا جائے

ڈاکٹر اے۔ سی۔ ہارپر صاحب کو صدر کمیٹی منتخب کیا گیا۔ تاکہ وہ پروگرام کو چلائے۔ اور محکمۂ تعلیم کی تمام واقفیت بہم پہنچائے۔ ایس۔ آر۔ پور صاحبہ سے درخواست کی گئی ہے جو کتب یا رسالے طبع کئے جائیں وہ اُن کی نگرانی کرے۔ اور اس مہم کو منتقل کرکے ترقی دینے میں امداد کرے مسٹر آر۔ ایم چیت سنگھ و مس رانی۔ بے۔ سمتھ صاحبہ و مسٹر آر۔ ایم۔ یونگ صاحب کی ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ جن کا یہ کام تھا۔ کہ مبتدیوں کے لئے اسباق چھپوا کر اُن کی اصلاح کریں۔ (اس سب کمیٹی کی ہدایات کے

لئے "کارروائی" کی سرخی ملاحظہ فرمائیں)

مسٹر آر۔ ایم چیت سنگھ کو اس بات کا ذمہ دار بنایا گیا۔ کہ اُن کی نگرانی میں تمام سامان مشعل پریس سے کھڑے چھپ کر ادھر اُدھر تقسیم کیا جائے۔

ڈاکٹر آئی۔ لطیف صاحب سے درخواست کی گئی۔ کہ وُہ تیار شدہ ذخیرۂ الفاظ کا مطالعہ کرکے اُن بالغوں کے لئے جنہوں نے ابھی ابھی پڑھنا شروع کیا ہے۔ آزمائشی پرچہ جات تیار کریں۔

مسٹر آر۔ ایم۔ یُونگ صاحب سے درخواست کی گئی۔ کہ وُہ نیشنل کرسچن کونسل کی درخواست کے مطابق ایک ایسا انگریزی اخبار جاری کروانے کی کوشش کریں۔ جس میں سے بعض مفید مضامین اُردو میں ترجمہ ہو کر اُن بالغوں کے لئے جو ابھی پڑھنا سیکھ رہے ہوں مقامی اخبارات میں چھپائے جائیں

کارروائی ۔ سب سے پہلا کام یہ ہے۔ کہ پنجابی زبان کے بُنیادی ذخیرۂ الفاظ کی تالیف مکمل طور پر کی جائے۔ تاکہ اس کے ذریعے دیگر آسان آسان کُتب شائع کی جا سکیں چونکہ موجودہ نتائج صرف آزمائشی ہیں۔ اِس لئے فورمن کرسچن کالج لاہور کے محکمۂ علم النفس سے درخواست کی گئی کہ وُہ اِس کام کو سائنس کے طریقوں پر آگے چلائیں۔

مُبتدیوں کے اسباق کی نظرِثانی کے متعلق سب کمیٹی کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہوئیں:۔

ہر دو از موجودہ اسباق کی خوبیوں کو باہم ملا کر اسباق کا ایک نیا سٹ تیار کیا جائے۔ ہر ایک سبق کے آخر میں آزمائشی جُملے لکھے جائیں۔ اور ایسے ہی کافی لمبے جُملے ہر تین یا چار اسباق کے بعد درج کئے جائیں۔ اِنتخاب شدہ

پنجابی گیت اسباق کے آخر میں تتمہ کے طور پر شامل کئے جائیں۔ پرائمر کے آخر میں بطور حوالہ جات کے طریق الصوت کو منطقی ترتیب دیکر درج کیا جائے۔ اِس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ دیہات میں فصل کٹائی کے بعد لوگوں کو کافی فرصت کا وقت مِل سکتا ہے۔ اور ساتھ ہی تعطیلات گرما میں بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے سکولوں کے طلبا بھی مہیا ہو سکتے ہیں۔ اِس بات پر زور دیا گیا۔ کہ مبتدیوں کی پڑھائی کا سامان پندرہ جون تک مکمل طور پر تیار ہو جائے۔ اُن لوگوں کے لئے جو اُستادوں کی تیاری کے لئے سامان پندرہ جون سے پہلے پہلے حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ ہاتھ سے لکھکر ایسا سامان تیار کیا جائے۔

شروع شروع میں یہ سامان فارسی پنجابی میں تیار کیا جائیگا۔ سردار اندر سنگھ صاحب سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ اِسے گورمکھی میں ترجمہ کرانے میں امداد دیں۔ یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ اُردو میں بھی بالکل اسی قسم کا سامان تیار کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور منظوری کے لئے مسٹر یمنی صاحب نارمل سکول گکھڑ کے پاس بھیجا جائے۔

اِس تمام سامان کی نظرِ ثانی اور اصلاح کرنے والی سب کمیٹی نے مورخہ ۱۱، ۱۲ مئی کو دوسری میٹنگ کرنے کا ارادہ کیا۔

"مبتدیوں کے رسالے" کی تقسیم کے اخراجات پر غور کیا گیا۔ خان صدر الدین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع فیروز پور نے یہ رسالہ طبع کرنے کا وعدہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ ذمہ داری بھی لی۔ کہ اُن کی زیرِ نگرانی ضلع فیروز پور کے تمام دیہاتی اساتذہ نے پاس نہ صرف یہ رسالے بلکہ ان کے ساتھ ہی دیہات سدھار کا ایک چھوٹا سا پرچہ بھی جس کے مضامین کمیٹی مہیا کریگی

بھیجی جائیگا۔ تاکہ استاد صاحبان چندہ دینے والے دیہاتی بالغوں میں یہ رسالے تقسیم کردیں۔ اسی قسم کا انتظام شاید دیگر اضلاع میں بھی ہو سکے

آمدنی و اخراجات:-

محکمۂ تعلیم سے مبلغ ٣٥٠ روپے کی امداد ملی ہے۔ جس کے لئے ہم تہ دل سے مشکور ہیں۔ مندرجہ ذیل اخراجات ہو چکے ہیں:-

	روپے	آنے	پائی
مسٹر آر۔ ایم۔ یونگ صاحب کا سفر خرچ و رہائش کا خرچ۔	٧٨	١٥	٠
سٹیشنری	١٢	٥	٦
خط وکتابت	٢٦	٨	٠
آزمائشی چارٹوں کی چھپائی	١٠١	١٣	٠
لکھوائی کرانے کے اخراجات	٤٨	٠	٠
متفرق	٥	١٥	٠
بچت	٧٦	٧	٦
	٣٥٠	٠	٠

بعد ازاں اس بات کا فیصلہ ہوا۔ کہ محکمۂ تعلیم سے چار ماہ (یکم جون ١٩٣٧ء تا ٣٠ ستمبر ١٩٣٧ء) کی امداد کے لئے مبلغ ٨٠٠ روپے اور لئے جائیں۔

اخراجات کا حساب مندرجہ ذیل طریقے سے لگایا گیا:-

	روپے	آنے	پائی
دو میٹنگوں پر حاضر ہونے کے لئے ٧٥ روپے فی میٹنگ کے حساب سے کمیٹی کا سفر خرچ	١٥٠	٠	٠
نگرانی کرنے کے لئے سفر خرچ	٥٠	٠	٠
پڑھائی کا سامان تیار کرنے کے اخراجات	٢٠٠	٠	٠

	روپے	آنہ	پائی
مسٹر آر۔ ایم چیت سنگھ صاحب کے سٹینو گرافر کے لئے۔	۲۴۰	۰	۰
صدر کمیٹی کے سٹینو گرافر کے لئے	۶۰	۰	۰
خط و کتابت و سٹیشنری	۱۰۰	۰	۰
کل نقدی	۸۰۰	۰	۰
گذشتہ بچت	۷۶	۷	۶
جتنی نقدی اب درکار ہے	۷۲۳	۸	۶

مسودہ پیش کنندہ

سیکرٹری

بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے متعلق ہدایات

(Suggestions for Teaching Adults to Read)

۱۔ بالغوں کو اُن کی مادری زبان میں پڑھنا سکھاؤ۔

۲۔ اُن میں پڑھنا سیکھنے کی خواہش پیدا کر کے اِسے جاری رکھو۔

ا۔ انہیں بتاؤ کہ پڑھنا سیکھنا بہت آسان کام ہے۔ علم النفس کے مطالعے سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ بالغ بچوں کی نسبت پانچ گنے جلدی پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔

ب۔ انہیں بتاؤ کہ انہوں نے سکول میں نہیں جانا۔ بلکہ پڑھنا سیکھنا ہے۔ پڑھنے کے بھی دو مطلب ہوتے ہیں۔

ج ۔ اُن پر یہ بات ظاہر کرو۔ کہ پڑھنا سیکھنا کتابوں میں چھپے ہوئے بھید کی کنجی ہے ۔

د ۔ بالغ کو پڑھنا سیکھنے کے عملی فوائد بتاؤ۔ مثلاً

وُہ کھیتی باڑی کے اعلےٰ طریقے معلوم کر سکتا ہے ۔ افواہیں سُننے کی بجائے وُہ خود اخبار سے پڑھکر معلوم کر سکتا ہے ۔ کہ دُنیا میں کیا کچھ ہو رہا ہے ۔ وُہ ایک نہایت سمجھدار شہری بن سکتا ہے ۔ وُہ عقلمندی سے ووٹ دینے کے قابل ہو جاتا ہے ۔ وُہ عبادت میں مکمل طور پر حصّہ لے سکتا ہے ۔ وُہ اپنے فرصت کے اوقات کا مُفید استعمال کر سکتا ہے ۔ وُہ رسیدیں اور اقرار نامے پڑھنے کے قابل ہو سکتا ہے

۲ ۔ اُسے آسان پڑھائی کے سامان کی بابت بتاؤ ۔ جو کہ اُس کے استعمال کے لئے تیار ہو رہا ہے ۔ مثلاً قاعدے اور اخبار ۔

۳ ۔ بالغ کے ساتھ بالغ جیسا سلُوک کرو نہ کہ بچے جیسا ۔

ک ۔ جماعتی طور پر پڑھانے کا پرانا طریقہ استعمال ، نہ کرو ۔ شخصی طور پر پڑھاؤ ۔ یہ اُمید نہ رکھو کہ تمہیں گُورو سمجھکر لوگ جوق درجوق تمہاری طرف دوڑے چلے آئیں گے ۔ بچہ سیکھنے کے لئے خود تمہارے پاس رہنمائی کے لئے آتا ہے ۔ مگر یہاں تُمہیں بالغوں کے پاس جانا پڑیگا ۔

ب ۔ بالغ کو مت جھڑکو ۔ اور نہ ہی غُصّہ دکھاؤ ۔ اگر وہ ایک دفعہ مایُوس ہوکر گھر چلا گیا ۔ تو تُم اُسے واپس آنے پر مجبور نہیں کر سکتے ۔ وُہ اُسی حالت میں واپس تُمہارے پاس آئیگا ۔ جبکہ وُہ تُمہیں پسند کرتا ہے ۔ اور ساتھ ہی سبق بھی دلچسپ ہے ۔

ج ۔ کبھی " نہ " کا لفظ استعمال نہ کرو ۔ بلکہ یُوں کہو " کیا آپ کا یہ مطلب

ہے؟ ہاں۔ آپ کے کہنے کا یہ مطلب ہے"

د ۔ ہجو آمیز کلام سے پرہیز کرو۔ اور بالغ کی غلطیوں پر ہنسی مت اُڑاؤ۔

ر ۔ بالغ کی حوصلہ افزائی اور تعریف کرنے میں کوتاہی نہ کرو۔

س ۔ نرم اور دوستانہ لہجے میں پڑھاؤ۔

ص ۔ بالغ سے ایسے سوالات مت پوچھو۔ جن کا جواب وہ نہ دے سکتا ہو ورنہ وہ مضطرب ہو جائیگا۔

ط ۔ جو بات بالغ کو پہلے آتی ہو۔ اُسے بار بار دُہرا کر اُس کی دلچسپی کو ضائع نہ کرو

۴ ۔ ابتدا سے ہی بالغ کو یہ خیال دلا کر پڑھنا سکھاؤ۔ کہ وہ پڑھنا سیکھکر خود اُستاد بنے گا۔

ا ۔ اُن کے سامنے یہ اصول پیش کرو" ہر ایک پڑھے اور پڑھائے"

ب ۔ پہلا سبق پڑھکر بالغ کم از کم ایک اور بالغ کو پڑھا کر دوسرا چارٹ شروع کرے۔

ج ۔ ایسے آسان طریقے سے پڑھنا سکھاؤ۔ تاکہ غیر تربیت یافتہ مبتدی دوسروں کے لئے وہی طریقہ آسانی سے استعمال کر سکے۔

د ۔ جب تم پڑھا رہے ہو۔ تو بالغوں کو قاعدوں سے دیکھکر پڑھنے سے منع نہ کرو۔ اس طرح دیکھنے سے انہیں دوسروں کو پڑھاتے وقت مدد ملے گی۔

۵ ۔ پہلا سبق پڑھاتے وقت مندرجہ ذیل سوال پوچھکر شاگردوں میں دلچسپی پیدا کرو۔

سوال :۔ کیا تم نے کبھی پہلے مجھے دیکھا ہے؟ (جواب) نہیں

" :۔ اگر تم دوبارہ کہیں مجھے ملو تو پہچان لوگے؟ (") ضرور

سوال :۔ کیا تم ایک جاٹ کو پہچان سکتے ہو ؟ (جواب) ہاں

" :۔ جاٹ کو کیسے پہچانو گے ؟ (") اس کے کپڑوں اور اطو

" :۔ اچھا۔ تو یہ لفظ " جاٹ " لکھا ہُوا ہے ۔ اگر تم یہ لفظ کہیں اور دیکھ

تو پہچان لو گے ؟ کیا تم ایسا ہی لفظ اس صفحے پر کہیں اور دیکھ سکتے ہو ؟

بالغ کو چارٹ نمبر ۲ سے سات دفعہ لفظ " جاٹ " ڈھونڈنے دو ۔

۶ ۔ اب پہلا سبق پڑھنا شروع کرو۔ پہلا جملہ پڑھو ۔ شاگرد الفاظ " اک

اور سی " کی پہچان سیکھ لیتا ہے ۔ کاغذ کا ایک ٹکڑا لیکر اس میں چھوٹے

چھوٹے سوراخ کرو۔ تاکہ خاص خاص الفاظ علیحدہ کئے جا سکیں ۔ اس مقصد

کے لئے ساتھ دیا ہُوا چارٹ استعمال ہو سکتا ہے ۔

اب دُوسرا جملہ پڑھو۔ پھر پُوچھو " اک جٹ سی " کہاں لکھا ہے

" جٹ دے دو ساجھی سن " کہاں لکھا ہے ۔ شاگرد ہر ایک جملے کی طرف

اشارہ کر کے پڑھے ۔ کوشش کرو ۔ کہ وہ اُسی طرح ہی پڑھے جس طرح کہ

لکھا ہُوا ہے ۔ نئے الفاظ کی پہچان میں مشق دو ۔ پھر تیسرا اور چوتھا جملہ

پڑھو ۔ صفحے کے نیچے دی ہُوئی تصاویر اور اُن کے نیچے لکھے ہُوئے ناموں کی

طرف بالغ کی توجہ دلاؤ ۔ دونوں صفحوں پر الفاظ " رام داس " و " سین داس

کے پہچاننے میں مشق کراؤ ۔

اب آخری جملہ پڑھو ۔ شاگرد صفحے کے نیچے سست آدمی کی طرف اشارہ

کرے ۔ اور صفحے پر جہاں کہیں لفظ سست لکھا ہُوا ہے ۔ ڈھونڈے

اب طالب علم لگاتار پُورا صفحہ پڑھے ۔ ہر ایک جملے کو دو یا تین دفعہ پڑھنے

سے روکو ۔ اگر بالغ صفحے کے دُوسری طرف دیئے ہُوئے مشقی الفاظ سے جملے

بنانے کی کوشش کرے تو اُسے منع کرو ۔

۷۔ سبق نمبر ۲ پڑھنے سے پہلے الفاظ "جٹ" اور "سی" کے پہچاننے کی مشق کراؤ۔ اُستاد پہلا جملہ پڑھے۔ پھر شاگرد وہی جملہ پڑھے۔ دونوں صفحوں پر الفاظ "کم" اور "کردا" کی مشق کراؤ۔ اِسی طرح دوسری سطر پڑھو۔ شاگرد الفاظ ہل اور واہندا کی تلاش کرے۔ شاگرد دونوں سطریں پڑھے۔

چونکہ اگلی تین سطروں میں کوئی نیا لفظ نہیں۔ اِس لئے بالغ کو خود بخود پڑھنے پر آمادہ کرو۔ شاید سین داس کو پہچاننے کے لئے اُسے صفحہ نمبر ۱ کی تصویر کو پھر دیکھنا پڑے۔

اِس بات کا خیال رکھو۔ کہ وہ بغیر اٹکنے اور دُہرانے کے رواں پڑھتا جائے۔ اُستاد پُوچھ سکتا ہے۔ "سین داس کم کردا سی" وغیرہ وغیرہ کہاں لکھا ہے؟ اُستاد آخری دو سطریں پڑھے۔ پھر شاگرد وہی دو سطریں پڑھے۔ نئے الفاظ کی پہچان میں مشق دی جائے۔

اب شاگرد پُورا صفحہ پڑھے۔

ضروری اُمور:

تجربے سے معلُوم ہُوا ہے۔ کہ اِس وقت حرف س کی آواز کی مشق مفید ثابت نہیں ہوتی۔ اِس لئے صفحہ نمبر ۲ پر کے مشقی چارٹ کا آخری حصہ چھوڑ دیا جائے۔ اِس کا خیال بعد میں کیا جائیگا۔ بہت سے شاگرد شرُوع سے ہی لکھے ہُوئے اسباق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ہر ایک چارٹ کے آخر میں بڑے بڑے حرُوف میں لکھے ہُوئے جملے اِسی مقصد کے لئے ہیں۔

۸۔ سبق نمبر ۳۔

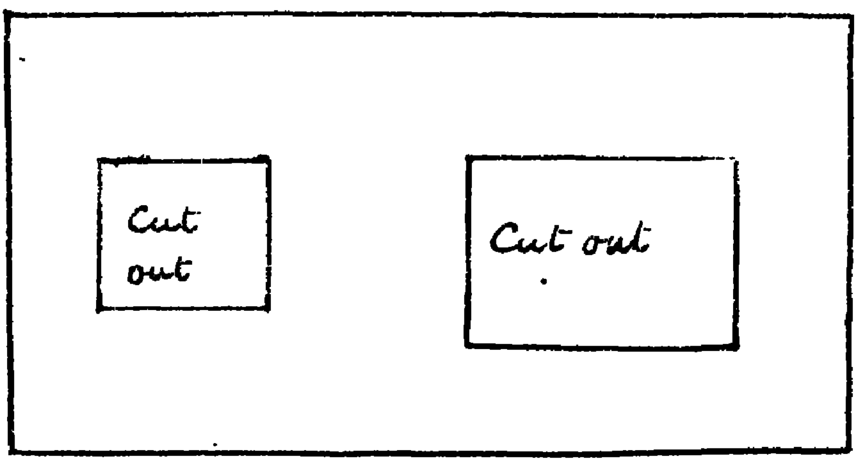
پہلی چار سطریں اکٹھی پڑھی جائیں۔ تاکہ طالب علم ان کا مطلب

سمجھ لے - پھر اُستاد پہلی سطر پڑھے - جس میں دو نئے الفاظ ہیں - شاگرد دوسری سطر پڑھنے کی کوشش کرے - اُستاد تیسری اور چوتھی سطریں پڑھکر پھر چاروں سطروں کو دُہرائے - پھر شاگرد چاروں سطریں پڑھے - تمام نئے الفاظ کے پہچاننے کی مشق کرائی جائے - اگلی تین سطریں اکٹھی پڑھی جائیں - اور بعد میں آخری سطر - اب پُورا صفحہ پڑھا جائے -

۹ - اِسی طور پر باقی ماندہ چارٹوں کا پڑھنا جاری رکھا جائے -

۱۰ - برائے مہربانی اپنے اپنے کام کے نتائج ہمارے ایک فارم میں پُر کرکے جتنی جلدی ہو سکے ڈاکٹر اے - ای - ہارپر صاحب - اے - پی - مشن سکول موگا کے پاس بھیج دیں -

اِن اسباق کو ابھی پرکھا اور آزمایا جا رہا ہے - اِس لئے کئی بار اِن کی نظرِثانی کرکے اصلاح کی جائیگی - آپ کی رائے و تجاویز ہماری مدد کا باعث ہونگی - کوشش کرو - کہ تمہارے شاگرد اِس کام کے پیچھے لگے رہیں - اور اُن تمام کُتب کو خرید کر جو اُن کے لئے چھپائی جا رہی ہیں فائدہ اُٹھائیں - ایک اخبار اور چند ایک قاعدوں کا انتظار بے چینی سے کریں -



آل انڈیا تعلیم بالغان کانفرنس ناگپور

منعقدہ ۱۱ - ۱۲ فروری ۱۹۳۷ء

(All- India Conference on Adult Literacy,

Nagpur, 11-12 February 1937.)

نیشنل کرسچن کونسل کی دعوت پر تعلیم بالغان کے مسئلے پر بحث کرنے کے لئے ناگپور میں ۱۱ - ۱۲ فروری ۱۹۳۷ء کو ایک نہایت مفید کانفرنس منعقد ہوئی۔ اجلاس کی کارروائی کے لئے میتھوڈسٹ گرجا گھر مقرر ہوا۔ بیس سے زیادہ نمائندے ملک کے مختلف حصّوں سے جن میں سات مختلف زبانیں مروّج ہیں آئے۔ علاوہ ازیں دو مشہور ہستیاں ڈاکٹر فرینک لاباک جزائر فلپائن سے و مسٹر ایف۔ ولیم جو انگلستان کی تحریک تعلیم بالغان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تشریف آور ہوئیں۔ نیشنل کرسچن کونسل کے پادری جے۔ زیڈ۔ ہاج صاحب نے ان کا سرگرمی سے استقبال کیا۔ کثرت رائے سے گنٹور کے ڈاکٹر آر۔ جے بینیکم صاحب کو صدر جلسہ مقرر کیا گیا۔ کانفرنس کی کارروائیوں کا لُب لباب مندرجہ ذیل ہے۔ اُمید واثق ہے کہ اس سے ڈسٹرکٹ مشنری صاحبان راہنمائی و عملی امداد حاصل کریں گے:۔

ہر ایک شخص جو لوگوں کی مجلسی اصلاح و بہبودی کا خواہاں ہو لازم ہے

کہ وہ تعلیم بالغان کے ساتھ گہرا اُنس پیدا کرے۔ کیونکہ اس کام کا مجلسی سُدھار پر کافی اثر پڑتا ہے۔ حاضرین کے رُو برُو دیہات سُدھار کے مختلف پہلو پیش کرکے تعلیم بالغاں پر زور دیا گیا۔ اور بنگال کے مسٹر شاہ نے اس مضمون پر کافی روشنی ڈالی۔ اور بتایا۔ کہ دیہات سُدھار میں تب ہی کامیابی ہو سکتی ہے اگر لوگ اُن اخبارات یا میگزین کو پڑھنے کے قابل ہوں۔ جن میں مختلف مفید مضامین درج کئے جاتے ہیں۔

وہ تمام لوگ جو مسیحی کلیسیا کی ترقی و بہتری میں دلچسپی لیتے ہیں۔ بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے طریقوں سے بخوبی واقف ہونے چاہئیں۔ بحث کے دوران میں مسیح کا ایک فرمان پیش کیا گیا۔ جہاں اُس نے پطرس سے کہا۔ "تو میرے برّوں کو چرا" اور دوبار یوں کہا۔ "تو میری بھیڑوں کو چرا" ہمارے تمام مسیحی بھائی خواندہ ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ خدا کا کلام جو کہ زندگی کی روٹی ہے۔ پڑھکر سیری حاصل کر سکیں۔ ایک مشہور عالم کارلائل فرماتے ہیں۔ کہ یہ بات میرے سامنے ایک ہولناک نقشہ پیش کر دیتی ہے کہ "ایک آدمی علم حاصل کرنے کی قابلیت رکھنے کے باوجود جاہل و ناخواندہ ہی اس دنیا سے کوچ کر جائے"۔

عِلم النفسِ بالغاں :-

بالغوں کے عِلم النفس کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر ہمیں مندرجہ ذیل باتوں سے واقف ہونا چاہیئے۔ دیہاتی اَن پڑھ بالغوں کی زندگی میں کونسی مشکلات ہیں۔ اور وہ لوگ کن کن باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں؟ دیہاتی اَن پڑھ بالغوں کی روزانہ زندگی کی مشکلات کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) اپنا دستخط کرنے کی قابلیت (۲) قرضہ اور اس سے رہائی حاصل کرنے کا طریقہ۔ (۳) خوراک۔ (۴) زراعت اور فصلوں کو ترقی دینے کے طریقے۔ (۵) مویشی۔ (۶) عورتوں کے حقوق (۷) بچپن کی شادی۔ (۸) تہوار۔ (۹) دولت کا صحیح استعمال۔

اب دوسرا سوال یہ پیش ہوتا ہے۔ کہ کس قسم کا آسان لٹریچر اُن کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے؟ اُن کی فہرست مندرجہ ذیل ہو سکتی ہے:۔ بچوں کی کہانیاں۔ مذہبی کہانیاں۔ خبریں (مقامی۔ قومی و عالمگیر) آسان دستاویز جن پر دیہاتیوں کو دستخط کرنے پڑتے ہیں۔ گیت اور ڈرامے۔ سائنس و حفظانِ صحت کے متعلق ضروری امور۔ بہت سے لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں۔ کہ بالغ کتنی عمر تک پڑھنا سیکھ سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک بالغ کا دماغ ٹھیک اور بینائی درست رہے۔ وہ پڑھنا سیکھ سکتا ہے۔ یہ مناسب خیال کیا گیا ہے۔ کہ جب بالغ کو پڑھنا سکھایا جائے تو اُسے بچوں سے الگ اور دُور بٹھا کر پڑھایا جائے۔ سولہ سال سے پچیس ۲۵ سال کی عمر کے نوجوان کو پڑھانے پر زیادہ زور دیا جائے۔ کیونکہ وہ اِس سے زیادہ عمر والوں کی نسبت آسانی سے سیکھ لیتے ہیں۔

دوسری نہایت ضروری بات یہ ہے۔ کہ بالغوں کے اُستاد کا طرزِ عمل بچوں کے اُستاد کے طرزِ عمل سے مختلف ہونا چاہیئے۔ اُسے بالغوں کے سامنے اپنے آپ کو کبھی بارُعب ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔ اسباق نہایت ہی دلچسپ ہوں۔ تاکہ بالغ اُن کے مطالعہ سے لُطف اندوز ہو سکے۔ جتنا وہ اسباق سے زیادہ خوش ہوگا اُتنا ہی جلدی پڑھنا سیکھیگا۔ بالغ کے ساتھ رلیے جیسا سلوک کرو۔ نہ کہ بچے جیسا۔ فوراً ہی اُس کے خیالات کی تردید مت کرو۔ اُس سے ایسا

سوال نہ پُوچھو۔ جس کا جواب وُہ نہ دے سکتا ہو۔ اُسے حوصلہ دو۔ جب تُم تھکے ہُوئے یا غُصّے میں ہو تو کسی کو نہ پڑھاؤ۔

مقاصد ۱۔ ناخواندگی کو دُور کرنے کے لئے لوگ اِتنے لاپروا کیوں ہیں؟۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ والدین مہینوں بلکہ سالوں تک بچّوں کو سکولوں میں رکھتے ہیں۔ بچّے گھر آکر باوجود تمام کوششوں کے پچھلا پڑھا پڑھایا بھُول جاتے ہیں۔ وُہ لوگ پسند نہیں کرتے کہ اپنا قیمتی وقت اِتنے عرصے کی بے پَھل پڑھائی میں صرف کریں۔ ہمیں بتلانا چاہیئے۔ کہ پڑھنا سیکھنے کے لئے اِتنا عرصہ صرف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوشش کی جائے۔ تو وُہ جلدی اور آسانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ اگر بالغوں کو صحیح طور پر پڑھایا جائے۔ تو بچّوں سے کئی گنا جلدی سیکھ جاتے ہیں۔

ہمیں اِس بات کی خبر ہونی چاہیئے۔ کہ اگر ایک آدمی پڑھنا سیکھ جائے۔ تو اُس کی مالی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ہم لوگوں کی ضروریات کا اچھی طرح سے مُطالعہ کریں۔ اور اُن کے دِلوں میں اعلےٰ باتوں کی خواہش پیدا کریں۔ اور اس بات کا خیال رکھیں۔ کہ اُن کے دِلی جذبات کو خوراک بہم پہنچائی جارہی ہے۔ تو لازمی طور پر اُن کی مالی حالت میں ترقی ہوگی۔ مثال کے طور پر زراعت پیشہ لوگوں کا تعلق زیادہ تر زمین کی زرخیزی اور اعلےٰ فصلیں اُگانے کے ساتھ ہے۔ ہمیں بتانا چاہیئے کہ تعلیم کہاں تک اِن معاملات میں اُن کی رہنمائی کریگی۔ پھر کئی دیہاتی خطوط لکھوانے اور پڑھوانے کی اُجرت دیتے ہیں۔ ہمیں اُن کو بتانا چاہیئے کہ وُہ خود بخود لکھنا و پڑھنا سیکھیں۔

ہر مسیحی کو شخصی طور پر خُدا کا کلام اپنے لئے پڑھنا چاہیئے لیکن ہم اِس

قسم کا خیال مشن کے عام لوگوں میں نہیں پاتے۔ ہمیں ایسی کلیسیا کی ضرورت ہے۔ جس کی بنیاد خدا کے کلام پر ہو۔ کلیسیا کا ہر ایک لیڈر یا ایلڈر تعلیم یافتہ ہو۔ اور اُن کا فرض ہے۔ کہ گاہے بگاہے اپنی کلیسیا کی تعلیم کی ترقی کی رپورٹ پیش کیا کریں۔ ڈاکٹر لاباک نے اُن طریقوں کی بابت بیان کیا جن کے ذریعے فلپائن کے باشندوں کو پڑھنا سیکھنے کی طرف راغب کرنے میں کامیابی ہو چکی تھی۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ جس گھر میں تمام بالغ خواندہ ہو جائیں۔ اُس خاندان کو اُس کی لیاقت و قابلیت کا ایک سرٹیفکیٹ دیا جائے۔ یہ سرٹیفکیٹ گھر کی دیوار کے بیرونی طرف چپکا دیا جائے تاکہ وہاں سے گذرنے والے لوگوں کو پتہ لگ جائے۔ کہ فلاں گھر کے تمام چھوٹے بڑے پڑھنا جانتے ہیں۔ اور کہ وہ اخبار کے لئے چندہ دیتے ہیں۔ جو بالغ دوسروں کو پڑھنا سکھائیں۔ انہیں ثمن انعام دیئے جائیں۔ اگر پہلے طالب علم کو بتا دیا جائے کہ وہ پڑھکر اُستاد کا کام کریگا۔ تو وہ بڑی توجہ اور محنت سے سبق سیکھیگا۔

حُب الوطنی کا جذبہ اُن میں بھر جائے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ آج کل کی حب الوطنی صرف باتوں ہی باتوں میں رہ گئی ہے۔ عملی زندگی سے تو بالکل نظر نہیں آتی۔

تعلیم از خود کسی قدر فائدہ مند نہیں۔ اگر اس کو ترقی کا ایک ذریعہ بنایا جائے۔ تو نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

طریقہ:۔ خواہ کوئی طریقہ اختیار کیا جائے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھا جائے کہ طالب علم کے اپنے ذخیرۂ الفاظ کو استعمال کرکے ہی تمام اسباق مرتب کئے جائیں۔ اُستاد کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ طلبا کی دلچسپی کو کیسے قائم رکھا جائے اور

کس طرح لگاتار آسان اور نئی نئی ادبیات مہیا کرکے تعلیمی مہم کو دن دوُنی رات چوگنی ترقی دی جائے۔ یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ کہ کس قدر بالغ اپنے اُستاد کی مدد کے بغیر پڑھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ قوت سامعہ و قوت باصرہ کی مشق کرائی جائے۔ ناکامیابی کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ باربار مشق نہیں کرائی جاتی۔ طالب علموں کو اس بات پر اکسایا جائے۔ کہ وہ ایک ہی نظر میں جتنا پڑھ سکتے ہوں پڑھیں۔ آنکھوں کی ایسی مشق ہونی چاہیئے۔ کہ ایک ہی وقت میں تمام جملوں و اجزائے جملہ کو پڑھنے کے قابل ہو سکے۔ حرف بہ حرف ہجے کرکے ہر ایک لفظ کو پڑھنے کا پرانا طریقہ جہاں تک ہو سکے ترک کر دینا چاہیئے۔

ڈاکٹر لاباک کی رائے ہے۔ کہ دیہاتی بالغوں کے لئے پڑھنے کا سب سے اچھا موقع علے الصباح یا دوپہر کا وقت ہے۔ موسم گرما کے تین مہینوں کا فائدہ اُٹھایا جائے۔ جبکہ لوگ اپنی کھیتی باڑی کے کام سے بالکل فارغ ہو جاتے ہیں۔

نصاب و آسان آسان ادبیات کا تیار کرنا:۔

حاضرین کو اس بات کی ترغیب دی گئی۔ کہ وہ مدراس سے ایک اخبار بنام "سی۔ ایل۔ ایس ورکنگ مین" جو کہ ہر تین ماہ کے بعد چھپتا ہے مفت منگوائیں۔ یہ بات پیش کی گئی۔ کہ نیشنل کرسچن کونسل بطور ایک درمیانی مددگار کے کام کرے۔ اور تمام مصالحہ کو اکٹھا کرکے ایک ایسا آسان انگریزی رسالہ اشاعت کرے۔ جو کہ مختلف شدہ فی زبانوں میں ترجمہ ہو کر کم تعلیم یافتہ لوگوں کے استعمال کے لئے مفید ثابت ہو۔ یہ ارادہ کیا گیا۔ کہ انگریزی رسالہ "کرسچن ایجوکیشن" کے ایڈیٹر صاحب سے بلکہ یہ درخواست پیش کی جائے۔ کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس رسالے کا کچھ حصہ تعلیم بالغان کے مضامین درج کرنے کے لئے مخصوص کیا جائے۔ تمام مشنری جو کہ تعلیم میں دلچسپی رکھتے ہیں "کرسچن ایجوکیشن" اور "موگا

اخبار برائے مدرسین" کے لئے چندہ بھیجا کریں۔

تعلیمی مہم کیسے بنائی جائے۔

اتفاق رائے سے یہ تجویز پیش ہوئی۔ کہ مقامی کرسچن کونسلوں سے درخواست کی جائے کہ جزدی یا تمامی کارندوں کو جنہیں امیر کمیٹیوں کی طرف سے امداد ملے۔ تعلیم بالغان کے کام پر مقرر کیا جائے۔

ڈاکٹر لاباک نے بحث کرتے ہوئے یہ فرمایا۔ کہ مصمم ارادے سے ایک گاؤں میں کام شروع کیا جائے۔ اور جب تک تمام لوگ پڑھنا نہ سیکھ جائیں ہم پیچھے نہ ہٹیں۔ تب دیہاتی اُستاد کے ذریعے انہیں ایک آسان اخبار پڑھنے کے لئے دیا جائے۔ چندہ دینے والوں کے نام کی فہرست اسی اُستاد کے پاس ہونی چاہیئے۔ کوشش کرو۔ کہ بالغ کم ازکم ایک سال کے لئے اس اخبار کا خریدار بنے۔ اگر چندہ نقدی میں نہ مل سکے تو غلّے کی صورت میں بخوشی قبول کرو۔ اس بات پر زور دو۔ کہ وُہ ہر ایک مضمون کو سوچ سوچ کر پڑھے ورنہ اُس کی مالی حالت ترقی پذیر نہ ہوگی۔ اُستاد کی ہدایتوں کے مطابق بچے ان اخباروں کو بانٹ سکتے ہیں۔ اور پھر کسی ہوشیار شخص کی زیر نگرانی اس کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ کسی لیسے لائق ایجنٹ کو مقرر کرو۔ جو تھوڑی سی تنخواہ لینے پر راضی ہو۔ اور اُسے فروخت شدہ کتب پر کمیشن بھی دیا جائے۔

جنوبی ہند میں ناخواندگی کا انسداد

(The Romance of Work in South India)

کرسچن لٹریچر سوسائیٹی مدراس کے کام کی نظرثانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۹۲۴ء سے یہ سوسائیٹی جنوبی ہند کے باشندوں کے لئے تامل اور تلگو زبانوں میں آسان کتابیں اور رسالے مہیا کر رہی ہے۔

کارروائی کا آغاز۔ پہلے پہل اس سوسائیٹی کے سیکرٹری صاحبان کو تامل و تلگو زبان بولنے والے باشندوں کے علاقوں میں جانے اور وہاں کے مشنری صاحبان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ دورانِ ملاقات میں انہیں معلوم ہوا۔ کہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دیہاتی سکولوں سے دوسری یا تیسری جماعت تک ہی تعلیم حاصل کی ہے آسان آسان کتب بہت ہی کم پائی جاتی ہیں۔

اس معاملے کی بابت گفت و شنید کرنے کے لئے مدراس میں تمام مشنری صاحبان بطور ایک کانفرنس کے فراہم ہوئے۔ بعد ازاں لوگوں کے مطالعہ کے لئے سستا اور موزوں مصالح تیار کرنے پر تجربات کئے گئے۔ سب سے پہلے ایک ورق پر ہی چند دلچسپ باتیں شائع کر کے لوگوں کے سامنے پیش کی گئیں۔

اس تجربے میں ہماری کامیابی ان اوراق کی کم یا زیادہ بکری پر منحصر تھی۔ اس لحاظ سے ہماری پہلی کوشش بہت کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ اس کی ایک وجہ ایک شخص کے مندرجہ ذیل الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ جس نے پہلے پہلے

اوراق کو دیکھکر یُوں کہا۔ "یہ کتابوں جیسی نہیں۔ کیا تم ہمارے پڑھنے کے لئے کتابیں نہیں چھاپ سکتے ؟"۔

پس ۱۹۲۶ء میں ہم نے تامل و تلگو زبانوں میں دیہاتی مسلسل کُتب شائع کرنی شروع کیں۔ لوگوں کے گذشتہ اعتراض کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف مضامین سے لبریز۔ موٹے حرُوف میں کتابیں شائع کی گئیں۔

اِن کُتب کی قیمت کا بھی خاص خیال رکھا گیا۔ دیہاتی لوگوں کے پاس ایک کوڑی بھی خرچ کرنے کے لئے نہیں ہوتی۔ چھوٹی چھوٹی کتابیں لاگت سے بھی کم قیمت پر فروخت کی گئیں۔ یعنی صفحوں کی تعداد کے لحاظ سے اُن کی قیمت ایک سے لیکر تین پیسوں تک تھی۔ کُتب فروشوں نے بھی اِن کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ مشنری صاحبان نے بھی بہت پسند کیا۔ چنانچہ ہر سال کئی ہزار کتابیں فروخت ہونے لگیں۔ اور اب بھی کافی تعداد میں ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہیں۔

ایک نیا خیال:۔ اَن پڑھ لوگوں کے لئے ہم نے ایک اور نیا قدم اٹھایا۔ اُن کو جہالت کے گڑھے میں دیکھکر ہمیں سخت بے چینی ہُوئی۔ اور ہم یک زبان ہو کر پکار اُٹھے "افسوس ہے کہ یہ ہزاروں لاکھوں لوگ انجیل کی خوشخبری اور بائبل کی دلچسپ کہانیوں سے ناواقف ہیں۔ اُن کی صحت خراب ہے۔ اُن کے دیہات گندے ہیں۔ اگر وہ خود پڑھ لکھکر بائبل کی کہانیوں کا مطالعہ کریں گے۔ اور دیہات سدھار و ٹمپرنس کی کتابیں پڑھکر اپنی موجودہ حالت کو تبدیل کریں گے۔ تو اِس میں بہت دیر لگے گی۔ ہم اِتنی مدت تک اُنہیں اِس ناگفتہ بہ حالت میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے۔ تعلیم کا انحصار اُن کی پڑھائی پر ہی نہیں ہے ہم اَن پڑھ لوگوں کو بھی کئی ایک مفید باتیں سکھا سکتے ہیں۔ چونکہ اَن لوگوں میں سے ہر ایک کے پاس شخصی طور پر پہنچنے کے لئے ہمارے پاس کارندوں کی کمی ہے

لہٰذا ہمیں کتب و رسالے شائع کرکے و دیگر سامان و ضروریات مہیا کرکے اُن کی
موجودہ حالت میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے"۔ اب سوال پیش
ہوا۔ کہ یہ کام کیسے شروع کیا جائے۔

اس کا جواب صرف یہی تھا کہ تصاویر کے ذریعے انہیں انجیل کی کہانیاں
سکھائی جائیں۔ پس مسیح کی زندگی کے متعلق مختلف کہانیاں و تمثیلات لیکر
انہیں چھوٹی چھوٹی باتصویر کتابوں کی صورت میں شائع کیا گیا۔ جن کا نام
کہانیوں کی باتصویر کتب سلسلہ نمبر ۱ Story Picture Booklets Series
رکھا گیا۔ یہ کام ایس۔ پی۔ سی کے۔ لنڈن (Society for -
promoting Christian Knowledge -) یعنی مسیحی تعلیم کو ترقی دینے والی
سوسائیٹی کی امداد سے سرانجام تک پہنچایا گیا۔

اِن باتصویر کتابوں کا استعمال مندرجہ ذیل طریقے سے کیا گیا:-
اَن پڑھ لوگوں کو بٹھا کر پہلے انہیں مسیح کی زندگی کے متعلق کوئی کہانی
سُنائی جاتی تھی۔ بعد ازاں جن لوگوں نے غور سے کہانی سن لی ہو۔ انہیں اُسی
کہانی کے متعلق تصاویر کی کتب بانٹ دی جاتی تھیں۔ کہانی دوبارہ سنائی
جاتی تھی۔ اس دفعہ وہ اس کہانی سے بخوبی واقف ہوجاتے تھے۔ اور تصاویر
کو دیکھ کر اس کی بابت سمجھنے کے قابل بھی ہوجاتے تھے۔ استاد یا مُناد کے
جانے تک ہر ایک مرد و عورت کو ایک ایک باتصویر کتاب مل جاتی تھی۔ اس کتاب
کے کثرت استعمال سے یہ تمام کہانی اور اس کے مختلف اسباق ہر ایک شخص
کے دماغ میں گھر کر جاتے تھے۔

ٹمپرنس کی ایک مشہور کہانی (" بکری جس نے شربت آمیز شراب پینی
گوارا نہ کی"۔ کہانیوں کی باتصویر کتب سلسلہ نمبر ۱ سنانے کے لئے بھی یہی

طریقہ استعمال میں لایا جاچکا تھا۔ اب خیال تھا۔ کہ آئندہ حفظانِ صحت اور دیہاتیوں کی بہبودی کے متعلق تعلیم دیتے وقت بھی یہی تصاویر کا طریقہ استعمال کیا جائیگا۔ اِس طرح دیہات سُدھار کے لئے مذہبی و اخلاقی تعلیم اُن ان پڑھ اشخاص کے رُوبرو ایک اصلیت کی شکل میں تبدیل ہو جائے گی۔

ترمیم :۔ تصاویر کے ذریعے کہانیاں سکھانے کا تجربہ قدرے کامیاب ثابت ہُوا یہ قدرتی بات ہے۔ کہ اگر کتابوں میں دلکش تصاویر بھی ہوں۔ تو لوگ بڑی دلچسپی و شوق سے اُنہیں پڑھنا پسند کریں گے۔ پس ہم نے "دیہاتی السٹریٹڈ کُتب یعنی ایسی کتابیں جن میں تصاویر کے ذریعے کہانیوں کی تشریح کی گئی تھی"۔ شائع کیں۔ سلسلہ ۱ میں ہم نے وہی تصاویر استعمال کیں۔ جو کہ کہانیوں کی باتصویر کُتب کے سلسلوں میں درج ہو چکی تھیں۔ ہر ایک تصویر کے ساتھ ساتھ پڑھنے کے لئے چند ایک آسان جملے بھی درج کئے گئے۔

کسی شخص کی لائبریری کا سب سے بڑا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ اُس کے مُطالعہ سے اُس شخص کی زندگی کے تمام پہلوؤں کی ترمیت ہو سکے۔ اور اُسے عام واقفیت بہم پہنچ سکے۔ پس ہم نے کُتب کا ایک اور سلسلہ مرتب کیا جس میں حفظانِ صحت اور انسانی زندگی کی بہبودی کے لئے مُفید مفید کہانیاں درج کیں۔ ان میں سے ایک سلسلہ چھپ کر تیار ہو چکا ہے۔ باقی دلچسپ کہانیاں ابھی تیار کی جا رہی ہیں۔

مندرجہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ہم نے اپنے کام کو اِس درجہ تک پہنچانے کے لئے یکے بعد دیگرے تین قدم اُٹھائے۔ ایک سکیم کو توڑ کر دوسری سکیم اختیار نہیں کی۔ شروع سے ہی ہمارا ارادہ تھا۔ کہ مسلسل ادبیات تیار کر کے بالکل ناخواندہ اور کم ناخواندہ لوگوں کے سامنے پیش کی جائیں۔ کہانیوں کی باتصویر

بالکل اَن پڑھ لوگوں کے لئے۔ دیہاتی السٹریٹڈ کُتب بہت کم خواندہ اشخاص کے لئے اور دیہاتی مسلسل کُتب۔ قدرے مشکل۔ لیکن نہایت ہی سادہ اُن لوگوں کے لئے جو بخوبی دلچسپی سے پڑھ سکتے تھے۔ یہ تیسرے درجے کی کتابیں بغیر تصاویر کے تیار کی گئیں۔ وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ ایسی دلچسپی و روانی سے پڑھ سکتے تھے کہ انہیں تحرک کرنے کے لئے تصاویر کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ (ہمارے خیال میں انہیں بھی کسی حد تک تصاویر کی ضرورت تھی۔ لیکن اخراجات کو کم کرنے کے لئے چھوڑ دی گئیں۔)

کتابیں خریدنے کے لئے دیہاتیوں کو کسی اُستاد۔ پادری۔ مشنری یا محکمۂ تعلیم کے بڑے افسر کی آمد کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا تھا۔ کہ دُوسری دفعہ دَورہ کرتے وقت بھی وُہ وہی کتابیں ساتھ لے جاتے تھے۔ جو وُہ پہلی دفعہ لے گئے تھے۔ اِس طرح دیہاتی لوگوں کی دلچسپی ضائع ہونے کا خطرہ تھا۔ وُہ ہر دفعہ نئی نئی کہانیاں پڑھنا اور تصاویر دیکھنا پسند کرتے تھے۔ چونکہ یہ کتابیں لاگت سے کم قیمت پر فروخت کی جاتی تھیں۔ اِس لئے اِس سلسلے میں ہر دفعہ نئی نئی کتابوں کا شائع کرنا ذرا مشکل معلوم ہُوا نیز اِس طرح پہلے چھپی ہُوئی کتابوں کی قدر و قیمت اور بکری کم ہو جانے کا اندیشہ تھا

ماہواری رسالے و ناخواندگی کا دوبارہ پیدا ہونا:۔ اَب ہمیں گذشتہ تجربات کو چھوڑ کر ایک نیا قدم اُٹھانا پڑا۔ کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی مدد سے گذشتہ کئی سالوں سے اُردو رسالے جاری ہوتے رہے تھے۔ یہ رسالے سراسر مذہبی مضامین سے لبریز تھے۔ وُہ بہت سستے تھے۔ اِس لئے تصاویر کے ذریعے اُن کی تشریح کرنا ممکن نہ تھا۔ معمولی کاغذ پر باریک لکھائی میں چھپا کرتے تھے۔ باوجود ان کمزوریوں کے بہت سے لوگ اِن رسالوں کو منگاتے

کے لئے متواتر چندہ بھیجتے رہے۔ بار بار یہ سننے میں آتا تھا۔ کہ وہ لوگ جو سکول میں دو یا چار سال تعلیم حاصل کر کے دنیوی کاروبار میں مشغول ہو جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ پھر جہالت و ناخواندگی کے گڑھے میں گر جاتے تھے۔ اُن کے اس افسوسناک تنزل کی وجہ یہ تھی۔ کہ اُن کے مطالعہ کے لئے آسان کتب و رسالے کافی تعداد میں شائع نہیں کئے جاتے تھے۔ نیز ایسی کتابوں کو دُور دراز کے دیہات میں پہنچانے اور لوگوں کو ان کے پڑھنے کی طرف راغب کرنے کے کام کا ایجنٹوں نے بہت کم بیڑا اُٹھایا۔ غریبی و بے بسی کی وجہ سے اُن کے لئے کتابوں پر خرچ کرنا وبالِ جان تھا۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے موقع پر ناخواندہ اشخاص کی بیشمار تعداد معلوم کر کے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ان مندرجہ بالا باتوں نے ہمیں اس بات پر مجبور کیا۔ کہ جہالت کو جڑ سے اُکھاڑنے کے لئے ہم حکمتِ عملی سے کوئی نئی چال چلیں، ہم نے کئی دفعہ اپنے رسالہ جات کو زیادہ دلچسپ و دلکش بنانے کا ارادہ کیا۔ اور کسی حد تک اس خیال کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ لیکن اب ہمارے دماغ میں ایک نیا تصور جاگزین ہونا شروع ہُوا۔

کیا سکول چھوڑنے کے بعد اُن کے پڑھنے کے لئے کوئی آسان کتاب یا اخبار مہیا نہیں کی جاتی ہے۔ ہمیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کیا کچھ کرنا چاہئیے؟ اس قسم کے سوالات ہمارے رُو برُو پیش ہوئے۔ ان کا جواب ہمیں صرف یہی سُوجھا کہ اُن کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور مہیا کیا جائے۔

اب یہ سوال پیش ہُوا۔ کہ کیا کچھ مہیا کیا جائے؟ کوئی مرغوبِ طبع سامان جو کہ دیہاتی مسلسل کتب کی نسبت زباندانی میں قدرے مشکل ہو۔ اتنا سستا ہو کہ غریب سے غریب دیہاتی خرید کر پڑھ سکے۔ ہر دفعہ نئی اور مختلف شکلوں میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ اور جس کے تقسیم کرنے میں کوئی مشکل پیش

نہ آئے۔ ایسا موثر ہو۔ کہ وہ مُردہ سے مُردہ دِل میں بھی اُم کساہٹ اور سنسنی پیدا کرکے اُسے پڑھنے پر مائل کردے۔ تو یہ سامان کیا ہونا چاہیئے۔

بلاشُبہ یہ سامان ہمارا اشاعت کردہ میگزین ہی ہونا چاہیئے۔ ہمارا یہ تصوّر زیادہ زیادہ صاف اور مضبوط ہوتا گیا۔ ہم یہ سوچ کر نہایت خوش ہوتے تھے۔ کہ اگر ہمارا میگزین موٹے حروف میں۔ اعلےٰ کاغذ پر۔ باتصویر۔ تازہ خبروں اور اخلاقی کہانیوں سے لبریز ہوکر چھپ گیا۔ تو لوگوں کو مقناطیسی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ وہ ہر دفعہ نئی نئی باتوں کا مُطالعہ کرکے اپنی عام واقفیت کو وسیع کریں گے۔ نیز اگر دیہاتی سکولوں کے اُستاد صاحبان سکول ٹائم کے بعد کچھ وقت صرف کرکے پُرانے طُلبا کو چندہ دینے پر آمادہ کریں۔ اور خود اخبار تقسیم کرنے کی خِدمت اپنے ذِمّہ لیں۔ تو لازمی طور پر لوگ ناخواندگی و جہالت کے تاریک کوئیں سے نِکل کر تعلیم کی روشنی میں زِندگی بسر کرنے لگیں گے۔

یہ تیسری دفعہ تھی۔ کہ کرسچن لٹریچر سوسائیٹی کے سیکرٹری صاحبان کو ہندوستان کے دیہاتی باشندوں کی خِدمت کرنے کا احساس پیدا ہُوا۔ اِس دفعہ اُنہوں نے اپنے گِرد و نواح کے لوگوں کو بھی جوش دلایا۔ کمیٹی نے بھی اُن کی تجویز کو منظور کرکے اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ سب سے پہلے تامل زبان میں دو رسالے شائع کرنے کا فیصلہ ہُوا۔ لنڈن کمیٹی نے اِس تجربے میں اُن کی روپے پیسے سے مدد کی۔ اِس دفعہ اِس بات کو خاص طور پر مدِّنظر رکھا گیا۔ کہ اُنہی اشخاص کو ہر دفعہ نئی نئی باتیں سستی قیمت پر پڑھنے کے لئے مہیا کی جائیں۔

پس "سچائی کا قاصد" (Messenger of Truth) تامل رسالے

میں ہمراہ ایک نہایت آسان زبان میں لکھا ہُوا صفحہ شامل کر دیا جانے لگا۔ چوتھی یا پانچویں جماعت تک پڑھا ہُوا بالغ تمام اخبار کو بخوبی پڑھ سکتا تھا۔ تیسری جماعت تک پڑھے ہوئے اُس آسان صفحے کو اچھی طرح پڑھ سکتے تھے۔ اِس صفحے کا نام "صفحہ برائے ہمہ" (A page for all) رکھا گیا۔ اِس رسالے میں ایک خُوبی اور بھی تھی۔ اور وہ یہ کہ دیہاتی مسلسل کُتب پڑھنے والے اشخاص اِس رسالے میں شامل کنندہ آسان صفحے کو اچھی طرح پڑھ لیتے تھے۔ باقی ماندہ رسالہ باتصویر اور نہایت دلکش شائع کیا گیا۔ پس دیہاتی لوگ تصاویر کی کشش سے باقی ماندہ رسالے کو بھی پڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اِسی رسالے میں بچوں کے لئے بھی ایک نہایت آسان صفحہ شامل کیا جانے لگا۔ اِس رسالے کی قیمت صرف ایک پائی تھی۔ سالانہ چندہ معہ محصُول ڈاک صرف ۴ر آنے مقرر کیا گیا۔

تامل زبان میں کرسچن لٹریچر سوسائیٹی کا شائع کردہ دُوسرا رسالہ جس کے مقاصد و شکل و شباہت میں کافی تبدیلیاں کی جا چکی تھیں "گھریلو رسالہ" (Magazine for the home) تھا۔ دراصل یہ رسالہ مستورات کے لئے تھا۔ اب اِس میں بچوں کے لئے بھی ایک صفحہ شامل کیا جاتا ہے۔ دیہات کے لوگوں کی دلچسپی کے لئے مُلک مُلک کی خبریں۔ کہانیاں۔ دلچسپ سوانحعمریاں۔ جغرافیے اور سائنس کے مُتعلق معلُومات مندرج ہیں۔ والدین کے لئے بھی ایک خاص صفحہ ہے۔ رسالے کا آٹھواں حصّہ مستورات کے لئے ہے۔ یہ رسالہ اُن تمام تامل گھرانوں کے لئے مُفید ثابت ہوا ہے۔ جن کے لوگ سکولوں میں ابتدائی تعلیم یا پرائمری تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ ماہواری قیمت صرف چھ پائی ہے۔ سالانہ چندہ معہ محصُول ڈاک صرف ۹ آنے ہے۔ ہم فخر سے

اِس بات کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ ہر دو رسالے وقتاً فوقتاً ہمیں اِس قسم کا مصالح مہیا کرتے رہتے ہیں۔ جیسے ہم مُختلف گریڈ کے لوگوں کے لئے کتابوں کی صورت میں شائع کرتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر لوباک صاحب کی ہندوستان میں آمد:۔ ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹر لوباک صاحب ہندوستان میں تشریف لائے۔ چُونکہ کرسچن لٹریچر سوسائیٹی دیہاتی لوگوں کو پڑھنا سکھانے کا شوق رکھتی تھی۔ لہٰذا اس سوسائیٹی نے ڈاکٹر لوباک کی زیرِنگرانی تامل و تلگو لوگوں کے تیار کردہ چارٹوں کو چھاپنے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ بالغوں کی پڑھائی کے لئے کرسچن لٹریچر سوسائیٹی نے یہ پہلی مُتعدد کوشش ہی نہیں کی۔ بلکہ اپنی تمام گذشتہ کارروائی کے دوران میں کرسچن لٹریچر سوسائیٹی دیگر پُرجوش اشخاص کے ساتھ ملکر اشاعت کا کام بڑے زور شور سے کرتی آئی ہے۔ مس سینڈ فورڈ کا بنایا ہُوا قاعدہ "یُوحنا کی انجیل کا پرائمر" تیرہ سال ہوئے تلگو زبان میں چھپا تھا۔ اب تک دیہاتی تلگو لوگوں کے لئے اِس سے بہتر کوئی تلگو ریڈر شائع نہیں کی گئی۔ حال ہی میں ڈاکٹر ایلکاٹ صاحب کی کوشش سے تامل لوگوں کے لئے دیہاتی کہانیوں کی ریڈر (Village Story Reader) چھپ کر تیار ہُوئی ہے۔

ڈاکٹر لاباک صاحب کی آمد نے اِس سوسائیٹی میں ایک نئی رُوح پھُونک دی۔ اور اِس نے اپنی اشاعت کی تکمیل میں ایک نیا قدم اُٹھانا ضروری سمجھا "سچائی کا قاصد" رسالے میں "ایک صفحہ برائے ہمہ" شامل کیا گیا تھا۔ جس میں آسان آسان زبان میں چند ایک دلچسپ باتیں درج تھیں۔ اب اُس شخص کے لئے جس نے ابھی ابھی پڑھنا سیکھا ہو۔ صرف چارٹ جو کہ اُن کے لئے بہت ہی آسان تھا شامل کیا جانے لگا۔

فسٹ ریڈر (قاعدہ اوّل) کی بجائے اگر وقتاً فوقتاً تازہ باتیں رسالوں میں چھپتی رہیں۔ تو لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہوتی ہیں۔ پھر یہ سوال پیدا ہُوا کہ کتنے لوگ اِس آسان صفحے کو پڑھ سکتے ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا۔ "یہ صفحہ ایک بڑے رسالے میں کیوں شامِل کیا گیا ہے"۔ بڑے رسالے میں اِس آسان صفحے کو شامِل کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد جب نوخواندہ شخص وہ صفحہ بخوبی پڑھنے کے قابِل ہو جائیگا۔ تو وُہ خود بخود باقی ماندہ رسالہ جو کہ قدرے مشکل ہے پڑھنے کی خواہش ظاہر کریگا۔ اِس کے علاوہ اِس رسالے کی تصاویر کی مدد سے وُہ اور بھی لُطف اندوز ہوگا۔

اگرچہ گذشتہ ایک سال سے ہمارا خیال یہ کام کرنے کا تھا۔ لیکن کسی نہ کسی وجہ سے کام ملتوی ہوتا رہا۔ حتٰی کہ ماہ مارچ ۱۹۳۷ء کے تامل و تلگو رسالوں میں اِس خیال کو عملی جامہ پہنایا گیا۔

ایک نیا اور مکمل خیال:۔ مندرجہ ذیل گوشوارہ پر سرسری نظر کرنے سے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کرسچن لٹریچر سوسائیٹی اپنی سکیم اشاعت برائے بالغاں (Adult Literature publication Scheme) میں متحدہ طور پر کام کرنا چاہتی ہے۔

پہلی منزل (اَن پڑھ لوگوں کے لئے) کہانیوں کی باتصویر کُتب سلسلہ ۱ و ۲

دوسری منزل (مبتدیوں کیلئے) دیہاتی السٹریٹڈ کُتب سلسلہ ۱ و ۲

"سچائی کا قاصد"۔ رسالے میں ایک آسان صفحہ۔

تیسری منزل۔ - - - دیہاتی مسلسل کُتب

"سچائی کا قاصد" رسالے میں "ایک صفحہ برائے ہمہ" (یہ صفحہ کتاب کی صورت میں بھی شائع کیا ہُوا ہے)

چوتھی منزل ......   رسالہ "سچائی کا قاصد"
۵ صفحوں کی کتابیں

پانچویں منزل - ابتدائی سکولوں کی اعلےٰ منزل (۱) Mathar Bodhini
(۲) مختلف مضامین کی کتاب

پانچویں منزل سے اُوپر .... Mathar Bodhini
مختلف مضامین کی کتابیں

یہ محسوس کرتے ہوئے کہ دیہات میں اِن پانچ منازل سے تعلق رکھنے والے لوگ پائے جائیں گے۔ ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ ایک صندوق میں یہ تمام کتابیں ایک لائیبریری کی صورت میں اکٹھی کرکے مبلغ چھ روپے قیمت وصول کرکے ہر ایک گاؤں میں یہ صندوق رکھا جائے۔ اِس قیمت میں "سچائی کا قاصد" ماہواری رسالہ ایک سال تک شامل ہے۔ اِس طرح ماہ بماہ لوگ نئی نئی باتیں پڑھ سکیں گے۔

تلگو زبان:- تلگو زبان کی ترقی تقریباً تامل زبان کی طرح ہی ہوتی آئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ دیہاتی مسلسل کتب نے تلگو زبان میں بہت جلدی وقعت حاصل کرلی ہے۔ اور "سچائی کا قاصد" رسالہ تلگو زبان میں صرف ۹ ماہ ہوئے۔ موجودہ شان وشوکت سے شائع ہونے لگا ہے۔

دیہاتی مسلسل کتب کے مقابلہ میں ایک اور سلسلہ جس کا نام "بہادروں کی کہانیاں" ہے چھپ کر تیار ہوا ہے۔

اشاعت:- ہم اِن رسالوں کی بکری کا ذکر کردینا بھی خالی از فائدہ و دلچسپی نہیں سمجھتے۔ اِس مضمون کے شروع میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ کسی مشغلے کی کامیابی اُس کی کم یا زیادہ بکری پر منحصر ہے۔ مندرجہ ذیل گوشوارے میں

ماہواری پکری کا ذکر ہے۔ پس ان ہندسوں کو بارہ سے ضرب دینے سے
سالانہ پکری کا تصور ہو جائیگا۔

	گذشتہ ایڈیشن	اصلاح شدہ ایڈیشن
تامل زبان میں "سچائی کا قاصد"۔	۱۱۰۰ عدد	۶۲۰۰ عدد
″ ″ ″ "مادر لود صینی"۔	۶۸۰ ″	۲۲۰۰ ″
تلگو زبان میں "سچائی کا قاصد"۔	۱۹۰۰ ″	۱۱۰۰۰ ″

مستقبل:۔ مندرجہ بالا بیان سے ناظرین خود فیصلہ کریں۔ کہ ہم اپنے تجربے میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اب ہمارا خیال ہندوستان۔ برما و سیلون کے اُن ۲۲ لاکھ تامل باشندوں کی طرف جاتا ہے۔ جن میں صرف ۲ لاکھ ہی خواندہ ہیں۔ پھر ہم مدراس اور ہندوستان کے دیگر علاقوں کے اُن ۲۶ لاکھ تلگو باشندوں کی بابت سوچتے ہیں۔ جن میں تامل لوگوں کی نسبت کم خواندہ لوگ پائے جاتے ہیں۔ یقیناً ابھی " بہت سی زمین پر قبضہ کرنا باقی ہے"۔

حال ہی میں کرسچن لٹریچر سوسائیٹی کے ایک ریفریشر کورس میں اس ناخواندگی اور بالغوں کی تعلیم کے بارے میں گفت و شنید ہوئی۔ امید ہے کہ ہم آئندہ ریفریشر کورسوں میں اُستاد صاحبان کو تعلیم بالغان کی بابت تربیت دیں گے۔

تھوڑے عرصے سے ہم دیہاتی باشندوں کا ذخیرہ الفاظ جمع کر رہے ہیں۔ تاکہ دیگر کُتب بنانے میں یہ بنیادی ذخیرۂ الفاظ کام آسکے۔

ناخواندگی کو دُور کرنے کے لئے ابھی بہت سی معلومات کرنی باقی ہیں۔ لیکن اگر مندرجہ بالا مضمون دیگر علاقوں کی زبانوں کی ترقی کے لئے

مفید ثابت ہُوا۔ تو ہمارے لئے باعثِ مسّرت ہوگا۔

اِس گنجِ علم کو ڈھونڈو تُم دشوار گذار پہاڑوں میں
یہ آبِ حیات کہاں مِلتا ہے سوائے اندھیرے غاروں میں
غفلت میں پڑے کیوں سوتے ہو اور وقت گرنہی کیوں کھوتے ہو
گُل مہک بھرے جب کھلتے ہیں کھلتے ہیں نوکیلے خاروں میں

موگا اُردو ریڈنگ میتھڈ

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر مارچ ۱۹۳۷ء) جلد ۱۶ ۔ نمبر ۱

(Moga Urdu Reading Method)

(ریفریشر کورس دھرم کوٹ تحصیل زیرہ کے چند تعلیمی مباحث)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۶) (۱) سوال پڑھنا کیا ہے؟۔

جواب۔ تحریر شدہ علامات کو مفہوم سے مربوط کرنا پڑھنا ہے۔

(۲) اس تعریف کو مدِنظر رکھتے ہُوئے ہم پڑھنے کی ابتدا کس سے کریں۔

جواب۔ ایسے الفاظ یا جملوں سے پڑھنے کی ابتدا ہونی چاہیئے جن کے مفہوم سے طلبا پہلے واقف ہوں۔ یعنی اس کے ماحول کے مُتعلق ہوں۔ اور ایسی چیزوں کے مُتعلق جملے یا الفاظ ہوں۔ جن سے بچہ دلچسپی رکھتا ہے۔ مثلاً گھر ۔ماں ۔باپ ۔ بہن ۔بھائی ۔کھانے کی

چیزیں۔ گھر کے جانور۔ گھر کے پرندے وغیرہ وغیرہ۔

(۷) (۱) سوال: ہم زیادہ تر خاموش پڑھتے ہیں یا با آواز؟

جواب۔ زیادہ تر خاموشی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں۔

(۲) سوال۔ تو کیا جس چیز کی ہمیں اس قدر ضرورت پڑتی ہے۔ ہم اس کو ابتدا میں بالکل نظر انداز کر جائیں؟

جواب۔ نہیں۔ ہمارے پڑھنے میں کچھ نہ کچھ عنصر خاموش مطالعہ کا ابتدا سے ہی ضروری ہے۔ اس سے ہم ایسا طریقہ اختیار کریں گے۔ جس میں خاموش مطالعہ کا عنصر ہو گا۔

(۸) (۱) سوال:۔ بچہ خود کام کرنا پسند کرتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ پسند کرتا ہے۔ بلکہ اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔

(۲) سوال۔ تو اس فطری رجحان سے آپ پڑھنے میں کیا فائدہ اٹھائیں گے؟

جواب۔ پڑھنے میں ایسے اسباق بھی ہونگے۔ جن میں ان کو کوئی کام کرنے کے لئے کہا جائیگا۔ مثلاً فلاں فقرہ کاٹو۔ فلاں چسپاں کرو۔ فلاں تصویر میں رنگ کرو۔ اٹھو۔ سلام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ

سوال۔ مندرجہ بالا بحث کے بعد ہم اردو پڑھانے کا کیسا طریقہ اختیار کریں گے؟

جواب۔ ہم ایسا طریقہ اختیار کریں گے۔ جس میں

(۱) ابتدا کل یعنی جملوں اور الفاظ سے ہو۔

(۲) جملے اور الفاظ ایسے ہوں۔ جن کے مفہوم سے بچہ واقف ہو۔

(۳) کل کے بعد اجزا سے واقفیت ہو۔ یعنی جملوں کے بعد الفاظ سے جن سے جملے بنتے ہیں۔ اور پھر اصوات سے جن سے الفاظ بنتے ہیں۔

(۴) اجزا یعنی اصوات کے سیکھنے میں کل یعنی جملوں اور الفاظ کو بصورت چارٹ وغیرہ سیکھنے کی نسبت زیادہ وقت صرف کیا جائے۔

(۵) الفاظ کے اجزا اصوات ہوں۔ نہ کہ حروف جن کی مکمل آوازیں بجائے خود مرکب ہیں۔

(۶) خاموش مطالعہ کا عنصر ابتدا سے ہی موجود ہو۔

(۷) بچوں کو عملی کام کرنے کا موقع ملے۔

یہی طریقہ نو ہے۔

- - - - - - - - - - - -

جیسا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ مدرسین کو یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ پروجیکٹ کیا ہے۔ اس کی اہمیت کتنی ہے۔ اور وہ کس طرح تعلیم میں کام آتا ہے بلکہ عملی طور پر ایک پروجیکٹ " اوّل رہنے والے گروپ کے لئے انعامی سندات " جاری کیا گیا۔ اور جب وہ ختم ہوا۔ تو بتا دیا گیا۔ کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے۔ وہی پروجیکٹ ہے۔ اس کے بعد اس پروجیکٹ کا پریویو جو پہلے تیار کیا جا چکا تھا۔ پڑھکر سُنایا گیا۔ اس پریویو کی نقل نیچے درج کی جاتی ہے:-

پریویو متعلقہ مشغلہ انعامی سندات

I مواقع:-

(۱) ریفریشر کورس مدرسین۔ (۲) گروہ بندی۔ (۳) باقاعدگی اور شوق کو قائم رکھنے کی ضرورت۔

II مقصد۔ (۱) ریفریشر کورس کو موثر بنانا۔ (۲) مدرسین کو یہ سمجھانا۔ کہ پروجیکٹ کیا ہے (۳) گروہ بندی اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی تدابیر

عملی طور پر مدرسین کے ذہن نشین کرنا۔

III شروع :- مندرجہ بالا امور پر گفتگو ہوگی۔ اور ایسی تدابیر جن سے اچھے کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کے متعلق بات چیت کی جائیگی۔

IV۔ سامان : کاغذ کا نصف دستہ۔ مختلف قسم کے حاشیوں کے نمونے۔ چاقو۔ آلو۔ لکڑی کی باریک پٹیاں۔ سندات کے نمونے۔ رسالہ ہونہار ستمبر ۳۶ء۔ کتاب "بچوں کے دستی کام"، حصول تعلیم کے اصول۔

V۔ عملی کام : انعام کی ضرورت اور اس کی صورتیں۔ جزا و سزا کے اثر۔ (مضامین اور زبانی بحث) سندات کی تعداد کا تعین۔ سند کا سائز۔ ڈیزائن۔ مضمون سندات۔ گروہ بندی کے ذریعہ تقسیم کار متعلقہ تیاری اسناد۔

تعلیمی کام : زباں دانی۔ تقریر اور قوت بیانیہ۔ تجاویز اور ان پر بحث کے ذریعہ سے۔

تحریری :- کاغذوں کے لئے سائز خرچ سے منظوری لینے کی درخواست سند کا

مضمون :- مضامین متعلقہ جزا و سزا (باب سوم کتاب حصول تعلیم)

حساب۔ کاغذ کا حساب کتاب۔ کتنا اور کتنے کا۔ ایک تاؤ میں سے کتنی سندات نکلیگی۔ کتنا سائز ہو کہ تاؤ میں سے کوئی حصہ ضائع نہ ہو۔ مختلف قسم کے کاغذوں کا بھاؤ اور سندات پر خرچ۔ پونڈ وغیرہ کا تصور اور اس کا تعلق کاغذ کی قسم کے ساتھ۔

جیومیٹری : ڈیزائن میں حاشیہ وغیرہ کا حساب۔ ہم مرکز قوسیں کھینچنا اور ان کا درمیانی رقبہ۔ عمود کھینچنا۔

تاریخ :- سندات کی تاریخ۔ پرانے زمانے کے پٹے۔ پرانے بادشاہوں اور حکمرانوں

کا دستور العام ۔ کاغذ کی تاریخ ۔

عام واقفیت وجغرافیہ :۔ کاغذ کس طرح بنتا ہے ۔ کہاں بنتا ہے ۔ کاغذ میں دھاریاں اور حروف کیسے لکھے جاتے ہیں ۔ کاغذ کہاں سے آتے ہیں ۔

دستی کام :۔ ڈیزائن وغیرہ کھینچنا ۔

اخلاق : ذمہ داری کا احساس ۔ چستی اور غور سے کام کرنا ۔ جذبۂ رشک کا صحیح استعمال ۔ امداد باہمی ۔ اپنا کام آپ کرنا ۔

انور علی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس زیرہ (ضلع فیروزپور)

شذرات

(Editorial Comment)

جب سے "موگا اخبار برائے مدرسین" شائع ہونے لگا ہے ۔ شاید یہ پہلی ہی مرتبہ ہے ۔ کہ اس کے پرچے مقررہ وقت پر ناظرین کے پاس نہیں پہنچے چند ایک خاص وجوہات کی بنا پر یہ دیر واقع ہوتی رہی ہے ۔ امید ہے ۔ آپ ہماری غلطی کو معاف کریں گے ۔ اور آئیندہ یہ پرچہ وقت مقررہ پر پڑھنے کی امید رکھیں گے ۔ "سلور جوبلی نمبر" بڑی شان وشوکت سے تیار کیا جا رہا ہے ۔ جس میں ہمارے سکول کی گذشتہ ۲۵ سالہ ترقی کا ذکر مختصر طور پر کیا گیا ہے ۔ بے چینی سے انتظار کریں ۔

دیہاتی مدرسین کا ریفریشر کورس

(Refresher Course for Village Teachers)

جالندھر ڈویژن کے انسپکٹر آف سکولز کی درخواست پر ماہ اپریل و مئی ۱۹۳۷ء میں تیسری دفعہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے اساتذہ کو موگا ٹریننگ سکول میں ریفریشر کورس کے لئے دعوت دی گئی۔ اس کورس کے موقع پر جالندھر ڈویژن کے تمام اضلاع سے چیدہ چیدہ اُستاد صاحبان بھی تشریف لائے تمام کارروائی گذشتہ کورسوں کی نسبت زیادہ کامیابی سے ہوئی۔ اُستادوں کا انتخاب بڑی ہوشیاری سے کیا گیا۔ اُنہوں نے خوب محنت سے کام کیا۔ اور تحریری و عملی ہر دو کاموں میں تسلی بخش نتائج دکھائے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ چند ایک وجوہات سے یہ کورس مقررہ وقت سے پہلے ہی ختم کرنا پڑا۔ اُمید ہے اگلی دفعہ اسے زیادہ طویل کر دیا جائیگا۔ ہم ڈویژنل انسپکٹر مسٹر لو۔ کرامت۔ ایم۔ اے اور پانچوں اضلاع کے انسپکٹر صاحبان کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ جنہوں نے اس کام میں ہماری اتنی حوصلہ افزائی کی۔

اس کورس کے دوران میں اس بات پر زیادہ زور دیا گیا۔ کہ پرائمری ڈیپارٹمنٹ کی جماعتوں میں جا کر اُستاد اور طلبأ کی کارروائی کا بغور مشاہدہ کیا جائے۔

مشاہدہ کرنے والوں کا ہر ایک گروپ ایک خاص عرصے تک ہر روز ایک ہی جماعت کا مشاہدہ کرے۔ اور آخر میں اپنے مشاہدات کی مفصل

رپورٹ تیار کرکے پیش کرے۔

پروجیکٹ کے بنیادی اصول - اس کے عملی پہلو - اور پروجیکٹ طریقۂ تعلیم پر کافی بحث ہوئی - جس میں سب استادوں نے دلچسپی سے حصّہ لیا - مختلف عمروں والے بچوں کے تین گروپ بنائے گئے - اور انہیں موگا ارڈوورڈ ریڈنگ میتھڈ سے پڑھایا گیا - تمام ڈسٹرکٹ بورڈ کے استادوں نے خود اس طریقے سے بچوں کو پڑھایا - " رہنمائے مدرسین " کا نیا ایڈیشن استعمال کیا گیا -

اس کورس میں یہ اضافہ ہوا - کہ ریورنڈ - ای - ڈبلیو - منزل صاحب ایم اے - بسرام پور سی - پی سے تشریف لائے - اور انہوں نے حساب کے ابتدائی قاعدوں (جمع - تفریق - ضرب - تقسیم) کو سکھانے کے آسان اور دلچسپ طریقے بتائے - ریورنڈ منزل کے لیکچروں کو نہ صرف ریفریشر کورس کے استادوں نے ہی پسند کیا - بلکہ موگا سٹاف کے تمام استادوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا - امید ہے کہ مسٹر منزل اگلے سال پھر تشریف لائیں گے اور ہمیں اپنے تجربات سے مستفید فرمائیں گے -

ہم یہاں نظموں میں سے ایک نظم اور ایک تہنیت نامہ (ایڈریس) جو کہ ریفریشر کورس کے الوداعی جلسہ کے موقعہ پر دیا گیا شائع کرتے ہیں - نیز پروجیکٹ میتھڈ کے طریقۂ تعلیم کا بیان دیتے ہیں -

ذیل کی فہرست میں اُن اساتذہ کے نام ہیں جو اس کورس میں شامل ہوئے -

جالندھر ڈویژن کے ڈی بی اساتذہ کیلئے ریفریشیر کورس

ضلع کانگڑہ

۱	پنڈت پرس رام	ڈی۔بی۔ورنیکلر مڈل سکول پیپر ولہ۔
۲	لالہ بابو رام	" پرائمری سکول ہمیر پور
۳	پنڈت رام ناتھ	لوئر مڈل سکول بنڈی
۴	لالہ رتن چند	" " تھرل تحصیل پالم پور
۵	پنڈت پیارے رام شرما	مڈل سکول بھون تر تحصیل کلو۔
۶	پنڈت رام ناتھ شرما	پرائمری سکول کلو۔
۷	لالہ دھنی رام	" " منگوال تحصیل نور پور

ضلع لدھیانہ

۸	پنڈت جمنا داس مودگل	ورنیکلر مڈل سکول قلعہ رائے پور
۹	لالہ لیکھ رام	پرائمری سکول ڈھولن تحصیل جگراؤں۔
۱۰	لالہ ہنس راج	لوئر مڈل سکول لتالہ تحصیل لدھیانہ
۱۱	مسٹر فقیر اللہ	پرائمری سکول ملک پور بیٹ
۱۲	مرزا فضل محمد بیگ	ورنیکلر مڈل سکول مانگٹ
۱۳	مسٹر غلام محمد	" " " ہیراں
۱۴	سردار کپور سنگھ	" " " سودی
۱۵	سردار گجن سنگھ	پرائمری سکول سمرالہ

ضلع ہوشیارپور

۱۶	لالہ لال چند	ڈی۔ بی۔ مڈل سکول ہریانہ
۱۷	سردار مولا سنگھ	" " " سنتوکھ گڑھ
۱۸	سردار وریام سنگھ	پرائمری سکول پپلانوالہ
۱۹	لالہ پرتاپا رام	لوئر مڈل سکول گھناری تحصیل اونہ
۲۰	لالہ پالا رام	پرائمری سکول اونہ
۲۱	سردار رگھناتھ سنگھ	ڈی۔ بی۔ مڈل سکول۔ کماہی دیوی۔
۲۲	مسٹر محمد دین	" پرائمری سکول نصرالہ
۲۳	پنڈت وویادھر جوشی	" " مڈل سکول منووال

ضلع جالندھر

۲۴	مسٹر محمد علی	ڈی۔ بی لوئر مڈل سکول کھارہ
۲۵	لالہ سانگ رام	" " " " علاولپور تحصیل جالندھر
۲۶	لالہ نانک چند	" " مڈل سکول گورایہ تحصیل پھلور
۲۷	لالہ رام لال	پرائمری سکول دھیسیاں سنگ تحصیل پھلور
۲۸	مسٹر شاہ دین	پرائمری سکول چک مغلانی تحصیل نکودر
۲۹	سردار پاکھر سنگھ	" جھنگر تحصیل نواں شہر
۳۰	مسٹر دلاور حسین	" دیدوال " نکودر
۳۱	سید مہدی حسین	لوئر مڈل سکول رائب وال۔

ضلع فیروز پور

۳۲	لالہ ولائتی رام اگروال	پرائمری سکول چک فتح سنگھ والہ ڈاکخانہ بھچو منڈی
۳۳	لالہ رادھا کشن	ڈی۔بی مڈل سکول بھچو منڈی۔
۳۴	سردار لہنا سنگھ	" " " " بدنی کلاں تحصیل موگا
۳۵	پنڈت تارا چند	لوئر مڈل سکول بھوٹی والا تحصیل مکتسر
۳۶	گیانی گجن سنگھ	ڈی۔بی مڈل سکول بدھنی کلاں تحصیل موگا
۳۷	مسٹر عبدالرحمان	" " لوئر مڈل سکول کرامہ تحصیل فیروز پور
۳۸	مسٹر عبدالغفار	ڈی۔بی پرائمری سکول واہگے۔ ڈاکخانہ نکھائی تحصیل فیروز پور
۳۹	مسٹر ولی محمد	ڈی۔بی ماڈل سکول فیروز پور شہر۔
۴۰	مسٹر غلام محمد	لوئر مڈل سکول بارہ وریام سنگھ ڈاکخانہ کھڑانہ تحصیل زیرہ
۴۱	مسٹر اکبر علی	ڈی۔بی۔پرائمری سکول پنڈوری راعیاں۔ ڈاکخانہ دھرم کوٹ تحصیل زیرہ
۴۲	مسٹر جلال الدین	ڈی۔بی۔پرائمری سکول ڈھولیوالہ ڈاکخانہ دھرم کوٹ
۴۳	مسٹر محمد شفیع	اینگلو ورنیکلر مڈل سکول جلال آباد غربی تحصیل مکتسر
۴۴	مسٹر علی اصغر	ڈی بی پرائمری سکول منڈی جمال تحصیل زیرہ

جالندھر ڈویژنل ٹیچرز ریفریشر کورس رپورٹ

معزز پریذیڈنٹ و محترم حاضرین جلسہ - یوں تو موگا مشن سکول میں جدید طریقۂ تعلیم مُدّت مدید سے جاری ہے - مگر دو سال سے اِس کی عظمت و شہرت کو چار چاند لگے ہیں - محتاج تشریح نہیں - دُنیا کا چپّہ چپّہ اور بحر و برّ کا کونہ کونہ تہ دِل سے اِس طریقہ کی کامیابی اور فتحمندی کا پُوری طرح قائل ہو چُکا ہے - اہلِ عالم جوق در جوق اُس کے مشاہدے اور ملاحظے کے لئے افریقہ و امریکہ سے آتے رہے ہیں - جس کی وجہ سے موگا جیسا معمولی گاؤں تمام دُنیا کے بڑے بڑے مہذب و متمدّن ممالک کی توجہ کا مرکز اور اہلِ دُنیا کے لئے لائیٹ ہوس بنا ہُوا ہے - اور جس کی رُوشنی کی کرنیں قطبین تک پہنچ چکی ہیں - اور ہر طرف سے زندہ باد زندہ باد کے نعرے بلند ہو رہے ہیں - اِس کی تقلید میں ڈیڑھ دو سال سے ڈسٹرکٹ بورڈ ٹیچرز بھی اِس خرمن عروج و کمال سے خوشہ چینی کرنے لگے ہیں - پیشتر ازیں بھی فیروزپور ڈسٹرکٹ بورڈ کے دو تین گروپ یہاں سے فائدہ اٹھا چکے ہیں - اب اس عظیم الشان اور عالمگیر سلسلہ نے وُہ وسعت حاصل کی ہے کہ اب کی دفعہ جالندھر ڈویژن کے تمام اضلاع سے ۴۵ مدرسین اِس جدید طریقہ تعلیم کی ٹریننگ کیلئے بھیجے گئے ہیں - جنہوں نے قریباً چھ ہفتے یہاں رہ کر متواتر اِس طریقہ کی ٹریننگ حاصل کی ہے - جس کیلئے اُن کی طرف سے ذوکرامت جالندھر ڈویژنل ایجوکیشنل انسپکٹر - ڈاکٹر ترلوچن سنگھ ڈپٹی انسپکٹر - خانصاحب صدرالدین خان ڈسٹرکٹ انسپکٹر فیروزپور - سردار سُندر سنگھ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر موگا - سید انور علی شاہ اسسٹنٹ انسپکٹر زیرہ صد درجہ تعریف و توصیف کے مستحق ہیں - جن کے حُسنِ انتخاب

اور ذرہ نوازی کی وجہ سے ہمیں ایسے نادر و نایاب سنہری موقعہ میں شرف باریابی عطا ہوا۔ کہ خاصکر ہمیں موگا ریفریشر کورس کے لئے مختار و ممتاز فرمایا گیا۔ بالخصوص سردار اندر سنگھ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ انسپکٹر ہوشیار پور خاص تحسین و تہنیت کے حقدار ہیں۔ جنہیں پروجیکٹ کا حافظ و عاشق کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ انھوں نے اپنے آرام و آسائش اور دیگر ضروریات کو فراموش کر کے ایک ماہ کا طویل اور عریض عرصہ پروجیکٹ کی تعلیم و تفہیم پر وقف کر دیا۔ بعد ازاں سکول ہذا کا تمام سٹاف بالخصوص ڈاکٹر ہارپر۔ مسز ہارپر صاحبہ مس سمتھ صاحبہ۔ ماسٹر محبوب عالم۔ مسٹر ایزک حد سے زیادہ شکریہ کے مستوجب ہیں۔ جنہوں نے اپنی شبانہ روز اور لگاتار محنت و کاوش سے مدرسین کے آرام و آسائش میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ کہ انہوں نے اپنے عزیزوں و قریبیوں اور محترم مہمانوں کی طرح خورد و نوش۔ غسل و صفائی۔ نشست و برخاست۔ رہائش و روشنی وغیرہ کے بارے میں کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔

آخر میں جملہ مدرسین کی طرف سے گذارش ہے۔ کہ ہر ممکن طریق سے ہمیں معزز محترم افسران از راہ حوصلہ افزائی اور قدردانی فرما کر اپنی مردم شناسی۔ ماتحت پروری۔ فراخدلی۔ عالی حوصلگی کا ثبوت دیں گے۔ اور انہیں بیشی از پیشی محنت و جانفشانی سے کام کرنے کا موقع عطا کرینگے*

مشن سکول موگہ سرائے

کٹے اپنے دن موگہ میں کیسے کیسے
ملے کون سے مہرباں کیسے کیسے

یہی راز پانے کی ہے دل میں خواہش
بہار آکے آئی خزاں کیسے کیسے

تو ہی کر دے کچھ دُرفشانی اے موگہ!
بتا کون ہیں دُرفشاں کیسے کیسے

سن اے اجنبی تجھ پہ ظاہر کروں میں
مرے چاند ہیں کون سے کیسے کیسے

چمکدار ہے یوں تو سب میرا عملہ
نہیں ان میں صاحب کوئی ایسے ویسے

مگر کرتا ہوں تذکرہ فقط ان کا
ہوئے آپ سرشار ہیں جنکی مے سے

سمتھ صاحب نے بتایا ہے تم کو
شروع ہم پڑھائی کریں کیسے کیسے

ہے اُن کی ہی جدّت کا یہ سب کرشمہ
اُٹھی موگہ ہیتھڈ کی رو اُن کی لے سے

شکریہ کے قابل بھی ہیں رائے صاحب
کہ حرکت میں ہے کام سب جن کے کھٹے سے

سناتا ہوں اب تذکرہ مہر و ماہ کا
چمکتا ہے دل اپنا جن کی ضیا سے

ہیں یہ ہارپر صاحب اور اُن کی لیڈی
مسز ہارپر صاحبہ کے تماشے

اگر اُن کو سورج کہوں، چاند ہیں یہ
نکلتے ہیں وہ کھیت کو ہل کے کیسے

پہنچتی ہے پراجیکٹ کی گرمی جو اُن سے
بڑھاتی ہیں پودوں کو یہ چاندنی سے

مبارک ہے دم ان کا ہندستان کو
ہے پنجاب پرنسپل اچھی طرح سے

ذکر تھوڑا سا اُن ستاروں کا کر دوں
پھڑک اُٹھا دل میرا جن کی ضیا سے

شکریہ کے لائق ہیں مسٹر سبحانی
پڑھایا ہے جغرافیہ کیسے کیسے

ریاضی کے ماہر ہیں اُستاد منزل
کھلائی ہیں کھیلیں ہمیں کیسے کیسے

ہیں سردار اندر کہ وہ سنگھ نامی
ہے کل بچوں نے جو دکھایا ڈرامہ
شکریہ کے ہیں مستحق مسٹر یونٹنگ
اسسٹنٹ ڈی۔آئی سردار حلقہ
ہیں سندر، گھمّر کے جو سنگھ نامی
ہیں ممنون و مشکور صاحب صدر کے
نشاں اُن کی شفقت کا کیونکر بیاں ہو
شکریہ ادا باقی اصحاب کا بھی
یہی راز پانے کی تھی دل میں خواہش
بتایا ہے سب کچھ جو بیتی تھی ہم پر
ہے سینتیسواں سن سمت ۔ بتی شاشٹی ۔ شکر
کہو الوداع ۔ جلسہ ہے الوداعی

زباں جن کی کرپان ہے چلتی جیسے
انہی کے اشاروں کے ہیں یہ تماشے
پڑھاتے ہیں بڈھوں کو وہ کیسے کیسے
و پی۔ٹی ہمارے جو ہیں شیر جیسے
نہ جانوں کروں شکریہ ان کا کیسے
سبھی اہلِ رتبہ و ہم جیسے ایسے
صبح کل جو آ پہنچے موٹر اڑا کے
کیا جاتا ہے ہاتھ جوڑے ہیں ایسے
جمی کیوں یہ محفل ۔ اٹھی کیسے کیسے
بہار آ کے آئی خزاں کیسے کیسے
جدا ہونے والے ہیں آنسو بہا کے
جدا ہونگے اب دیکھنا کیسے کیسے

ادب سے آداب عرض کر سب کو بابو!
نگار کھی تُو نے یہ کیا "کیسے کیسے"

بابو رام نائب مدرس۔ ڈی۔بی سکول
ہمیر پور ضلع کانگڑہ۔

پروجیکٹ کپڑا کس طرح تیار ہوتا ہے

جماعت سوم مشن سکول موگا

موقع: جماعت سوم کے طلباء نے کپاس کا پروجیکٹ منتخب کیا ہوا تھا۔ اس وجہ سے اس طرف سے ان کا شوق ہٹانا مشکل تھا۔ لہذا یہ سوال پیش کیا گیا۔ کہ ریفریشر کورس کے مدرسین کے مشق کے اسباق میں ایسا پروجیکٹ منتخب کروایا جائے۔ جس کا جماعت کے پروجیکٹ کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ چنانچہ مدرس انچارج نے جماعت سوم کی زیر نگرانی طلباء نے فیصلہ کیا۔ کہ ایسا پروجیکٹ منتخب کریں۔ جس کا تعلق کپاس کے پروجیکٹ کے ساتھ ہو۔ ذیل کے پروجیکٹ شاخسانے تجاویز ہوئے:۔

۱۔ کپڑے کی ضرورت۔ ۲۔ روئی کاتنا۔ ۳۔ روئی کے گٹھے کس طرح باندھتے ہیں

۴۔ کپڑا کس طرح تیار ہوتا ہے۔ ۵۔ کپڑے کا تیار ہو کر دوسرے ملکوں کو بھیجا جانا۔

۶۔ روئی دوسرے ملکوں کو کس طرح بھیجی جاتی ہے۔ ۷۔ روئی کس طرح دھنکتے ہیں۔

۸۔ کھڈی بنانا۔ ۹۔ کپاس چننا۔ ۱۰۔ کشیدہ نکالنا۔

۱۱۔ روئی سے بنولے الگ کرنا۔

ہر ایک طالب علم نے اپنے پیش کردہ پروجیکٹ کے حق میں دلائل دیں۔ اور بحث مباحثہ کے بعد چند ایک پروجیکٹس کو قلیل وقت میں سرانجام دینے کے ناقابل ہونے کی وجہ سے ترک کر دیا گیا۔ اور چند ایک کو بڑے پروجیکٹ کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ مثلاً روئی کاتنا۔ روئی دھنکنا اور کپاس چننا

"کپڑا کس طرح تیار ہوتا ہے" میں شامل کر دیا گیا۔ آخیر میں حسب ذیل پروجیکٹس انتخاب کے لئے رہ گئے۔

(۱) کپڑا کس طرح تیار کرتے ہیں (۲) کپڑے کا تیار ہو کر دوسرے ملکوں کو جانا (۳) روئی دوسرے ملکوں کو کس طرح بھیجی جاتی ہے۔ ۴۔ کھڈی بنانا۔

اس کے لئے پھر بحث ہوئی۔ اور اس خیال سے کہ کھلی رائے لینے میں شاید لڑکے ایک دوسرے کے رعب میں آجائیں۔ تجویز کیا گیا۔ کہ رائے شماری بیلٹ پیپر (Ballot paper) کے ذریعے کی جائے۔ چنانچہ جماعت کی مدد سے رائے دینے کی پرچیاں تیار کی گئیں۔ اور جناب سردار اندر سنگھ صاحب اے۔ ڈی۔ آئی پریذائیڈنگ آفیسر منتخب کئے گئے۔ صاحب ممدوح نے نہایت خندہ پیشانی سے اس عہدے کو منظور فرما کر طلبا کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ لڑکے باری باری خفیہ طور پر جناب کی موجودگی میں اپنی رائے کا اندراج کرتے اور پرچی کو باقاعدہ تہ کرکے بکس میں ڈالتے تھے۔ جس کے لئے لڑکوں نے صابن کا ایک خالی ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ بعدازاں ووٹس کی گنتی ہوئی نتیجہ حسب ذیل تھا؛

کپڑا کس طرح تیار کرتے ہیں ۵۵ ووٹس۔ کپڑے کی ضرورت ۱ ووٹ
کپڑے کا تیار ہو کر دوسرے ملکوں کو جانا۔ ۱ ووٹ۔

چنانچہ کثرت رائے سے قرار پایا۔ کہ "کپڑا کس طرح تیار ہوتا ہے" کا پروجیکٹ اختیار کریں۔ اب دوسرا سوال یہ تھا۔ کہ اس پروجیکٹ کو جماعت کے سامنے کس شکل میں اختیار کیا جائے۔ کوئی کہتا تھا۔ کہ ہم عملی طور پر کام کرکے دکھائیں گے۔ کسی کا خیال تھا۔ کہ کپڑے کی تیاری کے متعلق معلومات فراہم کرکے کتاب تیار کریں۔ لیکن چند لڑکے ڈرامہ کے

حق میں تھے۔ اس سے ایک دن پہلے سکول میں سلور جوبلی کے موقع پر مختلف جماعتوں نے پڑھنے کے متعلق ڈرامے دکھلائے تھے۔ چنانچہ وہ خیال لڑکوں کے دلوں میں اس قدر گھر کئے ہوئے تھا کہ انہوں نے کپڑے کی رام کہانی بطور ڈرامہ سرانجام دینے کے لئے اصرار کیا۔ آخر رائے لینے پر سب نے مل کر یہی فیصلہ کیا۔ کہ ڈرامہ میں ہی لڑکوں کو بتایا جائے۔ کہ کپڑا کس طرح تیار ہوتا ہے۔

پروجیکٹ کا مقصد۔ اس پر بغور دیکھنے سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اس پروجیکٹ کو عملی جامہ پہنانے سے کون کون سے مفید مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ چھوٹے بچوں کو ڈرامے وغیرہ کرنے کا کافی شوق ہوتا ہے۔ تعلیمی مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ان کی اس قدرتی فطرت کا استعمال کرنا نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ طلبأ میں تحقیق و تجسس کی خاصیت پیدا کرنا۔ واقفیت حاصل کرنے کے لئے کتب کا استعمال کرنا۔ اپنی معلومات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے موثر الفاظ کا استعمال کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی خوبیاں ہیں۔ جو اس پروجیکٹ کے ذریعے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

۳۔ بچوں کو یہ دکھانے کی کوشش کی گئی۔ کہ کس طرح انسان نے اپنے آپ کو مہذب بنانے کے لئے کپڑے کا استعمال کیا۔

۴۔ یہ ظاہر کرنا مطلوب ہے۔ کہ ہم اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے کس طرح ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہیں۔ مثلاً زمیندار کپاس کو بوتا ہے۔ عورتیں اسے کاتتی ہیں۔ جلاہا اسے بنتا ہے۔ دھوبی اسے دھوتا ہے۔ درزی کپڑا سیتا ہے۔

ترکھان اور لوہار مشینیں بنانے میں مدد دیتے ہیں۔ دکاندار ان سب پیشہ وروں کو روپیہ مہیا کرتا ہے۔ اور ان کی تیار کردہ اشیا ان سے خرید کر بیچنے کے لئے بازار میں لاتا ہے۔ مختصراً یہ کہ ہماری ایک کپڑے کی معمولی غرض کو پورا کرنے کے لئے کون کون سے پیشہ ور مل کر کام کرتے ہیں۔

۵ - لڑکوں میں ہاتھ سے کام کرنے والے پیشہ وروں کی بہبودی کے متعلق احساس پیدا کرنا اور انہیں کپڑے کی صنعت کاری سے واقفیت دلانی۔

۶ - خوبصورتی اور صفائی کا احساس پیدا کرنا۔

۷ - کپڑے کے ذریعے اپنی صحت کو قائم رکھنا۔

اس پروجیکٹ کو تکمیل دینے کے لئے ذیل کے کام سرانجام دیے گئے:-

۱ - **بچوں کے کام** - بیک گراؤنڈ کا تجویز کرنا۔ ڈرامے کے سین مقرر کرنا۔ تصاویر کھینچنا۔ چھٹیاں لکھنا۔ اشتہار لکھنا۔ گیت تیار کرنا۔ ڈرامے کے پارٹس تجویز کرنا وغیرہ وغیرہ۔

مدرس کی تیاری - لائبریری سے کتب اور رسالے مہیا کرنا۔ ڈرامہ کو سرانجام دینے کے لئے ذیل کا سامان مہیا کرنا۔ پتوں کا لباس۔ چمڑے کا لباس۔ معمولی لباس۔ خوبصورت لباس۔ زمیندار کے اوزار۔ کپاس۔ بیلنا۔ چرخہ۔ ترازو۔ بٹ۔ وغیرہ۔ راگ کی خود تیاری کرنا۔ لڑکوں کو راگ میں واقفیت دلانا۔ وغیرہ۔

پروجیکٹ سے جو نتائج حاصل ہوئے:-

عام واقفیت - ا - کپڑا تیار کرنے کے مشغلے کا واضح تصور۔

ب - اس بات کا تصور کہ انسان نے کس طرح پہننے میں ترقی کی۔

ج - باہمی اتحاد اور اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کا مادہ پیدا کرنا۔

د ۔ نیک عادات کا پیدا کرنا۔

۲ ۔ نصاب کے مضامین جو اس پروجیکٹ کے ذریعے ہوئے:۔

آ ۔ پڑھنا ۔ ڈرامہ تیار کرنے کے لئے ڈرامے کی مختلف کتابوں کا پڑھنا۔

ب ۔ کپڑے تیار کرنے کی مختلف حالتوں کے متعلق کتابوں سے واقفیت حاصل کرنا۔ گیتوں اور نظموں کے لئے مختلف کتب کا مطالعہ ۔ کپاس بونے کے متعلق زراعتی رسالوں اور کتب کا مطالعہ ۔

جواب مضمون ۔ ڈرامے کا پروجیکٹ تقریری اور تحریری جواب مضمون میں مشق دینے کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ تمام کا تمام ڈرامہ لڑکوں کی اپنی مدد سے تیار کیا گیا ۔ ہر ایک ایکٹ کا پارٹ منتخب کرنے سے پیشتر لڑکے تقریری فقرے لکھاتے اور ان کی موزونیت پر بحث کرتے اور بعد ازاں ان کو درست حالت میں تجویز کرکے اپنی کاپیوں میں لکھتے ۔

حساب ۔ کپاس بونے کے لئے کھیت کا رقبہ دریافت کرنا ۔ رقبہ کے بموجب بیج کی مناسب مقدار مقرر کرنا ۔ اور اس کی قیمت کا اندازہ لگانا ۔

بیج اور کپاس جو کھنے کے لئے بٹوں کا استعمال ۔ مختلف پیشہ وروں کی روزانہ مزدوری کا اندازہ لگانا ۔ مثلاً زمیندار کی کپاس کی آمدنی سے اس کی مزدوری کا اندازہ لگانا ۔ کاتنے والی عورت کے کام کی روزانہ مزدوری کا اندازہ ۔ جولاہے کی مزدوری کا اندازہ ۔ دکاندار کے منافع کا اندازہ مثلاً لڑکوں نے دریافت کیا ۔ کہ ایک گز ململ کا وزن کتنا ہوتا ہے ۔ اور اس کی قیمت کیا بنتی ہے ۔ اس کے لئے کس قدر کپاس کی ضرورت ہوگی ۔ اس کی کیا قیمت ہوگی ۔ کاتنے کی کیا اجرت ہوگی ۔ یہ اجرتیں منہا کرنے کے بعد بقایا رقم دکاندار کا منافع شمار کیا جا سکتا ہے ۔ کپاس میں روئی اور بنولوں کی نسبت تول کر دریافت

کرنا وغیرہ۔

جغرافیہ ۔ تصاویر کے ذریعہ لڑکوں نے معلوم کیا۔ کہ افریقہ کے جنگلوں میں ابھی تک ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو اپنے جسم کو زمانہ قدیم کے لوگوں کی طرح ڈھانپتے ہیں۔ نیز اُنہوں نے مختلف ملکوں کے لوگوں کی پوشاک کا ملاحظہ کیا۔ ہمارے پاس وقت تھوڑا ہونے کی وجہ سے اس مضمون کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی جا سکی۔ ورنہ اس پروجیکٹ میں لڑکوں کو نوعِ انسانی کی صنعتی ترقی پر جغرافیائی حالات کے اثر کے متعلق کافی سے زیادہ واقفیت بہم پہنچائی جا سکتی ہے۔ موسموں کا تصور دینے کے لئے گرم اور سرد کپڑے کی ضرورت سے موسموں کا تصور دیا گیا۔

تاریخ ۔ لڑکوں سے یہ دریافت کیا۔ کہ انسان نے مہذب بننے کے لئے کس طرح اپنے لباس میں تبدیلی کی۔

دستی کام ۔ رنگدار روغنی کاغذوں سے لباس کے مختلف نمونے کاٹے مثلاً قمیض۔ سلوار وغیرہ۔ مٹی کے کھلونے متعلقہ پروجیکٹ بنائے مثلاً بیلنا چرخہ وغیرہ

کاغذوں پر رنگوں کے ذریعے جنگلات اور جانوروں کی شکلیں بنائی۔

زمین پر کپاس کے کھیت تیار کئے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

پروجیکٹ کو سرانجام دینے کا عرصہ ۔ یہ پروجیکٹ مورخہ ۴/۳۰ ۳۲ کو شروع ہوا۔ اور مورخہ ۵/۳۰ ۵ تک جاری رہا۔ وقت بہت قلیل تھا۔ ورنہ بچوں کی دلچسپیوں کا بہت زیادہ اضافہ ہوتا۔ اور ان کی گوناگوں مسرتوں کا باعث ہوتا۔

عبدالرحمٰن بے۔ اے۔ وی

ہیڈماسٹر لوئر مڈل سکول کرمہ ضلع فیروزپور۔

ڈرامہ۔ کپڑا کس طرح بنا جاتا ہے

جماعت سوم مشن سکول موگا۔

(۱) پہلا سین پردہ اٹھنا۔ **دعائیہ نظم**

تُو سورج چمکاتا ہے۔ تُو ہی مینہ برساتا ہے۔ تُو ہی کھیت اُگاتا ہے۔ تُو ہی سب کا داتا ہے

ہم بندے ہیں یا ربّ تیرے چھوٹے اور بڑے سب تیرے۔ کوئی پتا پاتا ہے۔ تُو ہی سب کا داتا ہے

تُو نے سب سنسار بنایا۔ عقل ہنر کا کھیل رچایا۔ تُو ہی علم سکھاتا ہے۔ تُو ہی سب کا داتا ہے

تیرے ہیں سب مسجد مندر۔ تیرا بندہ اُن کے اندر۔ تیرے ہی گُن گاتا ہے۔ تُو ہی سب کا داتا ہے

تُو سورج چمکاتا ہے۔ تُو ہی مینہ برساتا ہے۔ پردہ گرنا

پردہ اٹھنا۔ سٹیج ماسٹر۔

صاحبان! ہم تیسری جماعت کے طلبا ایک چھوٹے سے ڈرامے میں کپڑے کی کہانی

بتائیں گے۔ (گرنا)

جنگل کا نظارہ

اُٹھنا (۱) پتّوں کا لباس۔ (گرنا)

" (۲) کھال کا لباس "

" (۳) روئی کا معمولی لباس "

" (۴) صاف کپڑے یعنی خوبصورت لباس۔ "

پردہ اُٹھنا۔ سٹیج ماسٹر۔

صاحبان! جو ہم نے یہ سین دکھایا ہے۔ اِس میں بتایا ہے۔

ہم کپڑا کیوں پہنتے ہیں۔

(۱) پردہ کرنے کے لئے ۔

(۲) سردی اور گرمی سے بچنے کے لئے

(۳) خوبصورتی کے لئے (گرنا)

(سین دوسرا)

اُٹھنا۔ ہل کا چلانا اور ایک لڑکے کا بیج کرتے ہوئے دکھانا۔

سٹیج ماسٹر۔

صاحبان ! اس کھیت میں کپاس کا بیج بویا جا رہا ہے ۔

کپاس بوتے وقت پنجابی کی اس مثل کو یاد رکھو ۔

"ڈڈ ٹپوسی کنگنی ڈانگ وڈانگ کپاہ ۔ لیف دی بکل مار کے چھلیاں وچ دی جا" (گرنا)

اُٹھنا ۔ ایک لڑکے کا گوڈی کرنا اور پنجابی کی مثل بولتے جانا ۔

"جتنی گوڈی اتنی ڈوڈی"

سٹیج ماسٹر ۔

صاحبان ! گوڈی کے متعلق پنجابی کی اس مثل کو یاد رکھنا (گرنا)

"جتنی گوڈی اتنی ڈوڈی"

اُٹھنا ۔ کپاس کا چُننا ۔ لڑکیاں کپاس چُنیں گی ۔ اور طلبا کھیت کے پیچھے گیت گائیں گے

سٹیج ماسٹر ۔ صاحبان ! جب لڑکیاں کپاس چُنتی ہیں ۔ تو دل بہلانے کے لئے گیت بھی گاتی ہیں ۔

گیت ۔ رنگ لایا نی کپاہے چٹے پھل والئے ۔ ٹیک ۔

تیرے چٹے چٹے پھل تینوں کیا ولیتوں مل ۔ جتاں کیتا ہے قبول گوے رنگ والئے ۔ رنگ لایا ۔۔۔

تیرے موٹے موٹے گوہڑے تینوں نال اسانی توڑے ۔ تیرے بیج نبوے تھوڑے ۔ موٹے گل والئے ۔ رنگ لایا ۔۔۔

تیریاں پھلاں سیرلائی ۔ کھلنے وچ کمال وکھائی ۔ روئی پیدا کر دکھائی ۔ اچھی گل والئے ۔ رنگ لایا ۔۔۔

مالی سونی نام سائیں۔ نی تُوں وچ نمائشاں جائیں قیمت بہتی اوقھے پائیں۔ چٹے بیں والے۔ رنگ لایا۔ (گرنا)

تیسرا سین۔

اَٹھنا۔ (۱) ہاتھ سے نبولے الگ کرنا۔ (۲) بیلنے سے بنولے الگ کرنا۔

سٹیج ماسٹر۔ صاحبان!۔ اس سین میں آپ کو دکھایا گیا ہے۔ کہ کس طرح انسان نے اپنی محنت کو ہلکا کرنے کے لئے مشین کا استعمال کیا۔ (گرنا)

اَٹھنا۔ (۱) رُوئی کا دھنکنا۔ (۲) پونیاں بنانا۔ (۳) کاتنا۔

گیت۔ ہاں! ہاں! اُگ جا پونے۔ اساں جانا کرشن دے ڈیرے۔ ٹک جا پونے ہاں چرخہ میرا ہویا پرانا۔ وچ سونے دیاں میخاں۔ ٹک جا پونے! ہاں

دُوسروں کی خدمت کا لُطف

(The Fun of Serving others)

تلگو کا مُلک

ماہ ستمبر کے دُوسرے ہفتے ڈورنیکل ٹریننگ سکول کے بڑے لڑکے اور لڑکیوں کو سنکرینی مشن کے نکونڈا مقام پر جوکہ وارنگال ضلع میں واقع ہے بنی نوع اِنسان کی خدمت کی دعوت دی گئی۔

سوشل خدمت کے لئے یہ ایک اچھا گاؤں تھا۔ ہمارے دَورے کے وقت اس کی گلیاں گہرے کیچڑ اور بند پانی سے بھری پڑی تھیں۔ جن میں سے بعض گلیوں میں گذرنا مشکل تھا۔ بعض گاؤں والے جنہوں نے حال ہی میں ہیضے کی مرض سے شفا پائی تھی اپنی کھوئی ہُوئی طاقت کو پھر حاصل کر رہے تھے۔ اور اُن میں سے بہتیرے اب تک اپنے پیاروں کی مَوت کا ماتم کر رہے تھے۔ جتنے اُس گاؤں میں گھر تھے۔ تقریباً اُتنے ہی گوبر اور گندگی کے ڈھیر تھے۔ اور جتنے گندے پانی کے گڑھے اور جوہڑ تھے اُتنے ہی مُضرِ صحت کوئیں موجُود تھے۔ ایسا معلُوم ہوتا تھا۔ کہ اِن گھریلو اور نہ ٹلنے والی مکھیوں اور مصروف مچھروں سے زیادہ چست اور ہوشیار کوئی جانور نہ تھا۔ جو اِن دیہاتیوں کی نادانی سے فائدہ اُٹھا سکتا۔ الغرض پوشیدہ بدبو اور موجودہ گندگی کے سوا وہاں اور کچھ نہ تھا۔ جس پر گاؤں میں داخل ہوتے ہی مسافر کی نظر پڑے۔

ہمارے طالب علموں نے جو خود بھی ایسے ہی گاؤں کے بچے ہیں نہایت ہوشیاری اور چستی سے بمعہ اشیائے مطلوبہ کے اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار کیا۔ جو اُن کے سامنے تھا۔ اُن کے پاس نہ صرف صحت و حفظانِ صحت اور ٹمپرنس کے متعلق کہانیاں اور گیت۔ شراب نوشی کی بُرائیاں اور تعلیم کے فوائد کے بارے میں ڈرامے۔ نقشے و اشکال ہندسہ۔ تصویریں و اشتہارات (جن میں عام بیماریوں کی تشریح تھی) فوٹو اور دیہاتی مضامین کے متعلق لیکچر ہی تھے۔ بلکہ مٹی کا تیل۔ فنائیل۔ کلوروجم اور کونین پھاوڑے اور ٹوکریاں بھی تھیں۔ ہم میں سے جنہیں نئی ایجادوں کا زیادہ شوق تھا۔ اپنے ہمراہ مندرجہ ذیل اشتہارات بھی لائے تھے۔ مثلاً (Ovaltine Healthy mother والی تندرست ماں جو تبدیل ہو کر دیہات کی تندرست ماں بن گئی تھی۔ اور (Glaxo model Baby) یعنی گلیکسو پر پلا ہُوا بچہ جو کایا پلٹ کر تندرست دیہاتی بچہ بن گیا تھا۔ اور نیز وہ ان اشتہاروں کے الفاظ کو تندرستی کے متعلق موزوں گیتوں میں سُناتے جاتے تھے۔ اپنا سفر شروع کرنے سے پہلے سارے کام کرنے والوں نے احتیاطاً ہیضے کا ٹیکہ کروا لیا تھا۔

ریل گاڑی میں دو گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد ہماری ٹولی منزلِ مقصود پر پہنچ گئی۔ جہاں طالب علموں نے اپنا سفری خیمہ لگایا۔ اور تمام سامان قرینے سے رکھ لیا۔ پہلے روز صبح کو ہماری جماعت کے سردار گاؤں کے نمبرداروں سے ملنے گئے۔ اور اُن سے التجا کی۔ کہ وہ اس کام میں ہماری ہمدردی و مدد کریں۔ اُنہوں نے اس درخواست کو بخوشی منظور کر لیا۔

سہ پہر کو ہمارا گروہ نقشے۔ اشتہارات۔ پھاوڑے اور ٹوکریاں لئے ہوئے اور صحت کے متعلق گیت گاتے ہوئے گاؤں کی بڑی بڑی گلیوں میں سے

گزرا ۔ اور گذرتے وقت گاؤں میں گرد و نواح کو خوب غور سے دیکھا۔

ہفتہ بھر ہمیں خوب محنت کرنی پڑی۔ اور سارا کام باقاعدہ فہرست کے مطابق سر انجام پایا۔ صبح کے پانچ بجے سے لے کر رات کے دس بجے تک ہر ایک خوشی سے کام کرتا رہا۔ کیونکہ گاؤں کے معائنے سے ہمیں بخوبی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اور نیز اگر ہمیں کامیابی حاصل کرنی ہے۔ تو ذرا سا وقت بھی ضائع نہ کرنا چاہیئے۔

نام نہاد اچھوتوں کا ایک چھوٹا سا گاؤں کام کرنے کے لئے چنا گیا جہاں گندگی کا بڑا بھاری ذخیرہ جمع تھا۔ اور جس سے مختلف بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ تھا۔ مگر جب ہم اس گندگی اور گوبر کے ڈھیروں کے بیچ میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ تو کسی نے محسوس نہ کیا۔ کہ ہمارے ارد گرد لوگوں کے دلوں میں سستی۔ مایوسی اور لاپرواہی گھر کر چکی تھی۔ اور وہ کہتے تھے۔ کہ اتنی گندگی کو کون صاف کریگا۔ اور اتنے بڑے کام کو کون کر سکتا ہے۔ مگر ہمارے جتھے نے پھاوڑے اور بیلچے لیکر اس گندگی کے ذخیرے پر ہلہ بول ہی دیا۔ اور اس گندگی اور گوبر کو اٹھا کر ایک دور دراز مقام پر لے جانے میں پورے دو دن لگے۔ جہاں گاؤں والوں کو بہتر کھاد تیار کرنے کے طریقے سمجھائے گئے۔

گندگی کی اس گڑھی پر حملہ کرنے اور اس پر قابو پانے کے بعد ہمارے طالب علموں کو کچھ کوئیں دکھائی دیئے۔ جن کے چاروں طرف کیچڑوں کے چھیتھڑے اور ٹوٹے ہوئے برتن پڑے تھے۔ گندہ پانی جمع تھا۔ اور جھاڑ جھنکاڑ اگے ہوئے تھے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ ان میں سے ایک کنواں کسی گھر کے راستے کے عین قریب تھا۔ اگر قدرتی امداد کا کہیں یقین ہو سکتا ہے۔ تو وہ یہی جگہ تھی۔ کیونکہ وہ کنواں ایسے موقع پر واقع تھا۔ جہاں کوئی بچہ بھی آسانی سے اس میں

گر سکتا تھا۔ پس اُنہوں نے اُسے صاف کر کے اُس کے گرد جنگلا لگا دیا۔ اور دُوسرے کُوؤں کو بھی صحت افزا بنا دیا۔

مگر آدمیوں کے رہنے کے گھر اُن کے گرد و نواح کے مقاموں سے غالباً اور بھی ردی حالت میں تھے۔ اِس لئے ہماری جماعت کی عورتوں نے اپنے بچوں کو لا ایک طرف رکھدیا۔ اور جھاڑو اور ٹوکریاں ہاتھوں میں لے کر بھینوں کے گرد لے اور کوڑے کو صاف کر دیا۔

اُس چھوٹے سے گاؤں سے نکل کر ہمیں چند جوہڑ دکھائی دیئے۔ جن میں مچھروں کے جھنڈ کے جھنڈ جمع ہو رہے تھے۔ اِن جوہڑوں میں کچھ مٹی کا تیل ڈالا گیا۔ اور پھر گاؤں والوں کو وہاں لایا گیا۔ تاکہ وُہ ان مچھروں اور اُن کے ننھے بچوں کی تباہی کا نظارہ دیکھ سکیں۔ اُن کو ہرگز یقین نہ آیا۔ کہ صرف مٹی کے تیل سے بھی کبھی مچھر مر سکتے ہیں۔ اپنی آنکھوں کے سامنے مرتے دیکھکر بھی اُنہیں یقین دلانا مشکل تھا۔ کہ جوہڑ میں سوائے مٹی کے تیل کے کوئی خاص دوائی نہیں ڈالی گئی۔

پھر ہماری جماعت نے خاص گاؤں کا رُخ کیا۔ اور دیکھا۔ کہ شاہ راہ کا ایک حصہ جو تیس فٹ لمبا اور پندرہ فٹ چوڑا تھا۔ موسم برسات کے شروع شروع ہی سے بوجہ تین فٹ گہری دلدل کے آمد و رفت کے لئے بند پڑا تھا۔ ۸ سب سے پہلے گھاس پھوس کی بنیاد بنا کر ہم ریت کی سینکڑوں ٹوکریاں بھر لائے۔ اور اُنہیں ایک دوسرے کو پکڑاتے گئے اور اُوپر ڈالتے گئے۔ جیسے ہم نے تین دن میں قابل گذر بنا دیا۔ کئی نوجوان مرد اور عورتیں یہ تماشا دیکھنے کے لئے آئے۔ وُہ ایک دو گھنٹے طالب علموں کو کام کرتے دیکھتے رہے مگر امداد کیلئے ایک اُنگلی تک نہ اُٹھائی۔ ہماری پارٹی کو یہ دیکھکر بڑا افسوس ہُوا۔

کہ گاؤں والے نکمے بیٹھے رہتے .... اور وقت کی قدر و قیمت کا اُنہیں کوئی احساس نہیں۔ مگر سب سے بڑھکر افسوس اس بات کا ہے۔ کہ اُن لوگوں کا خیال تھا۔ کہ یہ عیسائی مرد اور عورتیں اس لئے کام کر رہے ہیں۔ کہ اُن کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے۔

ہر سہ پہر کو ہمارے طالب علم صحت کے متعلق تصویریں لئے صحت کے گیت گاتے ہوئے اور لوگوں سے بیماری کی روک تھام کی بابت بات چیت کرتے اور غلاظت کی بُرائیاں بتلاتے ہوئے جلوس کی شکل میں گلیوں میں سے گزرا کرتے تھے۔ شام کو بہت دیر تک وہ گاؤں کے لڑکوں کو کہانیاں سُناتے اور اُن کے ساتھ آسان کھیل کھیلا کرتے تھے۔ جو اُسی جگہ ایجاد کئے گئے تھے۔ جنہیں بڑے فخر سے صحت کے کھیل کہا جاتا تھا۔

جیسا کہ ہر گاؤں کا رواج ہے۔ کہ لوگوں کے جمع کرنے کا بہترین وقت رات ہی ہے۔ عیسائیوں کے لئے شام کی دُعا کے بعد جماعت ہر رات گاؤں کے وسطی محلّوں میں جایا کرتی تھیں جہاں پانچ چھ سو آدمیوں کو یا تو ڈرامہ دکھایا جاتا تھا یا میجک لالٹین کے ذریعہ تصویریں دکھائی جاتی تھیں۔ جہاں بڑے لڑکے و رہنما اُنہیں ملیریا بخار اور گھریلو دستکاری کی تصویریں دکھایا و سمجھایا کرتے تھے۔ تعلیم کے فوائد کا ڈرامہ دکھایا گیا۔ اور شراب نوشی کی بُرائیوں پر گیتوں میں بیان کردہ کہانیوں کے ذریعہ کافی روشنی ڈالی گئی۔ حاضرین نے اِن سے کافی لُطف اُٹھایا۔ اور اُنہیں خُوب پسند کیا۔ کیونکہ اُن میں سے اکثر لوگ ہمارے وہاں پہنچنے سے بہت پہلے وہاں پہنچ جایا کرتے تھے۔

ہمیں یہ دیکھکر بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ کہ ایک ہی ہفتے میں سلسلے گاؤں والے غفلت کی نیند سے چونک پڑے اور محسوس کرنے لگے کہ موجودہ حالات

میں ہم ہرگز محفوظ نہیں رہ سکتے۔ گاؤں اور کھیتوں میں ہر کہیں گاؤں والے ہمارے صحت افزا کام کا چرچا کرنے لگے۔ ہمارے صحت کے تماشے اُن کی روزانہ گفتگو کا مضمون بن گئے۔ چند گاؤں والے اور عیسائی لڑکے ہمارے کام میں مدد دینے کو آ شامل ہوئے۔ ایک طالب علم نے کسی بوڑھے آدمی کو اپنے صحن کا کوڑا کرکٹ صاف کرتے دیکھا، جو مہینوں سے چھُوا بھی نہیں گیا تھا۔ اِسی طرح ایک امیر سوداگر اپنے نوکر کو حکم دیتے سُنا گیا۔ کہ فلاں سڑک پر جو کیچڑ سے بھری ہوئی ہے ریت بکھیر دے۔ شوقین مائیں ذرا تکلیف اُٹھا کر اپنے بچوں کے مُنہ بخوبی صاف کرکے ہمارے پاس بھیجنے لگیں۔ ایک مُتعصب عورت نے اپنا پانی کا برتن ہمارے ہاتھ میں دیدیا۔ ہر رہگزر ہمیں ادب سے سلام کرکے یوں کہتا تھا۔ "جناب آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں"۔

مگر ہمیں بہت سی مُشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

اِس سے پہلے موسم۔ ہیضے اور لوگوں کی لاپرواہی کا ذِکر ہو چکا ہے مگر ان میں اِتنا اضافہ اور کرنا ہے۔ کہ گاؤں کے نمبردار جنہوں نے اِتنی جلدی امداد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اُنہوں نے نہ صرف ہماری مدد ہی کی بلکہ خفیہ طور پر ہمارے کام کو اور زیادہ مشکل بنا دیا۔ جب ہم ایک نمبردار سے چھکڑے مانگنے گئے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ چند منٹوں میں جتنے درکار ہوں لے لیجئے۔ مگر کوئی چھکڑا نہ آیا۔ اور وُہ نمبردار پھر کبھی نہ دکھائی دیا۔ کیونکہ وُہ باہر دَورے پر چلا گیا تھا۔ اور دُوسرے چھوٹے کارکن بھی ہمارے قیام کے باقی دنوں میں گاؤں سے غیر حاضر رہے۔ ایک کسان نے کہا۔ کہ میں بڑی خوشی سے اپنا چھکڑا دوں گا۔ مگر آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ میرے پاس کوئی بیل نہیں۔ ایک اور زمیندار جس نے ہمیں تیز دھوپ میں بڑی دُور سے

مٹی اُٹھاتے ہُوئے دیکھا۔ ہمدردی کرتا ہُوا بولا۔ کاشکہ مَیں آپ کو ایک چھکڑا دے سکتا۔ مگر افسوس میرے پاس ہے ہی نہیں۔ اُس گاؤں میں ایک سَو سے کچھ زیادہ چھکڑے موجود تھے۔ مگر جو چھکڑا ہمیں ایک مہربان کسان نے دیا۔ اگلی ہی صُبح اس کی ایک سرکاری ملازم کو ضرورت تھی۔ ہم ایک درانتی حاصل کرنے کے لئے کئی گھروں میں پھرے مگر نہ مِل سکی۔ پڑوس کی ایک عورت جو کہ سڑک کی مرمّت کے دن اپنے گھر پر نہ تھی دُوسرے دن قریباً ہمیں قسم کھانے پر مجبور کیا۔ کہ ہم اُس کے گھر کے پیچھے پڑے ہُوئے پتھروں کو اپنے کام میں اِستعمال نہ کریں۔

ہمیں بہت سی مایوسیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر اِن سے اپنے کام اور بات چیت کے دَوران میں گاؤں والوں کو سکھانے کے لئے اور مِل کر سخت مِحنت کرنے کا حوصلہ بڑھ گیا۔ ہم اس خیال کو لے کر مطمئن ہو کر وہاں سے لوٹے۔ کہ اگر گاؤں والے چاہیں بھی۔ تو بھی وُہ اس کام کو جو ہم نے اُن کے لئے کیا ہے نہیں بھلا سکتے۔ اور نیز ہمارے کام نے بڑی حدتک چھوٹے بچّوں کے دِلوں پر گہرا اثر ڈالا۔ اور نیز ہم نے اُس کے نام کی خاطر اپنا فرض ادا کیا۔ جس نے ہم سے پیار کیا۔ اور سب کے لئے اپنی جان قُربان کر دی۔

پری کا تحفہ

سلسلہ کے لئے دیکھو جلد ۱۶ نمبر ۹ فروری ۱۹۳۷ء

(گذشتہ سے پیوستہ)

ایک پری کی جان بچانے کے بعد میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ میں اس سے کسی بات کی خواہش کروں۔ یہ بات سن کر پری کو تشویش ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ اگر آپ مجھے اپنے مفید نہ سمجھیں۔ تو مجھے ازحد افسوس ہوگا۔ اس بات پر ذرا اور غور کرو۔ دیکھو میں تمہیں بادشاہ بنا سکتی ہوں۔ دولتمند کر سکتی ہوں۔ خوبصورت بنا سکتی ہوں۔ اگر ان باتوں سے تمہیں کوئی بھی پسند نہ ہو۔ تو اور سنو۔ میں تمہیں ایک زبردست مقرر۔ شاعر۔ ماہرِ فنِ موسیقی اور مصور بھی بنا سکتی ہوں۔ ایسا مقرر۔ ایسا شاعر۔ ایسا ماہرِ فنِ موسیقی۔ کہ جسے چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہو۔ اگر آپ یہ بھی نہ بننا چاہیں۔ تو میں تمہیں بحری۔ بری یا ہوائی کوئی سی غیر مرئی جسم میں تبدیل کر سکتی ہوں۔ جب جانباز نے یہ آخری فقرہ سنا۔ تو بات کاٹ کر کہا۔ بھلا کسی غیر مرئی روح میں تبدیل ہو کر مجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔" خوب کہا۔ روح میں تبدیل ہو کر جب چاہو۔ تم دنیا والوں کی آنکھوں میں سے اوجھل ہو جاؤ گے۔ اور جب چاہو۔ انہیں دکھائی دے سکو گے ایک لحظہ میں دنیا کے اس پار سے اس پار سفر کر کے نکل جاؤ گے۔ بغیر پروں کے ہوا میں اڑ سکو گے۔ چاہو تو ساتویں آسمان کی پرواز سے دل خوش کرو۔ یا تحت الثریٰ تک پہنچ جاؤ۔ یا سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب جاؤ۔ دروازے کھڑکیاں۔ روشندان تمہارے راستے میں رکاوٹ نہیں پیدا کر سکیں گے۔ اور پھر مزہ

کی بات یہ کہ جب چاہو۔ اصلی شکل اختیار کر لو۔ بتاؤ اور کیا چاہتے ہو۔ بہت خوب"۔ جانباز نے کہا۔ ابھی ابھی میں تمام دُنیا کے سفر کرنے کی تجویز پر غور کر رہا تھا۔ آپ نے بروقت میری اس شکل کو آسان کر دیا۔ اب سفر کے دوران میں لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر سفر کے لُطف سے بہرہ اندوز ہونے کے خیال نے میرے دِل میں ایک گدگدی سی پیدا کر دی ہے۔ بس مجھے آپ کا آخری تحفہ پسند ہے۔ تیری خواہش بر آئیگی۔ پری نے کہا۔ اور یہ کہہ کر تین بار شہزادہ کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور پھر اُسے ایک ٹوپی دی۔ جس میں طوطے کے دو پر تھے۔ اور کہا یہ لو۔ ایک سُرخ ٹوپی ہے۔ جب سر پر رکھ لوگے۔ دُنیا والوں سے اوجھل ہو جاؤ گے۔ اور جب اوجھل ہو جاؤ گے۔ اپنی اصلی شکل میں لوگوں کے سامنے جلوہ گر ہو گے۔ ٹوپی لے کر وُہ خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ جھٹ سے ٹوپی سر پر رکھی۔ اور اس جنگل میں جانے کی خواہش کی۔ جہاں اُس نے اگلے دن گلاب کے پھول دیکھے تھے۔ ٹوپی کا سر پر رکھنا تھا۔ کہ یہ گیا وُہ گیا۔ کھڑکیوں سے گزر کر اوجھل ہو گیا۔ اور کرۂ ہوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں نظر سے غائب ہو گیا۔ اُسے اب معلوم ہوتا تھا۔ گویا وُہ پرندوں کی طرح بے تکلف اُڑ رہا ہے۔ لیکن یہ اس کی پہلی پرواز تھی۔ اس لئے قُدرتی طور پر اس کے دِل میں کچھ خوف سا محسوس ہونے لگا۔ اور جب وُہ دریا کو عبور کر رہا تھا۔ اُسے یقین ہو گیا۔ کہ وُہ دریا میں گر پڑیگا۔ اور کوئی پری وغیرہ اُس کی مدد کو نہ آئیگی۔ مگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا۔ اور وُہ فوراً اس درخت کے نیچے پہنچ گیا۔ جہاں سے اُس نے گلاب کے پھول چنے تھے۔ پھول چُن کر وُہ واپس اسی جگہ پہنچ گیا۔ جہاں سے روانہ ہُوا تھا۔ اُس نے پھول پری کے سامنے رکھ دیئے۔ مگر پری نے اُسے پھول اپنے پاس ہی رکھنے کا مشورہ

دیا۔ کیونکہ اُن میں سے ایک پھُول کی مدد سے وُہ اپنی خواہش کے مطابق جس قدر روپیہ چاہے۔ حاصل کر سکتا ہے۔ دُوسرے پھُول کی یہ خاصیت تھی۔ کہ اگر وُہ محبُوب کے سامنے رکھدیا جائے۔ تو وُہ بتا سکتا تھا۔ کہ عورت کو بھی اپنے عاشق سے مُحبّت ہے یا نہیں۔ تیسرے پھولوں کی خیر و برکت سے وُہ ہر بیماری سے محفوظ رہ سکتا تھا۔ اِن پھولوں کی خاصیتوں سے واقفیت حاصل کرنے کے بعد پَری کا شکر ادا کئے بغیر ٹوپی سر پر رکھ آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اُڑتا جاتا تھا۔ اور خیال کرتا تھا۔ کہ کسی کو خبر تھی۔ کہ ایک سانپ کی جان بچا کر مجھے اِس قدر عظیم الشّان فوائد حاصل ہو سکیں گے۔

اب اُس نے اپنے سفر کے پروگرام پر عمل کرنے کی ٹھان لی۔ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھا اپنے والد کے دربار کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے وہاں پہنچنے سے پیشتر شہزادہ کے ماموں نے محل میں پہنچ کر ملکہ کے کان بھر دیئے تھے۔ کہ شہزادہ جانباز نے اُسے مار ڈالنے کا مصمّم ارادہ کر لیا تھا۔ اُس نے جان پر کھیل کر اپنی جان بچائی۔ جونہی بادشاہ اور ملکہ نے یہ بات سُنی۔ اُن کے غم و غصّہ کی کوئی حد نہ رہی۔ اِدھر شہزادہ بھی اب دربار کے دروازہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ جانے نہ پائے۔ اور اُسے گرفتار کر کے میرے سامنے حاضر کیا جائے۔ شہزادہ نے ٹوپی پہنی۔ اور محل کے دروازہ کے پاس جا کھڑا ہُوا۔ جہاں اُس کا ماموں ایک سُوراخ میں کان لگائے باتیں سُن رہا تھا۔ کہ دیکھیں۔ بادشاہ شہزادہ جانباز کے متعلق کیا حکم صادر فرماتا ہے۔ شہزادہ نے موقع مُناسب جان کر اُس کا ایک کان ایک میخ کے ذریعے دروازہ کے تختہ کے ساتھ جڑ دیا۔ اب لگا وُہ کم بخت چیخنے۔ چلّانے اور شور مچانے۔ ملکہ نے جب یہ چیخ

وہ پکار سنی ۔ دَوڑی دَوڑی دروازہ پر آئی ۔ اور بڑی مشکل سے اُس کے کان کو دروازے کے تختے سے علیحدہ کیا ۔ اب شہزادہ کمرے میں داخل ہو چکا تھا ۔ شرارت جو سُوجھی ۔ تو اُس نے اپنے ماموں کی ناک کو ملکہ کی اُنگلی کے جوڑ کیساتھ جوڑ دیا ۔ اب دونوں لگے چیخنے اور چلّانے اور اِدھر اُدھر دیکھنے ۔ مگر کون موجود تھا ۔ جو اُنہیں نظر آتا ۔ آخر بادشاہ نے خیال کیا ۔ کہ ملکہ اپنے بھائی کے غم کو نہیں دیکھ سکتی ۔ اِس لئے چلّاتی ہے ۔ یہ حالت دیکھکر شہزادہ اِس قدر ہنسا ۔ کہ ہنس ہنس کر اُس کے پیٹ میں بَل پڑ گئے ۔ آخر اُس نے اپنی ٹوپی اوڑھی ۔ اور ایک طرف کو چلدیا ۔ اِس قدر ایذا پہنچا چکنے کے بعد بھی شہزادہ کی تشفی نہ ہوئی ۔ اَور شرارت سُوجھی ۔ شاہی باغ کا ایک حصّہ ایسا تھا ۔ جو صرف ملکہ کے لئے وقف تھا ۔ اِس میں سے کِسی کو کوئی پھول توڑنے کی اجازت نہ تھی ۔ لیکن شہزادہ جہاں بھی جا پہنچا ۔ اور پھول توڑ توڑ کر زمین پر گرا دیئے ۔ مالی بہت جھنجھلایا ۔ مگر جب کِسی کو وہاں نہ پایا ۔ تو سیدھا ملکہ کے پاس پہنچ کر سر پیٹنے لگا ۔ ملکہ کے غصّے کی بھی کوئی حد نہ رہی ۔ اور اس نے اپنے بھائی کو بہت سا لاؤ لشکر دے کر کہا ۔ کہ جاؤ ۔ کہ جاؤ ۔ اس کم بخت شہزادے سے بدلے سکتے ہو تو لے لو ۔ مگر اِس جگہ پر بھی شہزادے نے ماموں کی خُوب گت بنائی ۔ اور درخت پر چڑھ کر اپنے ماموں اَور اُس کے ہمراہیوں پر پتھر پھینکنے شرُوع کر دیئے ۔ اَور درخت سے نیچے اُتر کر اُس کے پاؤں رسّی سے خُوب کس کر باندھ دئے ۔ وہ خُوب ناچا ناچا پھرا ۔ مگر کیا ہو سکتا تھا ۔ آخر تھک کر رہ گیا ۔

باقی آئندہ

محمد دین تاثیر ۔ بی ۔ اے ۔

"موگا اردو ریڈرز" کا نیا ایڈیشن شائع ہو گیا

یہ کورس جو کہ بتدریج تعلیمی طریقوں پر مبنی ہے۔ اُردو زبان سکھانے کے لئے بہت سی درس گاہوں میں استعمال ہو رہا ہے۔ ریڈرز کا چوتھا ایڈیشن ابھی چھپ کر تیار ہوا ہے۔ یہ کورس معلّمین و متعلّمین ہر دو کے لئے باعث دلچسپی ہے۔ اس طریقۂ تعلیم سے وقت کی بچت ہوتی ہے۔ مُلک ہندوستان میں اس کا استعمال بے نظیر ثابت ہو رہا ہے۔ اگر بچوں کو اس آزمودہ طریقے سے پڑھایا جائے تو وہ بہت جلدی اور خوشی پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔

"رہنمائے مدرّسین" کا ترمیم شدہ ایڈیشن:۔

رہنمائے مدرّسین برائے سال اوّل کی تصحیح کی گئی ہے۔ اُردو کے نئے ایڈیشن میں طریق الصوت میں بہت سی تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اس میں مدرّسین کے لئے مفصّل ہدایات دی گئی ہیں۔

پہلی پرائمری جماعت میں اس کورس کے استعمال کے لئے مندرجہ ذیل چیزوں کی ضرورت ہے۔

(ا) اُستادوں کے لئے:۔ (۱) رہنمائے مدرّسین برائے سالِ اوّل۔ انگریزی ایڈیشن حجم ۱۱۷ صفحے قیمت ۱۲/ر۔ اُردو ایڈیشن حجم ۱۴۸ صفحے قیمت ۸/ر

تجاویزِ تعلیم اور چارٹوں کی تیاری کے لئے مفصّل و باتشریح ہدایات دی گئی ہیں۔ اس طریق کو ترقی دینے کے لئے سبق بہ سبق ہدایات دی گئی ہیں۔ انگریزی ایڈیشن کے ایک پورے باب میں مہتممان کی رہنمائی کے لئے

چند مفید باتیں مندرج ہیں۔
(۲) اُردو زبان میں لکھے ہُوئے ۱۳ عدد چارٹ جن کو پرائمر پڑھانے سے پیشتر استعمال کیا جاتا ہے۔ اِن چارٹوں کو رہنمائے مدرسین میں دی ہُوئی ہدایات کے مطابق اُستاد خود تیار کر سکتا ہے۔ یا چھپے ہُوئے رنگدار چارٹ ہمارے ہاں سے بقیمت دو روپے چھ آنے علاوہ محصول ڈاک منگوائے جا سکتے ہیں۔

(ب) شاگردوں کے لئے:۔ (۱) مشغلوں کی کتاب) میری تصویروں کی کتاب (My picture Book) حجم ۳۲ صفحے قیمت ا ر۔ اس مشغلوں کی کتاب میں بہت سی تصاویر و دلچسپ مشقیں دی گئی ہیں۔ جن سے بچّوں کو پرائمر کے نئے الفاظ پڑھنے میں مدد ملتی ہے (۲) (پرائمر) میری کہانیوں کی پہلی کتاب (My first Story Book) حجم ۴۲ صفحے قیمت ا ر۔ یہ کہانیوں کی کتاب باتشریح بیان کی گئی ہے نئے اور مشکل الفاظ کو بتدریج استعمال کیا گیا ہے بچّے اِن کہانیوں کو اُستاد کی تھوڑی سی مدد سے پڑھ سکتے ہیں۔ (۳) (پہلا ریڈر) جانوروں کی کہانیاں (Story of Animals) حجم ۵۶ صفحے قیمت ا ر۔

اِس کتاب کو پہلی جماعت کی دُوسری ششماہی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ الفاظ بڑی احتیاط سے استعمال کئے گئے ہیں۔ (۴) جماعت کی لائبریری کے لئے کہانیوں کی امدادی کتب۔ مثلاً

لال مُرغی (The little red hen) قیمت ا ر

اِس کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں جو ہمارے ہاں سے مل سکتی ہیں۔
ملنے کا پتا:۔ ٹریننگ سکول فار ویلیج ٹیچرز موگا (پنجاب)
رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور۔

ایڈیٹر کا تبصرہ

اس ماہ ہم موگا اخبار کی پُرانی جلدوں سے جو کہ نایاب ہیں۔ چند مضامین نقل کر رہے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے۔ کہ ناظرین اِن مفید و عملی مضامین کی قدر فرمائیں گے۔ اور انہیں اپنے سکول کے کام میں اِستعمال کریں گے۔

مس بٹلر صاحبہ کی دو اور نئی تصویرات چھپ چکی ہیں۔ ایک "کھوئی ہوئی بھیڑ کی تمثیل" پر ہے۔ اور دُوسری "بیج بونے والے کی تمثیل" پر ہے۔ یہ لکھنؤ پبلشنگ ہاؤس لکھنؤ سے ایک آنہ فی تصویر دستیاب ہو سکتی ہیں۔ درجن کے خریدار کو دس آنے دینے پڑتے ہیں۔ اور ایک سو کے لئے صرف چار روپیہ۔

یادِ الٰہی

Meditation

مہینے کا پہلا دِن

اگر مَیں آپ سے یہ سوال پُوچھوں کہ مہینے کے پہلے دِن سے کیا مُراد ہے۔ تو آپ اِس کے کئی جوابات دیں گے۔ آپ میں سے کئی مدرسین یہ جواب دینگے کہ یہ وُہ دِن ہے۔ جب ہم نے سیلبس تیار کرکے لٹکاتے ہیں۔ شاید چند طلباً یہ جواب دیں گے۔ کہ یہ وُہ دِن ہے۔ جب ہمارے فرائض کا تبادلہ کیا جاتا ہے۔ یا یہ وُہ دِن ہے۔ جب ہم کو الاؤنس وغیرہ مِلتا ہے۔ لیکن آپ میں سے ایسے بہت کم ہونگے۔ جو یہ یاد رکھتے ہوں۔ کہ یہ وُہ دِن ہے۔ جب بِل کی تاریخ بھی واجب الادا ہوتی ہے۔ بنیا۔ کپڑا فروش۔ حلوائی۔ دُودھ والا اور دھوبی یہ تمام لوگ حسب دستور پیسے مانگتے ہیں۔ خواہ آپ اِس دستورالعمل سے کتنے واقف کیوں نہ ہوں۔ آپ ہمیشہ اِن بِلوں کو دیکھکر حیران ہوتے ہیں۔ اور شاید اِن تمام بِلوں کی ادائیگی بھی مُشکل امر نظر آتی ہے۔

یہ بات صحیح ہے۔ کہ کئی اشیا ایسی ہیں۔ جن کی قیمت کی روزانہ ادائیگی دُشوار ہے۔ مثلاً آپ دُودھ والے کو دُودھ کی قیمت روزانہ ادا نہیں کرسکتے۔ شاید اُس وقت جب کہ دُودھ والا دُودھ لے کر آتا ہے۔ آپ سو کر اُٹھے ہوں۔ علاوہ ازیں کئی ایسی اشیا بھی ہیں۔ جن کی قیمت کی ماہوار ادائیگی روزانہ ادائیگی سے آسان ہے۔ لیکن کئی ایسی اشیا ہیں۔ جو اِنسان کو خطرے میں ڈال دیتی ہیں۔ اور پریشان کرتی ہیں۔ بعض اوقات ہم ایک شے کو

دیکھتے ہیں۔ جن کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر کپڑوں کا جوڑا، چاندی کا زیور یا ہارمونیم۔ لیکن یہ ہمارے لئے خریدنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ خیال ہمارے دِل میں موجزن ہی ہوتا ہے۔ جبکہ دُکاندار ہمیں یہ کہنے لگتا ہے: "کچھ پروا نہیں۔ مَیں آپ کے حساب میں لکھ لُونگا"۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آپ اُسے حساب میں درج کرنے کی اِجازت دے دیتے ہیں۔ اور پھر آپ اِس اندراج کو بھُول جاتے ہیں۔ ماہ کی اوّل تاریخ آپ کے سر پر آ سوار ہوتی ہے۔ اور بِل آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ "حساب میں لکھ لو"۔ یہ ایک ایسا فقرہ ہے۔ جو مُنہ سے نکالنا آسان ہے۔ لیکن اس مسئلہ کو آسان خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر یہ مسئلہ اس مسئلے میں تبدیل ہو جائے کہ خریدنے کے بعد روپیہ اُسی وقت ادا کرنا چاہیئے تو بہت سی مُشکل آسان ہو جائیگی۔ کیونکہ آخرکار حساب ہو کر رہیگا جس سے آپ کوتاہی کرتے ہیں۔

یہ تمام معاملہ مجھے اُس حساب کتاب کی یاد دِلاتا ہے۔ جو مہینے کے پہلے دِن سے بھی یقینی امر ہے۔ اور جو جلد برپا ہوگا۔ "میرے حساب میں لکھ لینا" کا مسئلہ ہمیں ایسی چیزیں خریدنے کی جُرأت دِلاتا ہے۔ جن کی ہمیں ضرورت نہیں ہوتی۔ اِسی طرح سے بعض اوقات جماعت کو سبق دیتے وقت بیچ میں ایسے الفاظ آجاتے ہیں۔ جن کے ہجے کرنے مُشکل ہوتے ہیں۔ اور ہم اُن کو مُشکل سمجھ کر قطعاً چھوڑ دیتے ہیں۔ کئی دفعہ ضرب سِکھاتے وقت ہم مُشکل سوالوں کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ یہی حال جغرافیہ کے سبق دیتے وقت ہوتا ہے۔ (آپ سوچتے ہیں کہ ایسا سوال امتحان میں کبھی نہیں آیا۔ آپ اسے چھوڑ کر آگے چلے جاتے ہیں۔ اور اس پر کوئی محنت نہیں کرتے) جغرافیہ میں ایک سبق ہوتا ہے۔ جو تم نے یاد نہیں کیا۔ اور امتحان میں اس کے متعلق کوئی

سوال نہیں پوچھا گیا۔ تم کامیاب ہو کر اگلی جماعت میں چڑھ جاتے ہو۔ اور اس متعلق سب کچھ بھول جاتے ہو۔ بعض اوقات وہی مشکلات آپ کے سامنے پیش ہوتی ہیں جن کو آپ نے مشکل سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔ اور وقت پر حیران رہ جاتے ہیں۔ اور وہ سوالات جن کا جواب آپ کی اُنگلیوں پر ہونا چاہیئے تھا اُن پر آپ کو کافی محنت کرنی پڑتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آپ کو مع سود اصل ادا کرنی پڑتی ہے۔ ضرب کی تختی میں صرف ایک دو جگہیں ہیں۔ جن پر میں نے ابھی غور کرنا ہے۔ اِن میں سے ایک جگہ ۶ × ۹ ہے۔ میں نے اسے ایک دفعہ چھوڑ دیا۔ تو اس کا نتیجہ مجھے بار بار بھگتنا پڑا ہے۔

کبھی آپ کسی عادت کو چھوڑنے کا مُصمم ارادہ کرتے ہیں۔ مثلاً آپ آرام طلبی کی عادت سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو کہ آپ کے چال چلن کو نیچے لے جاتی ہے۔ اور اپنے آپ میں سوچتے ہیں۔ کہ کیوں نہ میں دیر سے اُٹھنے کی عادت سے نجات پاؤں۔ اور آپ کی ضمیر آپ سے پوچھتی ہے۔ کہ کیا آپ سویرے اُٹھنے کی عادت کو ایک اصول میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ جواب ملتا ہے۔ ہاں۔ روز آپ برابر صبح اُٹھتے ہیں۔ اور دسویں روز زیادہ سردی ہونے کی وجہ سے آپ صبح نہیں اُٹھتے۔ لیکن اُس وقت آپ کہتے ہیں کہ ایک دن کا کیا ہوتا ہے؟ یاد رہے کہ آپ اپنے کو اس طرح دھوکہ دے رہے ہیں۔ آپ خواہ اس ایک دن کو نظر انداز کر دیں۔ لیکن تمام سلسلہ آپ کی رگ و ریشے میں اثر پذیر ہو جاتا ہے۔ یہ ایک دن کا معاملہ دُوسرے دن صبح اُٹھنے میں دگنی تکلیف دیگا۔ اور اس کیلئے آپ کو دُگنی قیمت ادا کرنی پڑیگی۔ یہی مُعاملہ سگرٹ پینے کی عادت کے بارے میں ہو سکتا ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ کیا ہے؟ جب مجھے سگرٹ نقصان دیگی۔ تو چھوڑ دُونگا۔ آج اس عادت کے چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا آپ اس شخص

کی مانند نہیں ہیں۔ جو یہ کہتا ہے۔ کہ قیمت میرے حساب میں درج کر لو۔ اور اپنے بل کو بڑھاتا چلا جاتا ہے؟

یاد رہے۔ کہ ایک دن آئیگا۔ کہ آپ کو یہ تمام حساب کتاب ادا کرنا ہوگا۔ اور حساب بیباق کرتے وقت شاید آپ کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ اور شاید آپ کو اس طرح اور اس حالت میں دگنی تکلیف ہو۔ یعنی دگنا بل ادا کرنا پڑے اگر آپ آغاز میں ہی اس عادت کو ترک کرنے کی عادت ڈالتے۔ تو ایسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

اس دنیا میں ہر شے کی قیمت ہوتی ہے۔ خواہ یہ بائیسکل ہو یا فونٹین پن دوستی ہو یا جاہ و حشمت۔ یا حواسِ خمسہ کا مزا۔ ان تمام کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور جو کچھ آپ کو اس سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ یا تو اس کے فوائد کی قیمت کے مساوی ہوتا ہے۔ یا اس سے کم۔ بہتر ہے۔ کہ کسی شے کے خریدنے سے پیشتر اس کا فیصلہ کیا جائے۔ اور بل کو بھی خریدنے کے بعد ہی فوراً ادا کیا جائے۔ بل کی عین وقت پر عدم ادائیگی سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ کسی شے کی قیمت کم ہو گئی۔ اس طرح آپ دھوکا نہ کھائیں۔

"خدا ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا۔ جیسا بوؤگے ویسا کاٹوگے"۔

مطالعہ کیواسطے نصاب کے تیار کرنیکی ضرورت اور ترقی کا امکان

(از ۔ اے ۔ ای ۔ ایچ)

تعلیم کے دینے میں مضامین کے مقرر کرنے کی نہایت ہی زیادہ ضرورت ہے مشقی اسباق ہوں یا علم النفس یا دوسرے مضامین اِن کے سلیبس کے مطالعہ کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے ۔ کِس طرح سکھانے کا سوال ایک دم ہمیں کیا اور کیوں سکھانے کی طرف راغب کریگا ۔ پس اِس قسم کے تمام سوالات سلیبس میں پائے جائینگے ۔ ان سوالات کے جوابات کے ذریعے آپ ہی آپ ایک سلیبس تیار ہوتا جائیگا ۔

اس کا عمل عملِ سائنس ہونا چاہیئے ۔ ہمارا سلیبس کبھی بھی طلبا کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا جبتک کہ ہمیں اُن کی ضروریات سے واقفیت نہ ہو ۔ تجویزات اور فرضی باتیں تو بہت کچھ مِل سکتی ہیں لیکن وُہ ضروری باتیں جو کہ دیہاتی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں بہت مشکل سے مِلتی ہیں ۔ ہندوستان کی موجودہ ضروریات کے مطابق مطالعہ اور معلومات کے دریافت کرنے کا اس وقت بڑا موقع ہے ۔

بہت تھوڑی باتیں ابھی تک معلوم ہوئی ہیں ۔ جن سے کہ ہم ہندوستانی بچوں کی ضروریات کو معلوم کر سکتے ہیں ۔ مثلاً اس بات پر غور کریں ۔ کہ ہندوستانی بچوں کی لیاقت پڑھنے اور لکھنے میں کتنی ہے ۔ اس کام کو پورا کرنے کے واسطے ہمیں یہ معلوم کرنا ہے ۔ کہ بچوں کے تجربات کیا ہیں ۔ اور اِن

کو مختلف الفاظ کا کہاں تک علم ہے۔ اس کے واسطے گھروں کے کرایہ اور زمینوں کے معاملہ اسٹاموں۔ رسیدوں۔ پولیس کے سمنوں بورڈوں پر نشانات لگانے چونگیوں کے کاغذات۔ خطوط۔ بائبل کی کہانیوں۔ دیہاتی اخباروں اور کہانیوں کی کتابوں وغیرہ جیسے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ بس ان کی ضروریات اور علم کے مقابلہ کے ذریعے ہمیں معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی کتابوں میں کیا کچھ تبدیلی ہونی چاہیئے۔ انگریزی کتابوں کے بنانے والوں کے واسطے ایک ایسے ایسے الفاظ محاورات کی ضرورت ہے۔ کیا یہ ہندوستان کی زبان کے واسطے بھی مفید نہیں ہونگے؟

اسی طرح سے اگر ہم حساب میں بھی سائینس کے مطابق مطالعہ کرتے ہوئے دیہاتی طلبا کی ضروریات کے ساتھ ان کا تعلق دلائیں۔ تو کیا یہ ان کے واسطے ضروری اور مفید نہیں ہوگا۔ اس قسم کے مطالعہ سے مراد ایسے حساب کتاب کے رکھنے کا ہے۔ جو کہ چیزوں کے خریدنے اور بیچنے میں پایا جائے۔ اور زمینوں۔ مزدوروں۔ بازاری چیزوں قرضے پر سود بینکوں اور پیمائش وغیرہ میں پایا جائے۔

اس قسم کا مطالعہ دوسرے مضامین کے متعلق یعنے ہائیجین۔ مطالعہ قدرت۔ پڑھائی۔ لکھائی اور جغرافیہ میں بھی کیا جائے۔ فی الحال کچھ تھوڑے مطالعہ کئے گئے ہیں اور وہ بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔

لیکن فصل بہت ہے۔ اور ابھی کام شروع ہی ہوا ہے۔ اور دوسروں کے اس علم کے متعلق مطالعہ کی بھی داد دی جائے گی۔

اس قسم کے مطالعہ کی رپورٹ کے لئے اخبار کے صفحے ہی موزوں ہیں۔ تاکہ دوسرے لوگ ان کو استعمال کر سکیں۔ اور ان کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ

وہ بھی اس قسم کے مضامین لکھ سکیں۔

اُستاد اور اُستادوں کے اُستاد ہونے کی حیثیت میں سلیبس کے متعلق ہمارے خیالات کیا ہیں۔ کیا یہ متبرک موروثی وراثت ہے۔ جو کہ ہمیں ہمارے آبا و اجداد سے ہمیں ملی ہے۔ یا کہ یہ ایسا طریقہ جس کو کہ ہم ضروریات کے ساتھ ملحق کرتے ہوئے طلبہ کی زندگی کے واسطے مُفید بنا سکتے ہیں۔ اگر یہ ضروری ہے۔ تو مجھے امید ہے۔ کہ بہت سے اس میں حصّہ لیں گے۔ اس کے واسطے بہت سے نتائج اور تجربات کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں خیال کرنا چاہیئے۔ کہ سلیبس کا بنانا اتحادی کوشش سے ہی ہو سکتا ہے۔

ہجے سیکھنے کے متعلق چند کھیل

(مس۔ ای۔ ایل ولر صاحبہ)

سکول کے نصاب میں کئی مضامین ایسے داخل ہیں۔ جن کی بابت مختلف رائیں ہیں۔ بعض اُن کے پڑھانے پر زور دیتے ہیں۔ اور بعض اُن کو یا تو بالکل چھوڑ دیتے ہیں۔ یا اُن پر بہت ہی کم توجہ دیتے ہیں۔ میں خیال کرتی ہوں۔ کہ تمام مدرس اس بات کے خواہشمند ہیں۔ کہ ان کے طلبا اپنی مادری زبان میں صاف اور درست لکھ سکیں۔

ہجے کرنا۔ اگرچہ کہ یہ ایک ضروری مضمون ہے۔ لیکن ہائے بدنصیبی۔ یہی ایک مضمون ہے۔ جو آسانی سے ایک تھکانے والی مشکل میں تبدیل کیا جا

سکتا ہے ۔ اور ایک ایسا کام بنایا جا سکتا ہے ۔ جو کہ مُشکل ہو ۔ اور اکثر یہ کام بُری طرح سے کیا جاتا ہے ۔ بچّے خواہ کسی ہی طریقے سے سکھائے جائیں بہ خاص توجہ اور سعی طلب ہوگا ۔ تاہم بچّے اس کو کوئی مُشکل کام خیال نہ کریں گے ۔ اگر ہم اس کو ایک دلچسپ کام بنادیں ۔ یا اگر کسی خاص مقصد کو اُن کے سامنے پیش کیا جائے ۔ تاکہ اُنہیں بچّے سیکھنے کی زبردست خواہش پیدا ہو ۔

مندرجہ بالا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مَیں چند کھیل پیش کرتی ہُوں ۔ اس امید سے کہ یہ ایسے سبقوں کو جو کہ آسانی سے غیر دلچسپ بن جاتے ہیں اچھے اسباق بنانے میں مدد دیں ۔

(ا) اس کھیل میں کارڈ جن پر حرُوف تہجی کے مختلف حروف صفائی کے ساتھ لکھتے ہُوئے ہوں ۔ جماعت میں تقسیم کئے جائیں ۔ اور پھر اُستاد ایک لفظ بولے ۔ اور لڑکے جن کے حروف اُس لفظ میں شامل ہوں ۔ دوڑ کر آگے آ جائیں ۔ اور جتنی جلدی کہ اُن سے ہو سکے اپنے آپ کو ٹھیک اُس ترتیب میں کھڑا کریں ۔ جس سے کہ لفظ کے ہجّے درُست ہو جائیں ۔ اگر جماعت کافی بڑی ہو ۔ تو اس کھیل میں جماعت کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر ایک گروہ اس مقصد کو مدِ نظر رکھتا ہُوا کوشش کرے کہ دُوسرے گروہ سے پہلے لفظ کو پُورا کردے ۔ اس کے بعد بہتر معلُوم ہوتا ہے ۔ کہ وہ لفظ تختۂ سیاہ پر لکھا جائے ۔ تاکہ اس کا ٹھیک لکھنا طلبا کو آ جائے ۔

(ب) اس کھیل میں بچّے ایک نصف دائرے کی شکل میں کھڑے ہو جائیں ۔ اور مدرّس پہلے لڑکے کو ایک لفظ کے ہجّے کرنے کو کہے ۔ یا اگر بہتر خیال کرے ۔ تو تختۂ سیاہ پر لکھوائے ۔ اب اگر لڑکا ٹھیک جواب دے یا لکھے

تو اپنی جگہ پر ہی رہے ورنہ دُوسرا لڑکا ہجے کرے۔ اور اگر وُہ ٹھیک جواب دے تو وُہ نمبر ۱ پر آجائے۔ اور پہلا لڑکا نمبر ۲ پر چلا جائے۔ اور اسی طرح تمام کھیل میں عمل کیا جائے۔ اس میں بچّوں کا یہ مقصد ہوگا۔ کہ ان میں سے ہر ایک کوشش کریگا۔ کہ وُہ اوّل نمبر پر آجائے۔ یعنی رہنما بنے یا کوئی ایسی جگہ حاصل کرے جو کہ اوّل نمبر کے زیادہ قریب ہو۔ اگر اس طرح کسی لفظ کے کئی دفعہ غلط ہجے کئے جائیں۔ تو مدّرس اس بات کا خیال رکھے کہ اس کے ٹھیک ہجّوں پر کافی زور دیا جائے۔ اور لفظ کو اپنی یادداشت میں رکھے تاکہ اس کو اگلے سبقوں میں پھر استعمال کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وُہ لفظ عام ہو جائے۔ یعنی ان کو اچھی طرح سے آجائے۔

(ج) اس میں طلبأ دو قطاروں میں کھڑے کئے جائیں اور مدّرس کوئی لفظ بولے۔ اور دونوں قطاروں کا پہلا پہلا لڑکا دوڑ کر تختہ سیاہ پر وُہ لفظ لکھے۔ اور جو لڑکا پہلے درُست لفظ لکھے۔ وُہ اپنی قطار کے لئے ایک نمبر حاصل کرے۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی بھی درُست نہ لکھے۔ تو دُوسرا جوڑا کوشش کرے۔ اور اسی طرح جوڑا جوڑا کرکے دونوں قطاروں کے آخیر جوڑے تک کوشش کریں۔

(د) اس کھیل میں مدّرس ایک بڑا لفظ چُنتا ہے۔ (مثلاً بندوبست) اور طلبأ کو ایک مُقرّرہ وقت دیتا ہے۔ جس میں کہ وُہ تمام ایسے لفظ بناتے ہیں۔ جن میں کہ اس دیئے ہُوئے لفظ کے حرُوف شامل ہوں۔ جیسے کہ بدوں۔ بس۔ سب۔ اند۔ سبب وغیرہ (یہ کھیل اردُو کی نسبت انگریزی میں اچھّا کھیلا جا سکتا ہے)

(ہ) اس کھیل میں مدّرس ایک حرف چُنتا ہے۔ اور طلبأ کو کہتا ہے۔ کہ وُہ

وقت مقررہ کے اندر تمام ایسے الفاظ جو ان کے خیال میں اس حرف سے شروع ہوتے ہیں۔ لکھیں۔ اور جب وقت ختم ہو جائے۔ تو ان الفاظ کو باترتیب تختہ سیاہ پر لکھا جائے۔ جو کہ لڑکوں نے چُنے ہیں۔ اس کھیل میں وُہ لڑکا جس نے زیادہ اور درُست الفاظ سوچے ہوں جیت جائیگا اس طرح سے طلبأ نہ صرف اپنی غلطیوں کی جو کہ اُنہوں نے اپنے الفاظ میں کی ہیں اصطلاح کریں گے۔ بلکہ وُہ دُوسرے لڑکوں کی فہرستوں سے کئی نئے الفاظ بھی سیکھ لیں گے۔

مندرجہ بالا کھیلوں میں سے بعض کو اُستاد دُہرانے کی خاطر اور پُرانے سیکھے ہُوئے الفاظ کو پختہ کرنے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ یا بعض کو نئے الفاظ میں ترقی کرنے کی خاطر۔

صحت یا تندرستی کس طرح سکھائی جائے

(How to Teach Health)

سب سے اوّل اس طرف متوجہ ہونا ضرُوری ہے۔ کہ ہمارے مضمون کا یہ عنوان ہے کہ "صحت کس طرح سکھائی جائے"۔ نہ کہ "صحت کے مُتعلق کیونکر تعلیم دی جائے"۔ ان دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔

اَب ہم خود یہ سوال کریں گے۔ کہ اس مضمون کی تعلیم دینے سے ہمارا مقصد کیا ہے؟ کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے شاگرد اپنے امتحانات میں اچھی طرح پاس ہو جائیں؟ یا ہماری تعلیم کا یہ مقصد ہے۔ کہ ہم ان کے

اندر اس بات کی خواہش پیدا کریں۔ کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ تندرست رکھنا سیکھ جائیں۔

ہم جانتے ہیں کہ ڈاکٹروں اور نرسوں کا کام دو طرح کا ہوتا ہے وہ بیماروں کا علاج کرتے اور انہیں تندرست ہونے یعنی بیماری سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ اور تندرست آدمیوں کو ایسی ہدایات دیتے ہیں۔ کہ جن پر عمل کرکے صحت کو قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اُستاد کا بھی مقصد مؤخر الذکر ہونا چاہیئے۔ اگر ہم ذرا غور کریں۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمیں بچوں کے دلوں پر جو ہماری حفاظت میں ہیں یہ امر نقش کرنے کا کیا اچھا موقع حاصل ہے کہ بچے اپنی صحت کو ٹھیک رکھ سکیں۔

ایک مثل ہے "جو کچھ سکھاؤ۔ اس پر خود عمل کرو"۔ ہم اُستادوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری تعلیم یا تربیت صرف اُسی صورت میں مؤثر ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر ہم اپنے بتائے ہوئے اصولوں پر خود عمل کریں۔ اس میں شک نہیں کہ بچے ہر ایک بات طوطے کی طرح رٹ سکتے ہیں۔ اور اپنے رٹے ہوئے سبق کو امتحان کے موقع پر دُہرا سکتے ہیں لیکن اس کا ان کی زندگیوں پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ وہ اپنی روزانہ زندگی میں اس پر عمل نہیں کرتے۔ پھر ایسی تعلیم کا کیا فایدہ ہے؟

فرض کرو۔ ہم انہیں تازہ ہوا کے بارے میں بتانا چاہتے ہیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں۔ کہ رات کو اپنی رضائی یا چادر سے سر ڈھانپ کر سونا مضر ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم خود اس اصول پر کس حد تک عامل ہیں ہم یا ہم بتاتے ہیں کہ سونے کے کمرے کی کھڑکیاں کھلی رکھنی چاہئیں۔ لیکن کیا ہم خود اپنے کمرے کی کھڑکیاں کھلی رکھتے ہیں؟ یا فرض کرو۔ کہ ہم ملیریا یعنی

موسمی بخار سے بچنے کا سبق دے رہے ہیں۔ اور انہیں بتاتے ہیں۔ کہ مچھروں سے اپنے جسم کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اور مچھروں سے تبھی بچا جا سکتا ہے۔ اگر ہم رات کو مسہری لگا کر سوویں۔ اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ہم خود بھی رات کو مسہری کا استعمال کرتے ہیں۔ یا اگر ہم انہیں بتلاتے ہیں۔ کہ جب ملیریا یا موسمی بخار ہو جائے تو اس کے لئے کونین کا باقاعدہ اور لگاتار استعمال ضروری ہے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم خود بھی عملی طور پر کونین کا باقاعدہ اور لگاتار استعمال کرتے ہیں یا صرف دو ایک دن ہی کھا کر چھوڑ دیتے ہیں۔

اچھا اب ہم یہ فرض کئے لیتے ہیں۔ کہ ہم جو کچھ سکھاتے ہیں۔ اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں۔ تو اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ ہم بچوں کو کس طرح پر سکھلائیں ہم ایک طریقہ تو یہ ہے۔ کہ جب کسی وبائی مرض مثلاً موسمی بخار یا پیچش کا دَور دَورہ ہو تو ہمیں چاہیئے کہ ایسے موقع پر اس مرض یا ان امراض کی انسدادی تدابیر کے متعلق تعلیم دیں۔ جب ایک بچہ سکول میں گندے یا مَیل سے بھرے ہوئے ناخن لیکر حاضر ہو۔ تو ہمیں گندے ناخنوں کے بارے میں اسے ہدایات دینے کی ضرورت ہے۔ یعنی ہم بچوں کو بتائیں کہ چونکہ ہم اپنے ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہیں۔ اس لئے اگر ان ناخنوں میں مَیل ہو۔ تو ہمارے کھانے میں اس مَیل کے شامل ہو جانے کا احتمال رہیگا۔ اگر ہم کسی بچے کو زمین پر تھوکتے ہوئے دیکھیں۔ تو اسی وقت اسے بتانا چاہیئے۔ کہ زمین پر تھوکنے سے کن کن بُرے اور نقصان دِہ نتائج کے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ جب کوئی بچہ کھا نسے تو اسے اسی وقت بتایا جائے کہ کھانسنے کا درست طریقہ کیا ہے؟ یا اگر ہم کسی بچے کو جمائی لیتے ہوئے دیکھیں۔ تو اُسے بتانا چاہیئے کہ اب سو جانا چاہیئے۔

ایک اور مفید طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم روزانہ اپنے شاگردوں کا معائنہ کریں

اور دیکھیں کہ ان میں سے کسی کی آنکھ تو نہیں دکھتی یا کان تو نہیں بہتے۔ اگر قرب و جوار میں کوئی ہسپتال موجود ہو۔ تو ایسے مریض بچوں کو علاج کے لئے ہسپتال باقاعدہ بھیجنا چاہیئے۔ اگر ہم اس پہلو میں ان کی نگرانی سے غفلت برتینگے تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بچے ایک دو دن ہسپتال جاکر پھر جانا بند کر دیں گے اگر ہم ہر ایک بچے میں انفرادی طور پر دلچسپی لیں گے تو بہت سا مفید کام کر سکیں گے۔

حفظانِ صحت کے گھنٹہ میں ہم کو کونسا طریقہ استعمال کرنا چاہیئے ؟

بعض اُستادوں کا یہ دستور ہوتا ہے کہ وہ بچوں سے کہتے ہیں۔ کہ باری باری اپنی اپنی کتابوں میں سے پڑھکر سنائیں۔ اور جب سبق ختم ہو جاتا ہے۔ تو پھر سوال کرتے ہیں۔ کہ وہ بتائیں۔ کہ اُنہوں نے سبق میں کیا پڑھا ہے۔ لیکن موجودہ زمانے کا کوئی بھی باخبر اُستاد اس طرح نہیں کریگا۔ اُستاد کا اُستانی کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ دلچسپ سبق خود تیار کریں۔ خواہ یہ سبق کتاب سے حاصل کیا گیا ہو۔ لیکن اس میں اپنے مطلب کو واضح کرنے کے لئے بیرونی تمثیلیں بھی شامل کرنی چاہئیں۔ بچوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے موضوع پر لکھے گئے مضمون کا گھر پر مطالعہ کریں۔ لیکن حفظانِ صحت کا سبق دینے کے گھنٹے میں کتابوں کا استعمال قطعی طور پر ممنوع ہے۔ سبق کو مؤثر بنانے کی غرض سے یہ ضروری ہے۔ کہ اُستانی بچوں کو اس میں عملی حصہ لینے کا موقع دے۔ بچے خود نقشے اور پوسٹر تیار کریں۔ چھوٹی عمر کے بچے تصاویر وغیرہ کاٹنے کا کام کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہیں کہا جائے کہ وہ "اور سبزی کھاؤ" کے مضمون کے متعلق نقشہ جات تیار کریں۔ ہاتھ سے کام کرنے کے گھنٹہ میں ایک ہفتہ ایک گاجر کی عمدہ اور خوشنما تصویر کی تلاش

میں خرچ کیا جا سکتا ہے۔ اور جو لڑکا سب سے عمدہ تصویر بنائے۔ اُسے کاٹ کر چارٹ کے اُوپر چسپاں کر دینا چاہیئے۔ اگلے ہفتے مولی یا شلغم کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح پر آہستہ آہستہ ایک عمدہ چارٹ تیار ہو جائیگا۔ لکھنے کے گھنٹے میں سبزی کا نام لکھنا سکھایا جائے اور جو نام سب سے اچھا لکھا ہُوا ہو۔ اسے وُہ بچّہ خود چسپاں کرے۔ کہ جس نے یہ لکھا ہو۔ بڑی عمر کے بچّے خود اپنے چارٹ تیار کر سکتے اور لکھنے کا کام بھی خود انجام دے سکتے ہیں۔

اس میں کلام نہیں۔ کہ اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے سے اُستانی کا کام بڑھ جائیگا۔ اور بعض اوقات چارٹ اُستاد کی حسب مرضی صاف سُتھرا بھی نہیں بنیگا۔ لیکن بچّوں کو سکھانے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ وُہ خود اپنے ہاتھ سے کام کریں۔

دُوسرے اوقات میں ہم جماعتی قواعد کرا سکتے ہیں۔ مثلاً دانتوں کی صفائی کی قواعد وغیرہ۔

ڈرامہ۔ نظم اور گیت کی امداد سے بچّوں کو تعلیم دینے کے مُتعلق کیا خیال ہے؟ ایک بات پر خاص طور پر زور دینا ضرُوری ہے۔ کہ ان کی تعلیم محض سکُول کے جلسہ کی خاطر نہیں دی جانی چاہیئے۔ کوئی اچھی نظم یا گیت جو عُمدہ معلُوم دے اُسے جلسے پر بھی پڑھا یا گایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے سامنے یہ مقصد نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کہیں گے۔ کہ ہم تمام لوگ ڈرامہ نہیں لکھ سکتے۔ ممکن ہے۔ یہ ٹھیک ہو۔ لیکن اگر آپ اپنی جماعت کو اس پہلو میں اپنی دماغی قوّت صرف کرنے کا مَوقع دیں گے۔ تو مجھے یقین ہے کہ بہتر نتائج پیدا ہونے کی توقّع ہے۔ اگر بچّے ننھی عمر کے ہوں۔ تو ڈرامہ بالکل سادہ ہونا چاہیئے۔ دراصل یہ ایک کھیل ہی ہونا چاہیئے۔ اگر ہم سونے کا درُست طریقہ

سکھانا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں چاہیئے کہ بچے خود سونے والے کمرے کی کھڑکیاں کھولیں اور پھر بستر پر اپنے سروں کو بالکل ننگا رکھکر سو کر دکھائیں۔ جب کھیتوں کے بارے میں سبق دیا جائے۔ تو یہ فرض کر لو کہ کمرے کے ایک کونے میں بہت سی کھاد پڑی ہوئی ہے۔ اور دوسرے کونے میں خوراک کا سامان رکھا ہوا ہے بچوں سے کہو۔ کہ وہ دوڑ کر اس کھاد کے ڈھیر پر چڑھ جائیں۔ اور پھر انہیں بتاؤ کہ ان کے پاؤں کس قدر غلیظ ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد دوڑ کر کھانے پر جا بیٹھو اور بتاؤ۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کسی وقت ہر ایک بچے سے کہو۔ کہ وہ مختلف قسم کی سبزی لائے وغیرہ وغیرہ۔

بڑی عمر کے بچوں کو ڈرامے کے لئے کافی سامان مل جائیگا۔ اگر سبق کسی مرض اور اس کے علاج کے بارے میں ہو۔ تو ایک بچہ مریض بن جائے۔ اور دوسرا نرس یا ڈاکٹر اور باقی بچے دوست اور رشتے دار بن جائیں۔ اگر سبق معدے کے متعلق ہو۔ تو ایک بچہ دانت بن جائے۔ اور ایک لعابِ دہن کا پارٹ ادا کرے اور تیسرا معدہ بنے وغیرہ۔ اب بتاؤ کہ ان کا فرداً فرداً کیا کام ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد استانی یا کوئی بچہ ڈرامہ کا خاکہ تختۂ سیاہ پر لکھے۔ مختلف پارٹ بطور بندش مضمون کی مشق کرنے کے لکھے جائیں۔ استانی کا فرض صرف یہ ہے۔ کہ وہ موجود رہ کر ان کی امداد اور نگرانی کرے۔

یہ چند خیالات ہیں جنہیں میں نے یہاں قلمبند کر دیا ہے۔ آپ یقین رکھیں۔ کہ اس کام کو کرتے ہوئے آپ خدا کی خدمت انجام دیں گے۔ کیونکہ یہ خدا کی مرضی ہے۔ کہ ہم لوگ تندرست و توانا رہیں۔ اس کی رضا یہ نہیں کہ اس ملک میں اس قدر بیماریاں پھیلی رہیں۔ جو لوگ تندرست اور توانا ہیں۔ وہ خدا کی خدمت زیادہ بہتر طریقے پر انجام دے سکیں گے۔ بہ نسبت ان

کے جو مریض اور بیمار رہتے ہیں۔ امید ہے کہ اگر ہم اپنا فرض ایمانداری سے سجا لائیں۔ تو ہمارے کام کا اثر تمام ہندوستان کی بہتری ہو گا۔

پنجابی کھیلیں

(از جے۔ ایس۔ رابسن صاحب)

کچھ مدت اس مدعا کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کہ میں اِن کھیلوں کو سکولوں اور ایسوسیشن آف فزیکل ورک میں رائج کروں۔ میں نے ان کھیلوں کا مطالعہ کیا ہے۔ پہلی مشکل جو میرے سامنے پیش آئی وہ یہ تھی۔ کہ مختلف اضلاع میں ایک ہی کھیل کے مختلف نام ہیں۔ اور وہ کھیل مختلف طریقوں سے کھیلی جاتی ہے بہت سی کھیلیں ناموں اور عمل کے لحاظ سے ایک دوسرے سے اختلاف رکھتی ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ہر دو نام اور عمل کی درجہ بندی کی جائے۔ دوسری مشکل اُن کھیلوں کے انگریزی میں نام دینے کی ہے۔ جہاں جہاں بھی ممکن ہو سکا۔ نام تقریباً تقریباً مہیا کئے گئے ہیں۔ لیکن بہت سی کھیلوں کے نام مہمل اور لامعنی ہیں۔ میں نے ہر ایک کھیل کے نام کو بغیر ترجمہ کے ہی درج کر دیا ہے۔ چونکہ مجھے ہر ایک کھیل کے عمل کے مشاہدہ کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس واسطے یہ مشکل معلوم دیتا ہے۔ کہ میں اُن کی تشریح پورے طور سے کر سکوں۔ لیکن میں نے کوشش کی ہے۔ کہ ماسوائے چند ایک ضروری تبدیلیوں کے باقی تمام باتوں میں ان کھیلوں کی اصلی حالت کے مطابق بیانات کو قلمبند کروں۔ میری ایک سال کی کوشش نے

ظاہر کردیا ہے۔ کہ کئی ایک کھیلوں کے واسطے مختلف اضلاع میں ایک ہی طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً جنڈ برہمن۔ لکن میچی۔ پوچھنے کے کھیل۔ دوڑوں کے کھیل۔

مینڈک کی طرح کچھوا رسہ کشی کھیل۔ گانے کے کھیل: دریافت جیت کرنے کے کھیل۔ پنجاب میں عام رائج ہیں۔ لیکن ہر ایک ضلع میں علیحدہ علیحدہ طریقوں سے کھیلے جاتے ہیں۔ دو کھیل پنجاب میں ایسے ہیں جو کسی ملک میں نہیں ملتے۔ ایک ٹھیلا تھینہ۔ ناٹس کو دور کے رکھنا اور پھر باہر نکالنا۔ اور دوسرا یہ ہے کہ ایک گروہ گھوڑے بنیں اور دوسرا ان کے سوار۔ ان کھیلوں کے متعلق مزید مطالعہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور اس کی ترقی آہستہ آہستہ ہوگی۔ لیکن فی الحال میں وہ کھیلیں درج کروں گا جن کا کہ میں نے مشاہدہ کیا ہے۔

گیند کو مکا مارنا۔ اس کے واسطے ایک مستطیل میدان ہو کہ ۸۰ گز لمبا اور ۲۰ گز چوڑا ہونا چاہیئے۔ اور درمیان میں دو گز کا ایک مربع بیچ اور اس کے بیچ نالی محفوظ (ہیڈ لائن) ایک آدمی اس نالی محفوظ پر کھڑا ہوتا ہے اور باقی کھلاڑی میدان کی حفاظت کے واسطے۔

کھیل کو شروع کرتے وقت محفوظ نالی والا کھلاڑی تین یا چار دفعہ فٹ بال کو اس مقصد سے میدان کی کسی طرف پھینکتا ہے۔ کہ وہ بال بغیر پکڑنے کے زمین پر گر جائے۔ جب دوسرا کھلاڑی زمین پر گرنے کے بعد بال کو پکڑتا ہے۔ تو وہ اسی جگہ سے بال کو محفوظ نالی کی طرف اس طریقہ سے پھینکتا ہے۔ کہ وہ بال بیچ والے لڑکے کے چھونے سے کھیل کے میدان سے باہر چلا جائے۔ جب یہ بال آتا ہے۔ تو بیچ والا لڑکا مکا کے

ذریعے سے یہ کوشش کرے کہ وہ اس بال کو میدان میں ہی رکھے۔ وہ لڑکا محفوظ نالی پر ہی اس کام کو کرے جب تک کہ وہ آؤٹ نہ ہو جائے۔

یہ لڑکا کب آؤٹ ہوگا۔

۱۔ اگر اس کے پہلی دفعہ بال پھینکنے سے بال کھیل کے میدان سے باہر جا کر گرے۔

۲۔ اگر جبکہ وہ بال کو دھکا مارتا ہے۔ تو بال محفوظ نالی پر گرے یا کھیل کے میدان سے باہر۔

۳۔ اگر وہ بال کو ایک سے زیادہ دفعہ مارتا ہے۔ یا بالکل نہیں مارتا۔

۴۔ اگر کسی دوسرے کھلاڑی نے بال کو زمین پر گرنے سے پیشتر پکڑ لیا ہے۔

تو ذیل کے مطابق

۱۔ وہ لڑکا جو کہ بال کو پکڑ لیتا ہے۔ محفوظ نالی والے لڑکے کی جگہ کام کرتا ہے۔ دوسرے تمام اور چھتے ہیں وہ لڑکا جو کہ بیچ والے لڑکے کو آؤٹ کرتا ہے۔ جب لڑکا آؤٹ ہو جاتا ہے۔ تو دوسرا لڑکا جس نے اس کی جگہ لی ہے۔ وہ کھیل کو پہلے طریقہ پر ہی شروع کرتا ہے۔ اگر پھینکا ہوا بال محفوظ نالی کے اوپر سے نہیں گزرتا ہے۔ تو دوسرا جو اسے پکڑے وہ پھر اسی جگہ سے بال کو پھینکے

آنکھ مچولی یا دایا اور بچہ ۔ ایک لڑکا دایا بنتا ہے۔ اور دوسرا بچہ۔ دایا زمین پر بیٹھتی ہے۔ اور بچہ دایا کی گود میں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھتا ہے۔ اور دایا اپنے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں بند کرتی۔ دوسرے لڑکے اس کی ٹانگوں پر سے گزرتے ہیں۔ اور دایا بچے کو کہتی ہے بتاؤ۔ کون گزرا۔ اگر نام بوجھ لے۔ تو جس کا نام بوجھا گیا۔ وہ بچہ بنے اور بچہ دایا بنے اور دا

دوسرے کھلاڑیوں میں شامل ہو جاتے۔ جب تک کہ بچہ نام نہ بوجھ لے۔ وہیں بیٹھا رہے۔

گیہر گھمنڈ۔ اس کھیل میں تمام کھلاڑی تین یا چار فٹ لمبی چھڑیاں ہاتھ میں لے کر دائرہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ان چھڑیوں کا ایک سرا مرکزی موری یا مرکزی دائرے میں رکھتے ہیں۔ جو کہ تین انچ کے قریب ہوتا ہے۔ ایک کے سوائے جس نے کہ بال کو مرکزی موری میں پھینکنا ہوتا ہے باقی تمام ڈنڈوں کا سرا اپنی اپنی موریوں میں ہوتا ہے۔ اور جب وہ لڑکا بال کو مرکزی موری میں لے جاتا ہے۔ تو دوسرے اپنے ڈنڈوں کے ذریعے اس کے سدِ راہ بنتے ہیں۔ اور وہ لڑکا کوشش کرتا ہے۔ کہ کسی لڑکے کی موری کو سنبھال لیوے۔ لیکن گیند کو روکنے والے لڑکے بھی تہ دل سے کوشاں رہتے ہیں۔ کہ گیند بھی روک کر دور پھینکا جائے۔ اور موری بھی وہ لڑکا لے لیوے۔ یہ طلبا کے لئے نہایت ہی دلچسپ کھیل ہے۔ خاصکر اس وقت جب گیند پھینکنے والا لڑکا کوشش کرتا ہے۔ کہ کسی کی موری پر قبضہ کر لیوے۔

میٹو مٹار۔ اس کا ذکر یوں ہے۔ کہ ایک لڑکے کو کوئی نشان بتایا جاتا ہے۔ وہ اس جگہ سے ہو کر دوسرے لڑکوں کو چھونے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ اس کے چھونے سے پہلے تمام لڑکے جائے معینہ پر چلے جائیں۔ تو اس کو دوبارہ اس نشان پر جانا پڑتا ہے۔

گل تارہ یا دودھو تارہ۔ کچھ لڑکے اکٹھے ہو کر ایک گیند لیتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک لڑکا گیند کو اوپر پھینکتا ہے۔ اور باقی لڑکے اس کو اوپر سے آتے ہوئے ہی پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر پکڑ لیا۔ جس نے

پکڑتا ہے - وُہ بال کو پھر اُوپر پھینکے - اگر بال نیچے گرتے ہُوئے کسی کو نہیں چھُوا تو تمام لڑکے بھاگ جائیں گے - اور پھینکنے والا لڑکا اُن میں سے کسی کو گیند ماریگا - اگر وُہ بال کسی لڑکے کو لگ جائے - تو جِس کو لگا ہے - وُہ گھوڑی بنے - اور جس نے مارا تھا - وُہ سوار بنے - پھر وُہ سوار بال کو اُوپر پھینکے - جو اُس کو پکڑے وُہ سوار بنے - پھینکنے والا گھوڑی - اگر بال بغیر پکڑے جانے کے کسی کو چھُو گیا ہے - تو وُہ لڑکا گھوڑی کی جگہ گھوڑی بنیگا - اور پہلی گھوڑی لڑکا بھی گیند کو پکڑے گا -

کوٹلہ چھپاکی - چند لڑکے گول دائرے کی شکل میں بیٹھکر ایک کپڑا لے کر اس کو رسّے کی طرح بناتے ہیں - اور ایک لڑکا وُہ کپڑا لیکر وُہ گرد پھرتا ہے - اور ازدہانِ خود (کوٹلہ چھپاکی کی جمعرات آئی ہے) کہتا ہُوا اُس کپڑے کو نظر بچا کر کسی کے پیچھے رکھے گا - لیکن تمام لڑکے پیچھے نہیں دیکھ سکتے - اگر اُس لڑکے نے جس کے پیچھے کپڑا رکھا ہے - معلوم کر لیا - تو وُہ کپڑا اُٹھا کر متذکرہ عمل کریگا - ورنہ وُہ پہلا لڑکا وُہ ہی کپڑا لیکر اُس کا تعاقب کرتا ہُوا اُس کو مارنے کی کوشش کریگا - اور وُہ لڑکا بھاگتا ہُوا اپنی جگہ پر آ جائے گا -

کوڑی کریل ویل بھُنو گٹا لاؤں تیل - کچھ لڑکے دو حصّوں میں ہو کر ایک حصّہ گھوڑی دُوسرا سوار بنکر دائرہ باندھ لیتے ہیں - اور ایک لڑکا مندرجہ الفاظ اپنی زبان سے کہتا ہوا - گرد بھاگ کر اپنی جگہ پر آنے کی کوشش کرتا ہے اگر رستے میں سانس ٹوٹ جائے - تو نیچلے لڑکے اُوپر آ جاتے ہیں - اور اُوپر والے نیچے - علیٰ ہذا القیاس *

رہبری

(از پادری - آر - ڈی - کارنیویل - ایم - اے)

سکول اور ہماری تعلیم کا اصلی مقصد ایسے آدمیوں کو تیار کرنے کا ہے - جو کہ اپنی سوسائیٹی میں رہبر بن سکیں ۔

اس کے ساتھ تو ہم متفق ہونگے - لیکن یہ جب ہم کسی کو رہبر قرار دیں - تو اُس کے اصولوں کا معلوم کرنا کوئی آسان بات نہیں - بعض میں اتنا مادہ ہوتا ہے کہ دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا کر جو چاہیں اُن سے کرا سکیں - لیکن بہتوں میں یہ صفت نہیں پائی جاتی - بہت سے ایسے ہیں جو کہ بڑی پوری قوم کی رہبری کر سکتے ہیں - لیکن کئی ایک ایسے بھی ہیں - جو کہ اپنی ہی عادوں کے مطابق چلتے ہیں - لیکن چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں بھی بعض ایسے ہیں - جو کہ ایسا ہی کام کرتے ہیں - جیسا کہ بڑی جماعتوں کے رہبر - اگر اُن اوصاف کے پورے طور سے ترتیب کی جائے تو معلوم ہو جائیگا - کہ وہی اوصاف جو کہ ایک بڑے رہبر میں پائے جاتے ہیں وہی چھوٹے میں ہوتے ہیں - یہ ممکن ہے کہ تمام اوصاف ہر ایک رہبر میں نہ پائے جائیں - لیکن جتنے بھی رہبر ہونگے - اُن میں سے کم و بیش ہر ایک میں پائے جائیں گے - اور یہی ایک ذریعہ ہے - جس سے کہ وُہ لوگ پہچانے جا سکتے ہیں - کسی حد تک ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اوصاف قدرتی ہوتے ہیں - لیکن بہت سے اوصاف ایسے بھی ہیں - جو کہ تجربات سے حاصل ہوتے ہیں - اور اگر سکول کا مدعا رہبروں

کو تیار کرنے کا ہو۔ تو وہ اِن اوصاف کو ترقی دے سکتا ہے۔

سب سے پہلے یہ ضروری ہے۔ کہ رہبر میں وہ اوصاف ہوں۔ جو کہ تمام آدمیوں میں پائے جاتے ہیں۔ اُس میں اخلاقی مادہ ہونا چاہیئے اور وفادار ہو۔ متحمل اور برداشت کرنے والا ہو۔ اور قدرتی منظر اور گرد و نواح کو لوٹے طور سے تکنے والا ہو۔ وہ زندگی کے کاروبار کو اچھی طرح سرانجام کرنے والا ہو۔ اور سمجھ سکتا ہو کہ کیسے کھانا چاہیئے۔ کیسے پہننا چاہیئے۔ کیسے تندرست اور مضبوط رہنا چاہیئے اور کس طرح سے روزی کمانی چاہیئے۔ اگر یہ باتیں عام آدمیوں کے واسطے ضروری ہیں۔ تو رہبروں کے واسطے اور بھی زیادہ ضروری ہیں کیونکہ اگر یہ اوصاف رہبروں میں نہ ہونگے۔ تو جھوٹے نبی ہونگے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے پیروؤں کو ترقی کی طرف کھینچیں تنزل کی طرف لے جائیں گے۔ موجودہ سکول اور سوسائیٹیاں بجائے اس کے کہ وہ ترقی کا باعث ہوں تنزلی کا باعث ہو رہی ہیں۔ وجہ جس کی یہ ہے۔ کہ بہت سی جماعتیں اُن آدمیوں کی پیروی کرتی ہیں۔ جن میں کہ سوچنے کی عادت عام آدمیوں سے بھی تھوڑی پائی جاتی ہے۔

وہ آدمی جنہوں نے کہ فوجوں یا لشکروں کے جاری کرنے اور وسیع پیمانہ پر تجارت کو کھولنے کا مطالعہ کیا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ رہبری لائین یعنی فوجی سپاہیوں کی قطار اور ان کے سوچنے والے افسروں (سٹاف) کے ذریعے جاری ہو سکتی ہے۔ اِن اصطلاحات سے تمام دُنیا کی فوجیں کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتی ہے۔ سٹاف سے مراد تمام فوج کے کاروبار کی بابت سوچنے والی جماعت سے ہے۔ اور لائین وہ

حصّہ ہے۔ جو کہ سٹاف کے احکام کی پیروی کرتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی ایسے افسر ہیں۔ جو کہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ آیا وہ حکم مانے جاتے ہیں یا کہ نہیں۔ تاہم اصلی رہبر وہی ہیں۔ جو کہ ان احکام کو بناتے اور جاری کرتے ہیں۔ یہ ایک تجویز ہے نہ کہ عقیدہ۔ پس سوچنے والا تو رہبر ہے۔ اور وہ جو تمام اس میں حصّہ لیتے ہیں مددگار ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ ایک یا دو آدمی عوضانہ لے کہ اس کام کو کریں بلکہ یہ ایک خدمت ہے۔ جو کہ اُن آدمیوں نے پوری کرنی ہے جو کہ اپنے آپ کو رہبر کہتے ہیں۔ پس رہبر کے اوصاف کیا کیا ہیں؟

کام کرنے کا بہتر طریقہ سوچنا۔ سب سے پہلی صفت کسی رہبر میں یہی ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کام کو انجام دینے کا کوئی بہتر طریقہ سوچے یہ ایک ایسی صفت ہے۔ جس کے ذریعے سے ہم یہ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ کوئی مشکل سے مشکل مسئلہ کس طرح حل ہو سکتا ہے۔ دنیا میں بہت سی باتیں آسان ہوتی ہیں۔ اور بہت سی مشکل ہم جانتے ہیں۔ کہ اس کے بہت سے جز ہیں۔ اور انہی پر سوچا بھی جاتا ہے۔ جب ہم بڑے بڑے معاوضوں کی بابت سوچتے اور غور کرتے ہیں۔ تو ہم پر یہ اثر ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک عام آدمی کے خیالات ہیں۔ جب یہ خیال کسی عام آدمی میں ہوتا ہے۔ تو وہ یہی خیال کرتا ہے۔ کہ دور ہونے کی وجہ سے ہے۔ لیکن وہ دراصل ایسی بات کی کوشش نہیں کرتا۔ کہ وہ اس کے اصلی اسباب کو معلوم کرے اور اُن کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اور اس کا کس طرح سے تدارک ہو سکتا ہے۔ لیکن رہبر ان تمام چھوٹے چھوٹے مسئلہ جات کا مقابلہ کر کے ایک کو دوسرے سے جدا کریگا۔ اور پھر ان سے

اُس بڑے مسئلہ کو حل کریگا۔ پس وُہ جو کہ دُنیا میں رہبر بننا چاہتا ہے اُس کو چاہیئے۔ کہ وُہ اس قسم کی عادات پیدا کرے۔ کہ وُہ مشکل باتوں کو آسان باتوں میں ترتیب دیکر اُن عملی طور پر استعمال کر سکے۔ ہم سب اس بات میں متفق ہونگے۔ کہ ہمارے گاؤں کی حالت بہتر حالت میں تبدیل ہو جائے تا کہ وُہ اچھی طرح سے کھا سکیں۔ اچھی طرح سے پہن سکیں۔ اور آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔

لیکن یہ تمام حالات جو کہ زمانہ حال میں ہم میں پائے جاتے ہیں برسوں سے جاری شدہ ہیں۔ اب یہ کچھ مشکل ہے۔ کہ ہم ان کو سمجھیں۔ اور تبدیل کر سکیں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ تمام سوسائیٹیوں کے رہبر اس کے استعمال پر غور کریں۔ اور عام حالات کے مطابق مسئلہ جات تیار کریں مثلاً قرضہ کی عادت۔ کمینہ پن۔ ناواقفیت۔ ناقابلیت وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر ان کے متعلق کارروائی شروع کی جائے۔ یہ مسئلہ جات جو کہ اُس وقت ہمیں معمول سے نظر دیتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے رہبروں کے لئے ایک بڑے بھاری پیمانہ پر عمل میں لائے جائیں گے۔ اور گاؤں کے حالات کو اچھے پیمانہ پر پہنچا دینگے۔

دوسروں کو سمجھنا۔ دوسری بات جو کہ رہبروں میں ہونی چاہیئے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ وُہ دوسروں کو سمجھیں اور اُن کو پسند کریں۔ ہماری بہت زندگی عام چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن رہبروں کا بہت سا کام دیگر انسانوں سے تعلق رکھتا ہے۔ رہبر کو چاہیئے۔ کہ اُن کے پورے تجربات پر غور کریں اور دیکھیں۔ کہ اُن کے دل میں کیا ہے۔ اور وُہ کیا کہتے ہیں۔ اور اُن کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ اور اُن کی ترقی کا کیا معیا

ہے۔ لیڈر بیں مادہ لینے اور ہمدردی کا مادہ ضرور ہونا چاہیئے۔ جب بچہ پہلے سکول میں آتا ہے۔ تو اس میں دوسرے لڑکوں کی سوچ اور کام کا بہت تھوڑا مادہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ وہ اُن کے گروہ میں آ جاتا ہے۔ تو پھر وہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ کس طرح سے اُس کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔

مَیں ایک دن ایک لڑکے کو اپنے چھوٹے بھائی کو کھلاتے ہُوئے دیکھا۔ وہ اِس کام میں دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ بلکہ وہ اِس میں دلچسپی لے رہا تھا۔ کہ اس کو کونسا موقع ملے۔ کہ اِس ذمہ داری سے بچے۔ اور اپنی کھیل کے لئے وقت نکالے۔ یہ کہاوت ہے۔ کہ آدمی ترقی کردہ بچے ہیں۔ اور اس قسم کے اُن کے خیال بھی ہیں۔ وہ کورس جس میں کہ بہت سی سائینس بھری ہُوئی ہو۔ ہمیشہ مفید ترین نہیں کہا جا سکتا۔ اگر کوئی لڑکا اشیا کی بابت بہت کچھ سوچے۔ اور انسانی خصلتوں پر توجہ نہ دے۔ تو وہ بہتر لیڈر نہیں بن سکتا۔

شاید کہ سکول کا سب سے ضروری حصہ یہ ہے۔ کہ طلبا ایک دوسرے کے ساتھ اپنا پورا تعلق رکھیں۔ اور اِس طرح سے ایک دوسرے کو پہنچائیں۔ جب کوئی لڑکا کوئی کتاب پڑھے۔ تو اُس کو چاہیئے کہ وہ اِس بات کا خیال کرے۔ کہ مصنف اِس کے ساتھ بول رہا ہے۔ اور سمجھے۔ کہ وہ تمام باتیں جو کہ سیکھ رہا ہے۔ کچھ وقعت رکھتی ہیں۔ کیونکہ وہ تمام باتیں جو کہ ہم کو جاننی چاہیئے۔ بذاتِ خود وہ اپنی وقعت کو ظاہر کرتی ہیں۔

وسیع دلچسپیاں۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ لیڈر ہرفن مولا ہو۔ اگر زیادہ

ں۔ تو وہ ہر بات کا کچھ نہ کچھ علم رکھتا ہو۔ تو یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ
ایک بات میں ماہر نہیں ہوسکتا۔ اس کو چاہیئے۔ وہ جو کسی نہ کسی
ت میں ماہر ہیں اُن کی پیروی کرے۔ وہ جو نوجوں پر حکمراں ہوتے ہیں
ی نہ کسی وقت وہ بھی کوئی جاہلانہ حکم دے دیتے ہیں۔ وجہ جس کی یہ
رتی ہے۔ کہ وہ اپنی نوج کے ہر ایک کام سے پورے طور سے واقف
یں ہوتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کہیں طوفان سے بچانے والی پارٹی میں شریک
ا۔ یہ پارٹی کپڑوں اور خوراک کے بانٹنے میں مشغول ہوگئی۔ لیکن پانی کی
قدار کا اندازہ لگانا بالکل بھول گئی۔ اور انہوں نے یہ ارادہ کیا۔ کہ وہ
ک جگہ اپنا خیمہ نسب کریں۔ لیکن وہ جگہ طوفان کا شکار تھی۔ وہ آدمی
جو کہ کسی سوسائیٹی کا رہبر ہونا چاہتا ہے۔ چاہیئے کہ زندگی کے روزانہ مسئلہ
بات سے واقف ہو۔ تاکہ سب کے واسطے مفید ہو سکے۔ کوئی گاؤں یا
وئی گرجہ یا کوئی تجارتی گھر وغیرہ کو اپنے میں کوئی خاص شخصیت نہیں۔
پس اُن کے لیڈروں کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسی ہستی رکھیں۔ کہ جہاں
ہر بھی ممکن ہو سکے۔ وہ اپنے آپ کو استعمال کرسکیں۔ تب ہی
کوئی گاؤں ایک گاؤں ہوسکتا ہے نہ کہ علیحدہ علیحدہ گھروں کا
مجموعہ اور تب ہی کوئی کلیسیا ایک خاص کلیسیا ہوسکتی ہے نہ کہ
علیحدہ علیحدہ ممبروں کا مجموعہ۔

اپنا درست تصور۔ ایک اور ضروری بات جو کہ کسی رہبر میں ہونی
چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ ٹھیک طور سے پہچانے کہ وہ خود کیا ہے عام
طور پر رہبر اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا خیال کرنا شروع کردیتے ہیں۔ اور وہ

بہت جلدی اس بات کو سوچنے لگ پڑتے ہیں - کہ یہ وُہ لوگ جن کی کہ وُہ
رہبری کر رہے ہیں - کہ وُہ سیکنڈ درجہ کے ہیں - اور اُن کو اس کے شکرگذار
رہنا چاہیئے - کیونکہ وُہ اُن کی مدد کر رہا ہے - تعلیم یافتہ طلبا اِس بات پہ مجبور
ہونگے - کہ دیہاتی لوگ اُن کے نئے خیالات نئی تجویزات اور نئی نئی اصلاحوں
کو منظور کریں - اور اگر وُہ نہ کریں گے - تو وُہ کم ہمّت ہو جائیں گے - کیا ہم
نے کبھی یہ شکایت نہیں سُنی - کہ جو کچھ کہ لوگوں کو کرنا چاہیئے - وُہ نہیں
کرتے - لیکن اُن طلبا کو جو کہ رہبر ہونے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں -
چاہیئے کہ وُہ اس بات کو پہچانیں کہ وُہ اُس گروہ میں سے ایک ہیں - جن
میں کہ انہوں نے کام کرنا ہے - اور رہبر کو چاہیئے - کہ وُہ اس بات کا خیال
رکھے - کہ خود اتنا ضروری نہیں جتنے کہ اُس کے خیالات یا ارادے اُس کو
نہیں چاہیئے - کہ وُہ اپنی سوسائیٹی کی آہستہ ترقی پر کم ہمت ہو جائے -
بلکہ وُہ اِن کی رہبری کے واسطے ہر وقت مستعد رہے -

پروفیسر تھارن ڈائیک کہتا ہے - کہ نا تعلیم یافتہ لوگ اپنے میں
ہی مغرور ہوتے ہیں - اور وُہ خود بخود ہی کچھ نہ کچھ خیال کر لیتے ہیں - اور
پھر بے حس و حرکت ہوجاتے ہیں - نہ تو وُہ بہتر خیالات کے ساتھ اپنے
خیالات کو تبدیل کرتے ہیں - اور نہ ہی وُہ اُن کو درست کرنے کی کوشش
کرتے ہیں - کیونکہ وُہ سمجھتے ہیں - کہ ہم چو ما دیگر نیست - لیکن رہبر
کو چاہیئے - کہ وُہ دوسروں کے تجربات کا بھی خیال رکھے - وُہ اپنے خیالات
کو دوسروں کے ہاتھ میں دیدے - اور اگر اُس کے پہلے خیالات کی
تردید ہو جائے - تو وُہ نئے خیالات کو سوچے - کیونکہ سوسائیٹی کی طرف
سے وُہ ایک ایسا ممبر نہیں - جو کہ اپنے خیالات کا خود ہی فیصلہ کرکے

کام شروع کردے بلکہ اُن کو کام کرنے کی تجویز ہی بتائے۔

کون اصلی رہبر ہوگا؟ اور کون ہیں کام کے کرنے میں ناکامیاب رہیگا؟ اس میں وہی کامیابی حاصل کریگا۔ جو کہ مستقل مزاج اور کام کرنے والا ہو۔ دوسرے خواہ کتنی ہی کوشش کریں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور اُس کے خیالات بھی خام ہی سمجھے جائیں گے۔ کیونکہ خود کام نہ کرنے کی وجہ سے اُن میں اصلیت نہیں پائی جائیگی۔

اُستاد کی دُعا

ہمارے آسمانی پِتا ہم تیرا شکر کرتے ہیں۔ کہ تُونے ہمیں اپنی خِدمت کے واسطے تیار کیا۔ اور چھوٹے بچّوں کی رہبری اور ذمّہ داری ہمارے سپُرد کی ہے۔ جِتنا زیادہ کہ ہم اپنی ذِمہ داری یعنے کہ کِس طرح سے ہمارا ایک ایک اِشارہ بلا لفظ دُوسرے کی ترّقی اور تنزلی پر اثر کرتا ہے۔ اور ہم طُلبأ کی اخلاقی ترّقی اور خِدمت کے مَوقع کو مدِ نظر رکھنے میں کِس قدر کمزور اور اندھے ہیں۔ اور کِس طرح سے ہم آسانی خواہشات اور دعوتوں کو سُستی اور کاہلی میں درگذر کرجاتے ہیں۔ جِتنا خیال کرتے ہیں اُتنا ہی زیادہ ہمیں معلُوم ہوتا ہے۔ کہ ہم کِس قدر اس آسمانی دعوت کو قبُول کرنے اور ماننے میں کمزور اور قاصِر ہیں۔ لیکن چونکہ تونے ہمیں بلایا ہے اس واسطے اَے آسمانی باپ ہمیں پُورا یقین ہے۔ کہ تو ہمارے اِس کام میں مدد دیگا۔ کہ ہم اس کام کو پُوری سمجھ کے ساتھ اور موثر طور پر بجا لاسکیں۔ کاشکہ تو ہمیں اپنے سکُول میں لے۔ اور ہمیں اسی طرح سے ہدایت کرے جَیسے کہ اپنے شاگردوں کو کی تھی۔ ہمیں اَیسی طاقت دے۔ کہ ہم اپنے اعلےٰ اُستاد یعنے خُداوند مسیح کے نقشِ قدم پر چلکر سیکھ سکیں۔ کہ زِندگی ترّقی اور فہمید کیا معنے رکھتی ہیں۔ ہمیں طاقت دے۔ کہ ہم تجھ پر اپنا بھروسہ رکھیں۔ اور تیری رہنمائی کے مُنتظر رہیں اور تجُھ ہی سے طاقت اور عقل حاصِل کریں۔

ہمیں یہ توفیق عطا کر۔ کہ ہم ایک دُوسرے کی عزّت کریں۔ اور ہمیں طاقت دے۔ کہ ہم ہمیشہ چھوٹے بچّوں کی خِدمت میں ہمہ تن گوش مصرُوف رہیں۔ ان کی ترّقی کی ممکنات کے واسطے ہمارے خیالات کو بڑھا۔ اور ہماری رُوح کو ان کے پیار میں تازہ کر۔ ہمیں یہ توفیق دے۔ کہ ان کی زِندگیوں میں ہم تجُھ کو ڈالیں۔ اور انہیں اس طرح سے سکھائیں کہ وُہ تیرے جلال اور خِدمت میں روز بروز ترّقی کرتے جائیں۔

(آمین)

سلور جوبلی ٹریننگ سکول فار ویلیج ٹیچرز موگا

موگا اخبار برائے مدرسین

جلد ۱۷	اکتوبر ۱۹۳۷ء	نمبر ۷

ایڈیٹرز:
ڈاکٹر ای - ای - ہارپر صاحب ایم - اے - بی - ڈی - پی - ایچ - ڈی -
مسز آرین - ایم - ہارپر صاحبہ ایم - اے -
شد میر کے ریزانٹ اسکولز [illegible]

آنریری ایڈیٹرز:
مسٹر محمد یٰسین ثاقب - بی - اے -
سید افضل علی شاہ بی - اے (آنرز) بی - ٹی -
شیخ علی محمد - بی - اے -

مترجم:- خوشحال چند پریم - بی - اے -



[illegible]



Photo by V. L. Griffith

فن إختراح

ٹریننگ سکول فار وِیلج ٹیچرز موگا

سلور جوبلی

"مگر یسوع نے اُنہیں پاس بُلا کر کہا۔ کیا تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے سردار اُن پر حکومت چلاتے اور امیر اُن پر اختیار جتاتے ہیں۔ تم میں ایسا نہ ہوگا بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ تمہارا غلام بنے۔ چنانچہ ابنِ آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔ اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیے میں دے"

ہمارے سکول کا مقصد
(Purpose)

ہندوستان کے چند ایک اہم ترین مسئلوں کو مسیحی نقطۂ نگاہ سے حاصل کرنے کے لئے موگا ٹریننگ سکول فار ویلج ٹیچرز نے سب سے پہلا قدم اُٹھایا ہے۔

- - - - - - - - - - - - - - -

مہاتما گاندھی جی کا اعلان ہے۔ کہ ہندوستان کی آئندہ ترقی و بہتری شہری باشندوں کے ہاتھ میں نہیں بلکہ سراسر دیہاتی لوگوں پر منحصر ہے۔ مُحبّانِ ہندوستان جو مہاتما جی کی پیروی کرنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں دیہات سُدھار کے لئے بے چین و مُضطرب نظر آتے ہیں۔ یہ ایک بڑا بھاری کام ہے۔ کیونکہ ہندوستان کی قدیم دیہاتی تہذیب جہالت اور ظلم و ستم کی بیماریوں سے رفتہ رفتہ تباہ ہو رہی ہے۔ موگا سکول کے ذریعے یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ مسیحی تعلیم کے بہترین جدید طریقوں کی بنا پر دیہات کی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان کی سابقہ دیہاتی تہذیب کے مُفید مُفید اصُولوں کو لے کر اُنہیں وہاں کے اَن پڑھ لوگوں کی تعلیم کا بُنیادی عنصر بنایا جائے۔

- - - - - - - - - - -

فی زمانہ ملکی و مجلسی تبدیلیوں سے ہندوستان کا نقشہ بالکل بدل رہا ہے ۔ اب اِس بات کی ضرورت ہے ۔ کہ سکولوں کے ذریعے قابل نوجوان تیار کئے جائیں ۔ موگا سکول دیہاتی لوگوں کی رہنمائی کے لئے طلبأ میں خود داری و ذمہ داری کے احساس کو پیدا کر کے ایک اعلےٰ درجہ کی تربیت دے رہا ہے ۔

- - - - - - - - - - -

اگرچہ ہندوستان کے سکولوں میں اب طلبأ کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ پھر بھی دیگر ممالک کے مقابلے میں بہت کم فیصدی اشخاص پڑھ لکھ سکتے ہیں ۔ یعنی ۸ فیصدی مرد و ۲ فیصدی مستورات پڑھنا لکھنا جانتی ہیں ۔ موگا سکول گذشتہ سترہ سال سے اُردو پڑھانے کے طریقوں کو بہتر بنانے کے تجربات کر رہا ہے ۔ اُردو اِس مُلک کی ادبی زبان ہے ۔ تھوڑے عرصے سے بالغوں کو اُن کی مادری زبان یعنی پنجابی پڑھنا سکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اب ہر ایک علاقے میں اَن پڑھوں کو پڑھنا سکھانے اور اُن میں ادبیات کے مُطالعہ کا شوق پیدا کرنے کی سر توڑ کوشش ہو رہی ہے ۔

- - - - - - - - - - -

ہندوستان کے موجودہ لیڈر اِس مُلک سے چھوت چھات کو دُور کرنے کا ایک بڑا بھاری قدم اُٹھا رہے ہیں ۔ گذشتہ پچیس سالوں سے موگا سکول کا یہی مقصد رہا ہے ۔ کہ غریب اور ایسے بچے جنہیں لوگ اچھوت سمجھتے ہیں یہاں سے تعلیم حاصل کر کے دنیا میں ترقی حاصل کریں یہاں بچوں کے اعلےٰ یا ادنےٰ خاندان کو مدِنظر نہیں رکھا جاتا ۔ بلکہ اُن کی قابلیت

و ترقی کرنے کی زبردست خواہش کی قدر ہوتی ہے۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر غریب سے غریب بچے کے حالات کو تبدیل کر کے اُسے موقع دیا جائے تو وہ دُوسروں کی مانند دُنیا میں فضیلت و مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ آج کل ہر ایک مذہب و فرقے کے لڑکے اور لڑکیاں عیسائی بچوں کے ساتھ اِس سکول میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اور یہ بچے سکول کے ہر ایک کام میں برابر حصّہ لیتے ہیں۔ گزشتہ پچیس سالوں سے اِس سکول کا تعلیمی معیار بہت عمدہ اور یونیورسٹی امتحانوں کے نتائج غیر معمولی بہتر ہو رہے ہیں۔ ان خاندانوں کے بہت سے طلبا نے محنت کر کے اپنے لوگوں کے درمیان باعزت رتبے حاصل کرلئے ہیں۔ اور وہ اپنی خدمات سے دُوسروں کو بھی راہِ راست پر لا رہے ہیں۔

طلبا کی ہینڈ بک سے انتخاب کردہ باتیں:-

ہمارے سکول کا نام "سیوا کا گاؤں" رکھا گیا ہے۔ اِس کے ہر ایک ممبر کے دِل میں خدمتِ مُلک کے لئے مضبوط مسیحی زندگی بسر کرنے اور اِس طرح خُدا کو خوش رکھنے کی زبردست خواہش ہے۔ ہمارا نصب العین خُدا کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے۔ اس کے لئے ہم مندرجہ ذیل اصُولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں:-

خود مختاری:- ہر ایک ممبر اپنے چال چلن کا ذمہ دار ہے۔ اپنے گروپ اور سکول کے اِنتظام میں مدد دینا اُس کا فرض ہے۔

خودداری:- جہاں تک ہو سکے۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی تعلیم۔ خوراک۔ پوشاک و دیگر اخراجات کے لئے خود کام کر کے کمائے

ہر ایک ممبر اپنے کپڑے دھونے و جسم صاف و تندرست رکھنے کا خود ذمہ دار ہے۔ اُس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے گروپ کے لئے کھانا تیار کرنے میں باقاعدہ خوشی سے حصّہ لے۔ وہ سکول، سیواگرام کی تمام اشیأ کی حفاظت کا ذمہ دار ہے۔

خود انکاری:۔ ہر ایک ممبر اس بات کا ذمہ دار ہے۔ کہ وہ اپنی تمام قابلیت و لیاقت کو اپنے خاندان۔ اپنے گاؤں و اپنے مُلک کی خدمت کے لئے صرف کرے۔

- - - - - - - - - - - - - - - -

سادہ زندگی۔ خدمت کرنے کا جذبہ و زندگی میں کام آنے والی تعلیم ہوگا سکول کی تمام خوبیوں کا لُب لُباب ہے۔

ہمارے سکُول کا بانی

(Founder)

(پرنسٹن یونیورسٹی کے ایک گریجویٹ کا موگا سکول کے بارے میں اظہارِ خیالات)

حال ہی میں مجھے مشرقی پنجاب کے علاقے میں موگا سکول کے دیکھنے کا شرف حاصل ہُوا ہے۔ اس بے مثل سکول کے بانی جناب کارٹر صاحب کی سرگرم و جالفشاں خدمات کی بابت سُن کر میرے دل پر گہرا اثر ہُوا۔ آپ کی حیرت انگیز ترقی و کامیابی کا راز آپ کی درس گاہ پرنسٹن یونیورسٹی ہی ہو سکتی ہے۔ جہاں سے ۱۸۹۵ء میں گریجویٹ ہو کر آپ نے اپنی باقی ماندہ زندگی کے لئے خدمتِ خلق کا بیڑا اُٹھایا۔ اس یونیورسٹی کا دستُور ہے۔ کہ ہر پانچ سال کے بعد تمام پُرانے طلبا جنہوں نے تحصیل علم کے بعد اُس جگہ کو خیرباد کہہ دیا ہو برادرانہ طور پر اکٹھے ہُوا کریں۔ چنانچہ جناب کارٹر صاحب متواتر ہر پانچ سال کے بعد ہندوستان سے دُور دراز کا سفر طے کر کے اور اپنے قیمتی وقت و روپے کو خرچ کر کے اس یونیورسٹی میں حاضر ہوتے رہے۔ اور اس طرح اپنے ہم جماعتیوں و کالج کے خیرخواہ بنے رہے۔ لیکن اُن میں انسانی خدمت کرنے کے جذبے اور قوت کے راز کا سبب محض یونیورسٹی ہی نہ تھی بلکہ کچھ اور تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ آپ خدا کے راستباز بندے

تھے۔ اور اُس کی مخلوق سے از حد اُلفت و ہمدردی رکھتے تھے



ریورنڈ

یہی وجہ ہے کہ آپ چیمبرزبرگ پنسلوینیا میں ایک اعلےٰ رُتبہ و عالیشان رہائش کو چھوڑ کر خداوند مسیح میں نجات کی خوشخبری دینے و خُدا کی بادشاہت کو پھیلانے کے لئے ہندوستان میں تشریف لائے۔ مشن کے کام میں داخل ہوتے وقت آپ عام بھرتی شُدہ نوجوانوں کی نسبت عمر میں بڑے تھے۔ آپ نے اپنے تربیت یافتہ دماغ و پُرمحبّت رُوح سے ہندوستان کے اہم ترین مسئلوں و ضرورِیات کو پورا کرنے کا کام شروع کیا۔ آپ کا ہندوستان میں آنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ ہر ایک شخص کو خُداوند مسیح سے پوری پوری واقفیت کرائے۔

آپ نے اپنے رہبر کے فرمان کے مطابق کھیتوں کی طرف نظر اُٹھائی اور پکی ہُوئی فصلوں کو دیکھا۔ یعنی اُس نے ہندوستان کے سات لاکھ دیہاتوں کی طرف نظر دوڑائی۔ جن میں اُس نے کئی برگشتہ رُوحیں تاریکی کے غاروں میں سرگرداں دیکھیں۔ واقعی کارٹر صاحب نے اِن دیہاتوں میں کافی فصل تیار دیکھی۔ اِسی فصل کو کاٹنے کے لئے اُس نے

دِل و جان سے اپنے آپ کو خدمت کے لئے مخصوص کر کے خداوند کے حوالے کر دیا۔

ہندوستان میں آ کر آپ نے دو سال کے اندر اندر ہی دیہاتی تعلیم کی تجویز کو کافی ترّقی دی۔ جو کہ آج کل "موگا میتھڈ" کے نام سے مشہور ہے۔ اور جسے محکمۂ تعلیم نے اپنے کئی ایک دیہاتی مدارس میں اختیار کر رکھا ہے۔

موگا میتھڈ (موگا طریقۂ تعلیم) میں ایک اور نہایت ضروری اصول یہ ہے۔ کہ طلبہ اپنی مدد آپ کرنا سیکھتے ہیں۔ کارٹر صاحب کے اس سنہری اصول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس نے پرنسٹن یونیورسٹی میں بھی اپنے پسینے کی کمائی سے اپنی تعلیم کے تمام اخراجات کو پورا کیا۔ موگا سکول میں ہر فرد اپنے دماغی کام کے علاوہ دستی کام میں بھی نمایاں حصّہ لیتا ہے۔ کارٹر صاحب نے خود اپنی زندگی سے یہ مثال پیش کر کے نوجوانوں میں دستی کام کرنے کی اہمیت و عظمت کا احساس پیدا کر دیا۔ ظاہراً یہ کام معمولی سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کی بتدریج ترقی پر نگاہ کی جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ اُس بزرگ ہستی نے بے شمار تجربات کر کے صبر و استقلال سے لوگوں کی نکتہ چینیوں اور اپنی نا امیدیوں کا سامنا کر کے اور اپنی دماغی و جسمانی طاقت کو استعمال کر کے اِس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مُہم کو سر کرنے میں جو تکالیف کارٹر صاحب کو پیش آئیں۔ اُن کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جو کارٹر صاحب سے گہری دوستی و واقفیت رکھتا ہو۔

کارٹر صاحب بڑا دُور اندیش شخص تھا۔ اُس نے ۱۹۰۷ء

میں اس کام کو کرنے کا مصمم ارادہ کیا ۔ اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے اپنی زندگی کے بیس سال صرف کئے ۔ آج کل ہندوستان کے تمام باشندوں میں یہ ایک زبردست خواہش موجزن ہے ۔ کہ دیہات میں کم از کم پرائمری تک تعلیم ضرور دی جائے ۔ "موگا طریقۂ تعلیم" ہندوستان کی موجودہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بخوبی تیار ہے ۔ میں نے خود جا کر اس سکول کی تمام کارروائی کو دیکھا ۔ اور اس کے بانی کی موثر زندگی نے مجھ پر جادو کا کام کیا ۔ میں نے اُس کے شاگردوں سے جن سے وہ خدا سے دوسرے درجے پر محبت کرتا تھا گفتگو کی ۔ میں نے سکول کے تمام اساتذہ کو جنہوں نے اس کے قدموں پر تربیت حاصل کی تھی مبارکباد کہا ۔ جماعتوں کے کمروں میں جا کر مختلف مشاغل کا ملاحظہ کیا ۔ جنہیں طلبا استاد کی مدد سے نہایت سرگرمی سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مشغول تھے ۔ یہ وہ مشاغل تھے جن سے خود کارٹر صاحب اپنی تمام دماغی طاقت سے لڑا ۔ کھیتوں اور باغات میں جا کر لڑکوں کو دستی کام کی عظمت کا نمونہ پیش کرتے ہوئے دیکھا ۔ مجھے اُس مشہور و معروف ہستی کی تمام تجاویز کی فہرست دیکھنے کا اتفاق ہوا ۔ اُس کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ کے لئے عمارات بنانے کا تجویز شدہ نقشہ ابھی تک کاغذ پر ہی درج تھا ۔ میں نے زمین کے اُن خالی ٹکڑوں کو دیکھا ۔ جہاں کہ اُس نے اُستادوں کے گھر بنانے کے لئے نشانات لگا رکھے تھے ۔ اور اُس جگہ کو بھی دیکھا جہاں کہ اُسے اپنے شادی شدہ طلبا کے لئے کوارٹر بنانے کی امید تھی ۔ اُس نے بیل احاطہ ۔ ورکشاپ و دیگر ضروری عمارات کے بنانے کی ضرورت بھی محسوس کی ۔ ان تمام

کاموں کو سرانجام تک پہنچانے کے لئے زندگی نے اُس کا ساتھ نہ دیا۔ لیکن اُس کا پختہ ایمان تھا۔ کہ اُس کا تمام تجویز شدہ پروگرام ایک نہ ایک دن مکمل ہو جائیگا۔

بعد ازاں مجھے اس کی قبر دیکھنے کا موقع ملا۔ اِرد گرد کی قبروں کی طرح اُس پر بھی معمولی سفید لوہے کی صلیب کا نشان لگا ہُوا تھا۔ جو کہ یہ ظاہر کر رہا تھا۔ کہ واقعی اس شخص نے دوسروں کی بہبودی کے لئے قربانی کی زندگی بسر کی۔ شعر:-

توڑ کر گلدان اُس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ✦ گُل کی خوشبو نے نہ چھوڑا دامنِ گلدان کو

اگرچہ کارٹر صاحب اب اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر گئے ہیں۔ مگر اُن کی یاد ہر بچّے بچّے کے دِل میں تازہ ہے۔ اُن کی عملی زندگی اب تک موگا سکول کو معطر کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا باتوں کا پختہ یقین کرنے کے لئے ہر ایک شخص کے لئے لازم ہے۔ کہ وُہ خود تشریف لا کر اِس سکول کی تمام کارروائی کا ملاحظہ کرے۔ چونکہ ہماری کلیسیا کے بہُت کم اشخاص کو موقعہ ملتا ہے۔ کہ وُہ امریکہ جیسے دُور دراز مُلک سے پنجاب میں تشریف لا سکیں۔ لہٰذا میرا یہاں آنا باعثِ خوش قسمتی ہے۔ مجھے اپنے ساتھیوں کو یہ بتا کر نہایت مسرّت حاصل ہوگی۔ کہ ہندوستان میں مسیح کا جھنڈا بلند کرنے و خُدا کی بادشاہت کو قائم کرنے کے لئے کئی ایک پُرجوش کارندوں نے جانفشانی سے اپنے آپ کو خدمتِ خلق کے لئے مخصوص کر رکھا ہے ✦

بی۔ ریمونڈ رڈبلر۔ ایم۔ ڈی۔

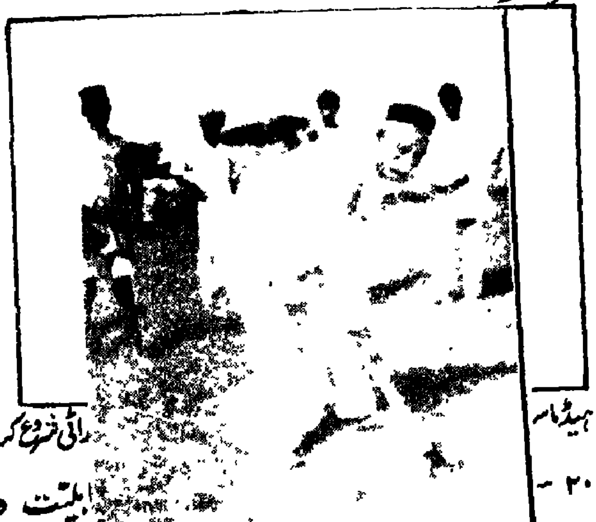
ہمارے سکول کی تواریخ

(Record 1911–1936)

۱۹۰۸ء میں فیروزپور شہر کے گرجا گھر کے متصل دیہاتی کانڈوں کے لئے ایک ٹریننگ سکول کھولا گیا۔ ریورنڈ۔ آر۔ اے۔ کارٹر صاحب اس سکول کے انچارج تھے۔ انہوں نے اس سے پیشتر ۱۹۰۷ء میں بھی پنجاب مشن کے رو برو دیہاتی استادوں کے لئے ٹریننگ سکول کھولنے کی تجویز پیش کی تھی۔ چونکہ یہ ضروری تھا۔ کہ اب سکول دیہاتی فضا میں قائم کیا جائے۔ اس لئے کارٹر صاحب نے اس سکول کی تبدیلی فیروزپور شہر سے ایک چھوٹے سے گاؤں موگا میں کر دی۔ ریورنڈ جوہن ہائیڈ صاحب نے جو کہ نہ صرف موگا بلکہ گرد و نواح کے تمام علاقے میں اب تک "دعائیہ شخص" کے نام سے مشہور ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ سے ایک عمارت اور کچھ زمین جہاں کہ گاؤں کا ہسپتال تھا۔ لیکن اب پرانے مشن احاطے کے نام سے مشہور ہے خریدی۔ یہ جگہ ڈاکٹر متھراداس صاحب کی مدد سے خریدی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے اُس وقت آنکھوں کے علاج کی ابتدا ہی کی تھی۔ لیکن آج کل خدا کے فضل سے زمین کی انتہا تک کیا بچہ کیا بوڑھا۔ سب اُن سے فیض رساں ہو کر اُن کے مدح خواں ہیں۔ اس کام میں وہ ہمیشہ ہمارا مددگار و صلاح کار

ہے۔

ماہ نومبر ۱۹۱۱ء میں مسٹر کارٹر صاحب و بارہ طلباً فیروزپور
میر کو چھوڑ کر موگا میں تشریف لائے۔ سکول کی جماعتیں پرانے
طے ہیں نیم کے درختوں کے نیچے لگا کرتی تھیں۔ کچھ عرصے کے
کارٹر صاحب نے اپنے شاگردوں کی مدد سے پہلی عمارت بنائی۔
۱۹۱۴ء کے شروع میں ریورنڈ سموئیل جیوا صاحب سکول
ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے



جناب ہیڈ ماسٹر ... راتی شروع کرتے ہیں۔

...ل نے ۲۰ ... ابلیت و جانفشانی
سرانجام دیا۔ اور آخر کار ۱۹۳۳ء میں سرخروئی سے کام سے
...ر ہو گئے۔

جب کارٹر صاحب رخصت پر امریکہ تشریف لے جاتے تھے
...ن کی غیر حاضری میں ریورنڈ ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب و ریورنڈ
...۔ جے۔ نیوٹن صاحب بطور پرنسپل کے کام کرتے رہے۔
۱۹۱...ء سے ۱۹۲۴ء تک ریورنڈ۔ ڈبلیو۔ جے۔ میکی صاحب سکول
انچارج رہے۔ ڈاکٹر میکی صاحب کی زیر نگرانی "پروجیکٹ میتھڈ"

کا آغاز ہُوا۔ اور محکمۂ تعلیم پنجاب نے تعلیم کے کئی ایک نئے پہلوؤں کی قدر پہلے پہل کرنی شروع کی۔ ڈاکٹر میکی صاحب کی خدمات کے بعد مندرجہ ذیل افسران سکول کو کامیابی کے ساتھ چلاتے آئے ہیں۔

ڈاکٹر اے۔ ای۔ ہارپر صاحب ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۱ء تک اور ۱۹۳۲ء سے اب تک سکول کے پرنسپل ہیں۔ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۷ء تک ریورنڈ۔ ای۔ ایل۔ پیڈرسن صاحب و ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۱ء تک ریورنڈ ایچ۔ ای۔ شاہ صاحب سکول کے وائس پرنسپل بنے رہے۔ نیز ریورنڈ ایچ۔ ای۔ شاہ صاحب ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۲ء تک مشترکہ پرنسپل بنے رہے۔ ریورنڈ ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ڈف۔ ایم۔ اے ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۲ء تک بطور مشترکہ پرنسپل (Joint Principal) کے کام کرتے رہے۔ اور ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۶ء تک سکول کارروائی میں نمایاں حصّہ لیتے رہے۔ مسز ہارپر صاحبہ۔ مسز پیڈرسن صاحبہ مسز شاہ صاحبہ و مسز ڈف صاحبہ باقاعدہ سٹاف کے ممبران کی حیثیت میں تعلیم کی بے بہا نعمت سے طلبا کو مستفید کرتی رہیں۔ ۱۹۳۴ء سے مس ای۔ جے سمتھ صاحبہ اُستادوں کی ٹریننگ و سکول کے پرائمری ڈیپارٹمنٹ کی انچارج ہیں۔ ریورنڈ سموئیل جیوا صاحب کے بعد مسٹر وشدیصر کمار رائے صاحب بطور ایک قابل ہیڈ ماسٹر کے اِس سکول کو دِن دُونی رات چوگنی ترقی دے رہے ہیں۔ آپ کولمبیا یونیورسٹی (نیویارک) کے ایک ٹریننگ کالج سے سپیشل ٹریننگ حاصل کرکے اِس عہدہ پر سرفراز ہُوئے ہیں۔ آپ زراعت و دیہات سدھار کے کام میں بھی کافی ملکہ رکھتے ہیں۔ آپ کی زیرِ نگرانی سکول نے نہ صرف اخلاقی پہلو میں بلکہ مجلسی۔ رُوحانی

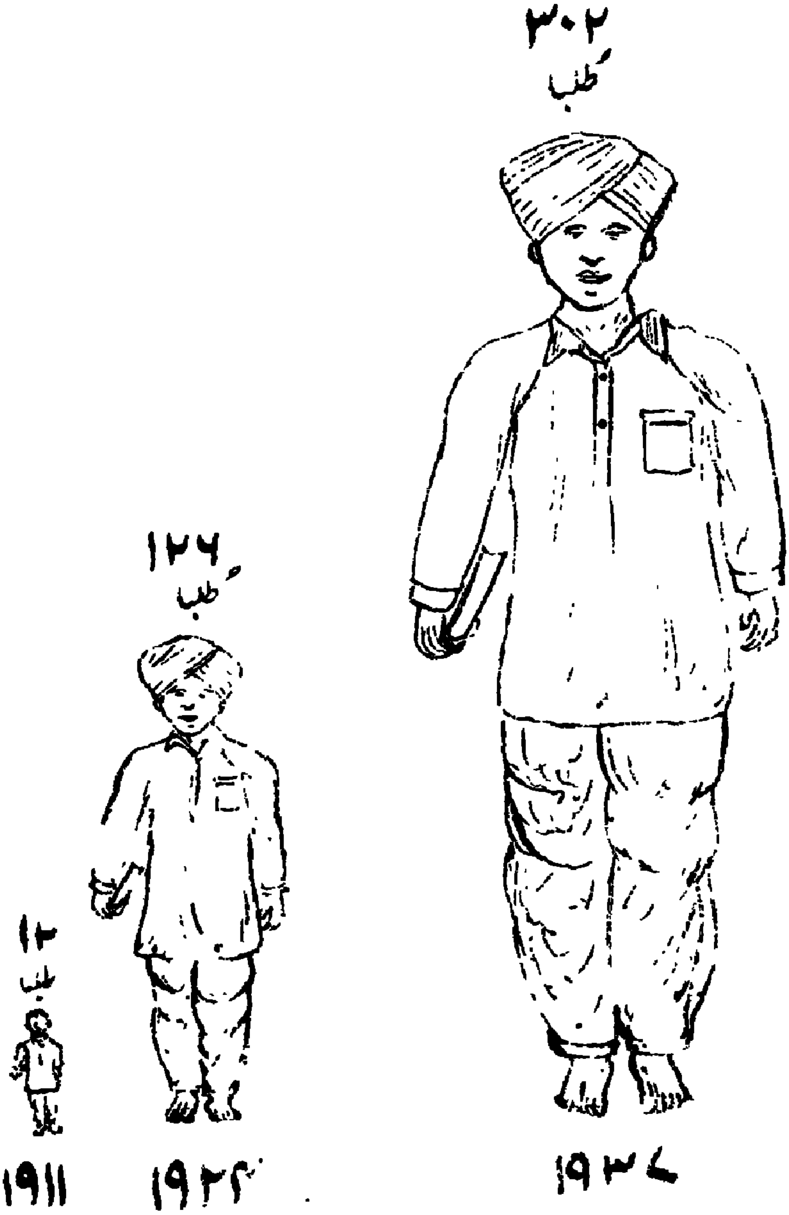
ومعاشرتی پہلوؤں میں بھی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔



ہیڈ ماسٹر صاحب مسٹر شدھیر کمار رائے

ماہ اپریل ۱۹۱۷ء تک موگا سکول محض پرائمری تک تھا۔ پھر مڈل سکول بنا دیا گیا۔ ماہ اپریل ۱۹۲۰ء میں پہلی دفعہ طلباء نے آٹھویں جماعت پاس کی۔ فروری ۱۹۲۱ء میں آٹھویں جماعت کے طلباء نے ورنیکلر فائنل کا امتحان دیا۔ ۱۹۲۱ء میں نارمل ٹریننگ کلاس کے چار طلباء نے ایک سالہ کورس ختم کیا۔ اپریل ۱۹۲۳ء میں نارمل کے طلباء نے پہلی دفعہ پنجاب یونیورسٹی کا امتحان دیا۔ اور سپیشل جونیئر ورنیکلر ٹیچرز کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے ۱۹۳۳ء تک ہر سال ایسے سرٹیفکیٹ ملتے رہے۔ ۱۹۳۶ء سے یہ ٹریننگ کورس دو سالہ کر دیا گیا ہے۔ اس دو سالہ ٹریننگ کے دوران میں ہر ایک مضمون کا مطالعہ کرتے وقت عملی کام پر زور دیا جاتا ہے۔ اور پڑھانے کی مشق کے لئے ٹریننگ کے طلباء کو دیہاتی سکولوں میں بھی بھیجا جاتا ہے۔

طلبا میں اضافہ



غریب طلبا یا اُن کے غریب والدین کا اخراجات کا خود برداشت کرنا۔

(اس میں وہ اُجرت شامل نہیں جو وہ سکول میں کام کر کے حاصل کرتے تھے)

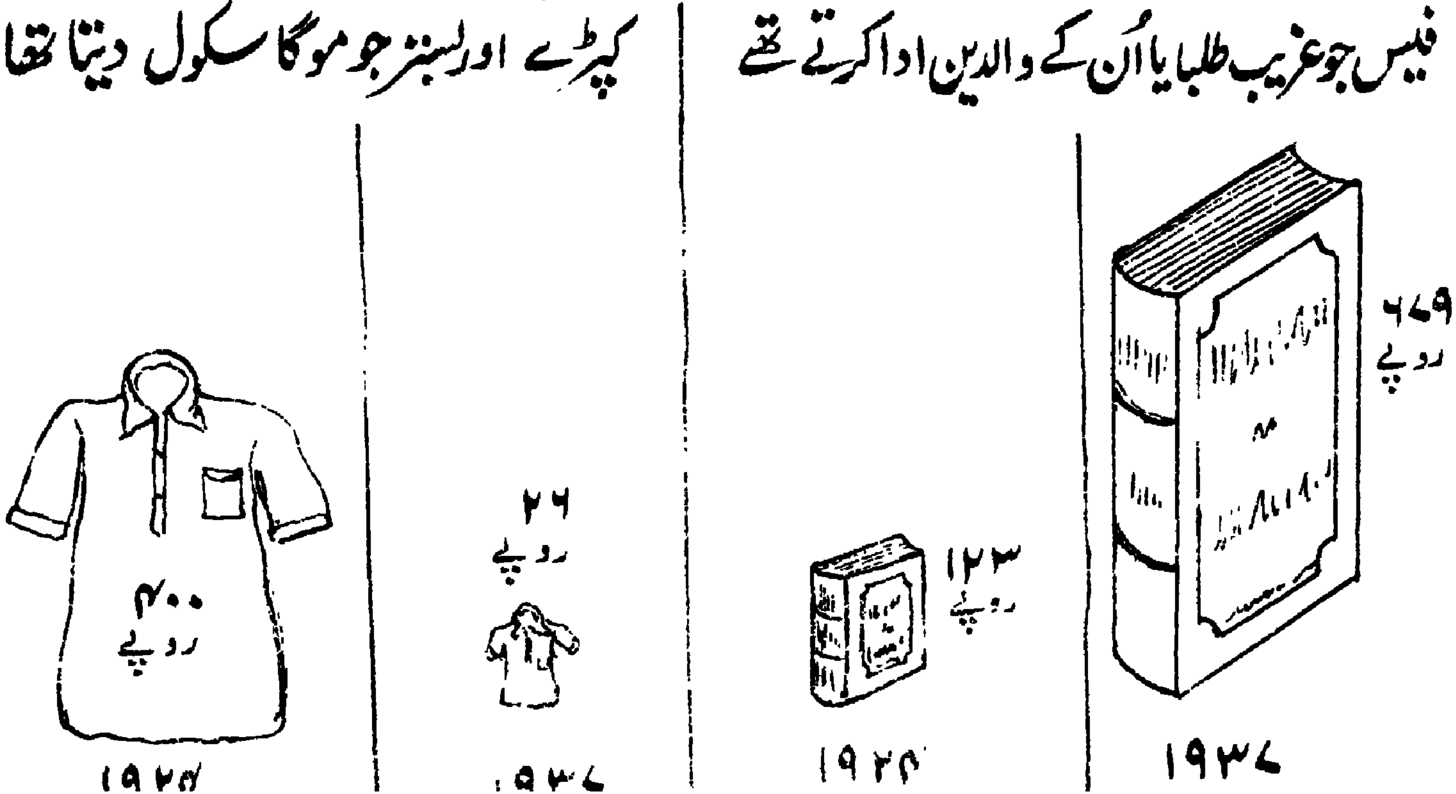
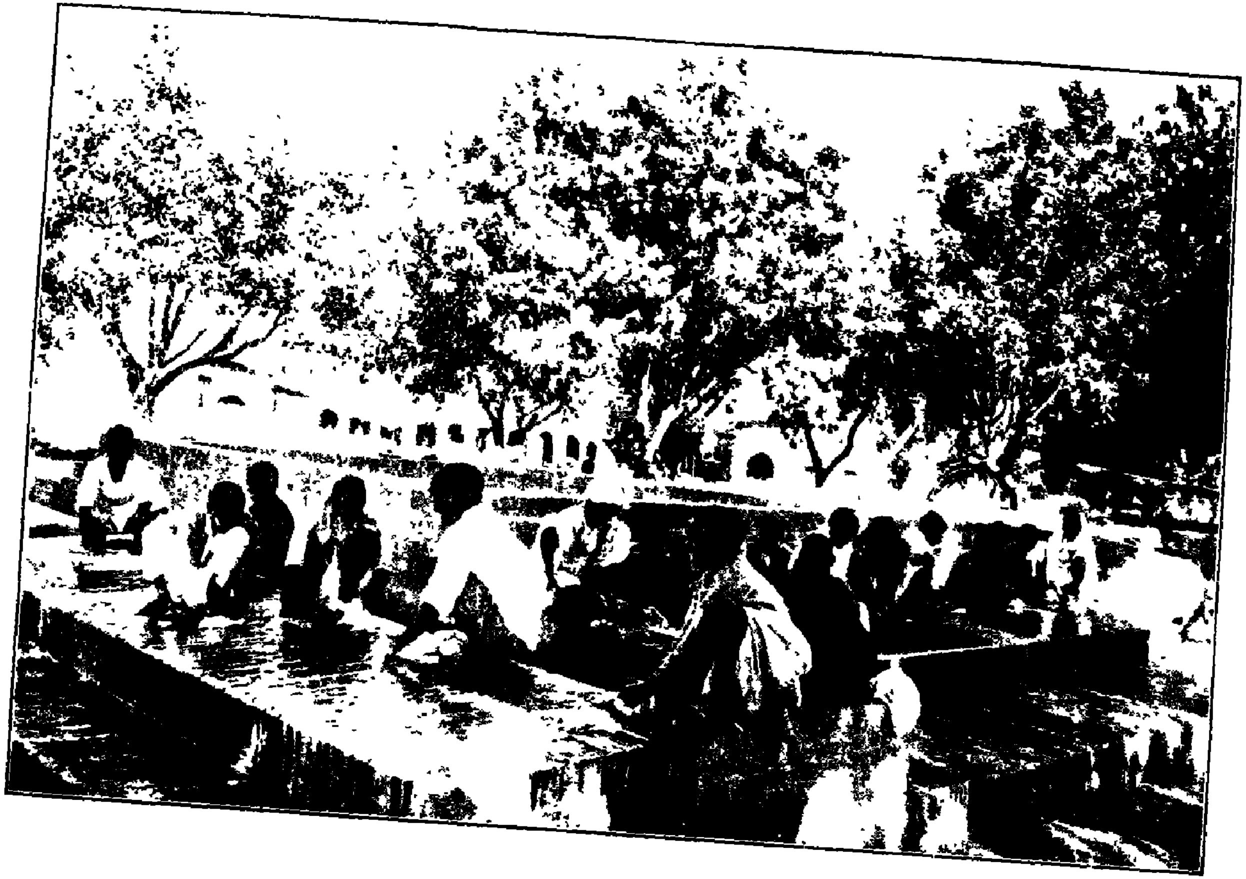




PHOTO BY H R FERGER



سکول کے لڑکے اپنے کپڑے دھو رہے ہیں

ہمارے سکول کے مشاغل

(Activity)

(موگا سکول کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہیں۔ جس نے عرصہ پانچ ماہ کا یہاں گزار کر ہمارا طریقۂ تعلیم سیکھا ہے)

موگا سکول میں سب سے عجیب بات جو مجھے نظر آئی وہ یہ ہے۔ کہ اس سکول اور اس کے وسیع بورڈنگ ہاؤس کے لئے نہ کوئی نوکر نہ چپڑاسی نہ چوکیدار اور نہ ہی کوئی مہتر ہے۔ پھر بھی تمام عمارت وصحن ہمیشہ صاف ستھرے نظر آتے ہیں۔ سکول کے ساتھ ہی زراعتی فارم بھی ہے۔ جس کی چالیس ایکڑ زمین ہے۔ بغیر نوکروں کے یہ تمام زراعت کا کام بخوبی چلتا دیکھکر انسان اور بھی دنگ رہ جاتا ہے۔ سرسری نظر سے دیکھنے والے کے لئے اگرچہ یہ امر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر ۲۵۰ طلبا کے سکول کے بے شمار کاموں اور زراعت کے کام پر نظر دوڑائی جائے۔ تو حیرانگی ہوتی ہے۔ کہ سکول کے انتظام وترتیب و بتدریج ترقی کو کیسے قائم رکھا جاتا ہے۔

اگر سکول کے اس انتظام کو تعلیمی پہلو سے دیکھا جائے۔ تو واقعی یہ امر قابل تعریف ہے۔ طلبا کے دل میں "اپنی مدد آپ کرنے" کا جذبہ بھرا جاتا ہے۔ اور ہر ایک طالب علم کو سکول کے کام کرنے کی اُجرت دی جاتی ہے۔ اس طرح وہ اپنی فیس وغیرہ ادا کرسکتا

ہے۔ کتابی واقفیت کے علاوہ جو وُہ جماعت کے کمرے میں اُستاد کے ذریعے حاصل کرتا ہے ہر ایک طالب علم اور بہت سی مُفید متفرق باتیں سیکھ لیتا ہے۔ وُہ اپنی مدد آپ کرنا سیکھ لیتا ہے۔ اور امداد باہمی کی قدر کو بھی پہچاننے لگ جاتا ہے۔ وُہ اپنی ذمّہ داری کو محسُوس کرتا ہُوا سخت کام کرنے کی اہمیت سیکھ لیتا ہے۔ یہ عادات اُس کے چال چلن کو مضبوط کرتی ہیں۔ اور اُسے پکّا اور وفادار شہری بننے میں مضبُوط بُنیاد کا کام دیتی ہیں۔ مطالعۂ کُتب سے ایسی قیمتی باتیں نہیں سیکھی جا سکتیں۔ سکول کا ٹائم ٹیبل اِس ڈھنگ سے مرتب کیا ہُوا ہے۔ کہ لڑکوں کو روزانہ زندگی کے ہر ایک کام سے واقفیت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ مثلاً لڑکوں کو بنک میں روپیہ جمع کرنے اور نکلوانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ڈاک خانے میں باری باری ہر ایک لڑکے کو منی آرڈر کرانے۔ رجسٹرڈ خطوط و پارسل ڈالنے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ خرید و فروخت کے لئے ہر ہفتے منڈی میں جانا پڑتا ہے۔ جس سے خوردنی اشیاء کے وزن و بھاؤ کا پتہ لگ جاتا ہے۔

کھیتوں میں کام کرنے سے زراعت کے کام و مویشیوں کی حفاظت کے متعلق کئی ایک ضروری باتیں سیکھی جاتی ہیں۔ لڑکے کفایت شعاری کرنا و روپے کا بہترین استعمال سیکھ لیتے ہیں۔ چُونکہ لڑکے زیادہ تر غریب دیہاتی خاندانوں سے آتے ہیں۔ اِس لئے اِس قسم کے تجربات صرف اُن کی شخصی زندگی کو ہی بہتر نہیں بناتے۔ بلکہ اُن کی تبدیل شُدہ عادات سے دیہاتی اَن پڑھ لوگ بھی کئی مُفید باتیں سیکھ لیتے ہیں۔ ہوسٹل میں لڑکے باری باری اپنے ساتھیوں کے لئے کھانا پکاتے

ہیں۔ اِس طرح وُہ صرف کھانا پکانے کا ہُنر ہی نہیں سیکھتے۔ بلکہ اُن کے دِل میں اپنی ماؤں۔ بہنوں و بیویوں کے لئے جنہیں اُن کے لئے دِن میں دو دفعہ اور ہفتے میں سات دِن کھانا پکانا پڑتا ہے۔ سچی عزّت و قدر کا احساس پَیدا ہو جاتا ہے۔

سکُول میں آٹھ شرکا کی ایک پنچایت بھی قائم کی گئی ہے۔ جس میں ہر ایک جماعت سے ایک ایک نمائندہ شامِل ہے۔ اور یہ پنچائیت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب کی زیرِ نگرانی بڑی کامیابی سے اپنی خِدمات کو سر انجام دے رہی ہے۔ یہ پنچائیت سکُول کے تمام اخلاقی و مجلسی معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے کر مُختلف کمیٹیاں مُقرر کر دیتی ہے۔ مثلاً حفظِ صحّت کی کمیٹی۔ خوراک کا اِنتظام اور اس کی صفائی کی دیکھ بھال کرنے والی کمیٹی۔ تمام کارروائی کی رپورٹ تیار کرنے والی کمیٹی۔ سکُول اسمبلی کمیٹی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام کمیٹیاں سکول کی بہتری و بہبُودی کے لئے وفاداری سے اپنے اپنے فرائض کو سرانجام دے رہی ہیں۔

میرے خیال میں یہ سکُول اِس بات کی ذِمہ داری محسُوس کرتا ہے۔ کہ طالب علم نوجوان ہو کر کسی انتظامیہ کمیٹی کے اِنتخاب کے لئے صحیح رائے دے سکیں۔

سکُول کے اِحاطے میں ایک مُرغی خانہ بھی ہے۔ جس کی حفاظت لڑکے خود کرتے ہیں۔ سکول کی طرف سے طلباؑ کو چند ایک ہُنر بھی سکھائے جاتے ہیں۔ مثلاً کپڑے سینا۔ جُوتی بنانا اور خانگی استعمال کے لئے چارپائی بُننا و دیگر لکڑی کا سامان تیار کرنا۔

اِس سکول کی ایک عمدہ لائبریری بھی ہے۔ جہاں بہت سے مفید تعلیمی رسالہ جات۔ اخبارات و میگزین پڑھنے کے لئے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ مجھے اِس بات کا علم نہیں۔ کہ طلباء کہاں تک اِس لائبریری کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ میں ضرور کہونگا۔ کہ پروجیکٹ طریقۂ تعلیم کے لئے لائبریری کا اکثر استعمال نہایت ضروری ہے۔ طلباء کی تمام مشکلات کو دُور کرنے کے لئے اور مختلف مضامین کے متعلق کتب بہم پہنچانے کے لئے ایک لائبریرین بھی ہے۔

اِن تمام باتوں کے بعد کسی کے دِل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس سکول کے لڑکے اور لڑکیاں اِتنا کام کاج کرنے کے باوجود سکول کی پڑھائی کے لئے کیسے وقت نکال سکتے ہیں۔ اِس کے جواب میں مَیں یہی کہونگا۔ کیا جن باتوں کا مَیں نے اُوپر ذکر کیا ہے۔ اِن کے ذریعے بچے کافی علم حاصل نہیں کرتے؟ شاید جماعت کے کمرے میں اُستاد کی بتائی ہوئی باتوں کی نسبت یہ عملی کارروائیاں زیادہ مفید اور ضروری ہیں۔ اب میں سکول کے پڑھائی لکھائی کے ٹائم ٹیبل کی بابت چند باتیں لکھونگا۔

سکول میں آٹھ جماعتیں ہیں۔ ان کے علاوہ دیہاتی مدرسین کے لئے نارمل ٹریننگ کلاس اور ننھے بچوں کے لئے کنڈر گارٹن کلاس بھی ہے۔

کنڈر گارٹن کلاس ایک قابل۔ ہر دلعزیز اُستانی کے ماتحت ایک آراستہ کمرے میں لگتی ہے۔ بچّوں کے بشاش چہروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے کام کو پسند کرتے ہیں۔ بچے اپنی جماعت کے کمرے میں ریت کے ایک حوض میں آسان آسان مشاغل کو سرانجام دیتے میں مشغول نظر آتے ہیں۔ مثلاً گھر تیار کرنا۔ پُل بنانا۔ دریا

کھودنا وغیرہ وغیرہ

بچے تصویریں بنا کر اُن میں رنگ بھرتے ہیں - وہ کھلونے اور گڑیاں بناتے ہیں - وہ سینے پرونے کا کام کرتے ہیں - رفتہ رفتہ وہ دستکاری کے علاوہ گفتگو کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرنا بھی شروع کر دیتے ہیں - کچھ عرصے کے بعد اُن کا ذخیرۂ الفاظ بڑھ جاتا ہے - اور عادات و اطوار درست ہو جاتے ہیں - کنڈرگارٹن کلاس میں ہی مذہبی تعلیم بھی شروع کر دی جاتی ہے - میرے خیال کے مطابق بچّی مذہبی اور اخلاقی تعلیم اِسی طرح اور اِسی وقت ہی شروع ہونی چاہیئے۔

بچوں کو خُدا کی قُدرت مثلاً خوبصورت پھُول - چہچہاتے پرند - دریا - بادل - نباتات اور جانوروں کے متعلق گیت سکھائے جاتے ہیں - اِس طرح بچے اپنے خالق کی کاریگری کا درست اندازہ لگا کر خُوبصُورت اشیا سے محبت کرنا سیکھ جاتے ہیں - ایک سال کنڈرگارٹن میں گُزار کر بچّہ موگا سکول کے پرائمری ڈیپارٹمنٹ میں اپنا قدم رکھتا ہے - بچّوں میں نئی نئی اشیا بنانے - اُن کی بابت گفتگو کرنے اور مختلف کتب کا مطالعہ کر کے اپنی واقفیت میں اضافہ کرنے کا شوق بڑھتا جاتا ہے۔

پہلے سال ہر روز پڑھائی شرُوع ہونے سے پہلے بچوں کا ایک فری پیریڈ (آزادی کا گھنٹہ) ہوتا ہے - جس میں بچّے آزادانہ گفتگو کرنے اور کھیل کھلونوں میں مشغول رہتے ہیں - اُستاد اُن کی رفتار و گُفتار کی نگہبانی کرتا ہوا درست کام کرنے میں اُن کی حوصلہ افزائی کرتا ہے - پھر بچّے ایک کانفرنس کے طور پر اکٹھے ہو کر پروجیکٹ کے انتخاب کے لئے اُستاد کے ساتھ گُفت و شُنید کرتے ہیں - ایک لڑکا کچھ کام کرتا

چاہتا ہے۔ جبکہ ایک لڑکی اُس سے بالکل مختلف مشغلہ چُنتی ہے۔ اُستاد اُنہیں دو چار دفعہ باہر سیر کے لئے لے جاتا ہے۔ اور آخرکار کافی بحث و مباحثہ کے بعد جماعت ایک مشغلہ چُن لیتی ہے۔

پروجیکٹ کے شروع ہوتے ہی پڑھنے لکھنے اور گنتی کا کام بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی بچہ کسی بات کی بابت اُستاد سے پُوچھے تو اُستاد اُسے لائبریری کی کتب پڑھنے اور وہ بات معلوم کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس طرح بچے پڑھنا سیکھنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ موگا سکول میں پڑھنا سکھانے کا طریقہ پُرانے حروفِ تہجّی کے طریقے سے بالکل مختلف ہے۔ اس طریقے کو سیکھنے کے لئے ناظرین "رہنمائے مدرّسین" کا مطالعہ کریں۔ یہاں حروفِ تہجّی سکھانے میں وقت ضائع نہیں کیا جاتا۔ میں بچوں کی درست و رواں پڑھائی کو دیکھ کر بہت متاثّر ہوا۔ دیگر پرائمری جماعتوں و مڈل جماعتوں میں پروجیکٹ کے ذریعے اور بہت سا نصاب سکھایا جاتا ہے۔ انتخاب شدہ پروجیکٹ کے ضمن میں بچے کئی ایک چھوٹے چھوٹے مشغلوں میں بھی مشغول ہو جاتے ہیں۔ کانفرنس کے گھنٹے میں بچے اُس دن کی تمام کارروائی کا پروگرام بناتے ہیں۔ جسے تختہ سیاہ پر لکھ دیا جاتا ہے۔ بچے بخوشی اس پروگرام پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اُن کا اپنا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ پروجیکٹ کے دوران میں بچے کئی قسم کے ہنر سیکھ لیتے ہیں۔ اور مختلف مضامین کی بابت واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ بچوں میں نئی نئی معلومات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ موگا طریقۂ تعلیم کے مطابق تمام مضامین پروجیکٹ یا مشاغل کی مدد سے پڑھائے جاتے ہیں۔ جس

سے کہ بچّوں کے دماغ پہ کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ منظور شدہ نصاب و امتحانات کی ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے یہ طریقہ نہایت مفید ہے سب سے زیادہ ضروری باتیں مثلاً پڑھنا، لکھنا اور ریاضی پروجیکٹس کے ذریعے سے ہی سکھائے جاتے ہیں۔ جُوں جوں طالب علم بڑی جماعتوں میں جاتا ہے۔ اُس کے لئے سکول کی پڑھائی نہایت آسان ہوجاتی ہے اور اُستاد کو بھی ہر ایک دقّت و سردردی سے رہائی ملتی ہے۔

موگا سکول میں تعلیم کا ایک اور نہایت ضروری پہلو جسے عام سکولوں میں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہے کہ بچوں کو پرہیز گاری سکھائی جاتی ہے۔ میں نے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو بھی پروٹین۔ سٹارچ اور وٹامن کی بابت گفتگو کرتے سُنا۔

اس سکول کی جماعت چہارم نے مجھے ایک دن کھانے پر دعوت دی



جماعت چہارم کے طلبا اپنے مہمانوں کو کھانا کھلا رہے ہیں۔

سب کھانے بچوں نے اپنے ہاتھوں سے تیار کئے تھے - ہرایک چیز صاف وستھری تھی اور کھانے نہایت لذیذ تھے - کھانے کے بعد لڑکے اور لڑکیوں نے باری باری اپنی پکائی ہوئی چیزوں کی بابت بتایا کہ فلاں چیز صحت کے لئے کہاں تک مفید ہے - اگرچہ یہ کھانا پکانے کا پروجیکٹ کوئی وسیع پیمانے پر نہ تھا پھر بھی اس میں پرہیزگاری وکفایت شعاری کے مفید سبق سیکھے جا سکتے تھے - بچوں نے یہ معلوم کرتے ہوئے کہ فلاں سبزی یا دال کس موسم کیسی زمین اور کس ملک میں اُگتی ہے - جغرافیے کی بابت بہت کچھ سیکھا - اُنہوں نے مجلسی نقطۂ نگاہ سے بھی اس پارٹی میں کافی حظ اُٹھایا اور ایسے موقعوں پر شائستگی کے ساتھ برتاؤ کرنے کا ڈھنگ سیکھا - اِس قسم کے کام ہرایک جماعت کے لئے باعثِ رشک ہو سکتے ہیں -

سکول کے تمام شُرکا بطور ایک خاندان کے ایک دُوسرے سے برادرانہ سلوک کرتے ہُوئے خُوشی و مسرت سے زندگی بسر کر رہے ہیں -

مُختلف مذاہب کے اُستاد سٹاف کے ممبر ہیں اور اُن میں باہمی محبت وغیر تعصبانہ میل مِلاپ ہے - اگر کوئی اُستاد اس خیال سے کہ وہ عیسائی ہے دُوسرے غیر عیسائی اُستادوں کی نسبت بہتر نوکری یا تنخواہ طلب کرے تو اُس کی سخت غلطی ہوگی - اور وہ دُوسروں کے سامنے ایک بُرا نمونہ پیش کریگا -

مجھے ابھی تک نارمل کلاس کے طلبا کا کام دیکھنے کا موقع نہیں ملا - لیکن اِس نتیجہ پر پہنچنا کوئی مُشکل بات نہیں کہ موگا جیسے اصلاح شدہ سکول سے وہ نوجوان پریکٹیکل ٹریننگ حاصل کرکے دیہاتی سکولوں کو بڑی خُوش اسلوبی سے اور بطور ایک خاندان کے نہایت کامیابی سے چلائینگے *

کنور رگھوراج سنگھ



پروجیکٹ جماعت چہارم —   شہد کی مکھیاں پالنا ''



پروجیکٹ جماعت دوئم -- '' پہاڑ بنانا ''

ہمارے سکُول کی زندگی

(Life)

تجربات کی بنا پر علم حاصل کرنا ہمارے سکول کے طلبا کا ایک خاصّہ ہے۔ ابتدائی جماعتوں کے بچّے مختلف تعلیمی کھیلوں کے ذریعے تعلیم کی دُشوار گزار گھاٹیوں کو آسانی اور دلچسپی سے عبُور کر رہے ہیں۔ لہلہاتے کھیتوں اور رشکِ فردوس باغیچوں کے گہوارے میں ہمارا سکول نہایت سادگی سے تربیت پا رہا ہے۔ یہ دلکش دیہاتی ماحول طلبا میں مطالعہ کا شوق پیدا کرتا ہے۔ اور وہ زندگی کے ہر ایک مفید پہلو میں ترقی کی راہ پر گامزن نظر آتے ہیں۔

گزشتہ سال جماعت چہارم کے طلبا نے اپنا پروجیکٹ "مفید درخت" منتخب کیا۔ اور سال بھر مختلف اشجار کے متعلق نئی نئی واقفیت بہم پہنچانے میں مصروف رہے۔ خصوصاً اُنہوں نے اُن پودوں کا غور سے مشاہدہ کیا جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔ نیز اُنہوں نے سکول کے استعمال کے لئے صابن تیار کرنے کا ٹھیکہ بھی لے لیا۔ لائبریری کی کتب کا مطالعہ کر کے اور خط و کتابت کے ذریعے اُنہوں نے کاغذ بنانے کے طریقوں کو معلوم کیا اور اس کی تدریجی ترقی پر ایک دلچسپ مضمون لکھا۔ گزشتہ زمانے میں درخت تختۂ اشتہار کا کام بھی دیتے آئے ہیں۔ درختوں اور پودوں کی قطاریں گھروں کی سجاوٹ ہوتی تھیں اور پرائیویٹ گھروں کے لئے پردے کا کام دیتی ہیں۔ اس پروجیکٹ کے دوران میں طلبا جماعت چہارم کو کئی ایک نئی نئی کُتب کا مطالعہ کرنے کا

موقع مل گیا۔ اُنہوں نے جغرافیہ اور حساب کے متعلق بھی بہت کچھ سیکھا۔ طلبا نے اپنے اُستاد کی زیرِ نگرانی نہایت جانفشانی سے درختوں کے فوائد کے متعلق ایک ڈرامہ کیا۔ جسے تمام حاضرین نے نہایت پسند کیا۔ یہ ڈرامہ تیار کرتے وقت اُنہیں اپنا اپنا پارٹ لکھنے اور اُسے زبانی یاد کرنے کی مشق دی گئی۔

× × × × × ×

پچھلے سال پہلی جماعت کے بچوں نے بطور نمائش کے ایک بازار سجایا۔ لڑکیوں نے چائے اور مٹھائی کی دکانیں لگائیں۔ خوراک اور رہائش کے لئے ایک چھوٹا سا ہوٹل بھی کھولا۔ لڑکوں نے درزی۔ کمہار اور بڑھئی کی دکانیں کھول کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

× × × × ×

پانچویں جماعت کے طلبا حکومت کے متعلق واقفیت حاصل کر رہے ہیں۔ موجودہ ملکی حالات نے اُنہیں اِس بات پر راغب کیا ہے کہ وہ دیہاتی پنچایت سسٹم کو چھوڑ کر حکومت کے نئے نظم و نسق اور ضابطے کا بغور مطالعہ کریں۔ نیز بادشاہوں کی تاجپوشی کی بابت بھی سیکھیں (تاجپوشی شہنشاہ جارج ششم مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء)

× × × ×

ایک دفعہ تیسری جماعت کے طلبا نے دیہاتی ڈاک خانہ بنانے کا ارادہ کیا۔ نہیں سرکاری ڈاک خانہ دکھایا گیا۔ بہت سوچ وچار کے بعد لڑکوں نے ڈاکخانہ ی عمارت کا نقشہ کھینچا اور اخراجات کا حساب لگایا۔ بعد ازاں اُنہوں نے اپنی اعت کے کمرے کے سامنے اس عمارت کو مکمل کیا۔ بچوں نے اپنے ہاتھوں ے اینٹیں۔ گارا اور عمارت تیار کرکے عملی کام کا بہترین نمونہ پیش کیا۔ اُن ہ بات روشن کی گئی کہ انسان کی زندگی میں ایک دُوسرے کو پیغام پہنچانے

کے لئے ڈاک خانہ کی اشد ضرورت ہے۔ تواریخی مطالعہ پر زور دیا گیا۔ نبیوں۔ بادشاہوں اور قوموں کے پیغامات کا مطالعہ کرنے کے لئے جغرافیہ بائیبل کی ضرورت محسوس ہوتی۔ طلبا کو دنیا کے نقشہ سے خشکی۔ تری اور ہوائی ڈاک کے تمام راستے دکھائے گئے۔ مختلف ممالک کی ٹکٹیں فراہم کرکے طلباء کی واقفیت میں اضافہ کیا گیا۔ اس پروجیکٹ میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد طلبا میں موگا سکول کی خدمات کا احساس پیدا ہوا۔

اس کام کے لئے محنتی۔ ایماندار اور متحمل طلبا کی ضرورت تھی۔ ہر روز سکول کے دفتر میں مقررہ وقت پر ہر ایک طالب علم آکر تمام خطوط۔ منی آرڈر اور پارسل موگا ڈاک خانہ کو جو کہ ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ لیجانے لگا۔ لڑکوں کو منی آرڈر فارم بھرنے۔ خط لکھ کر چھوٹے بچوں اور ناخواندہ اشخاص کو پڑھ کر سنانے کی مشق دی گئی۔ سال کے اختتام پر تمام کارروائی کی رپورٹ سے معلوم ہوا۔ کہ بچوں نے اپنے نصاب میں تسلی بخش ترقی کی ہے۔ مطالعہ بائیبل میں بھی غیر معمولی اچھے نتائج دکھائے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کی عام واقفیت کافی وسیع ہوگئی۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اُن کے چال چلن مضبوط اور پختہ ہو گئے۔ مندرجہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ تعلیم کا تجربات سے گہرا تعلق ہے۔ لہذا ہر ایک مسئلہ کو حل کرنے کے لئے متفق طور پر کام کرنے۔ اختلاف رائے کو رفع کرنے۔ دیہاتی پڑوسیوں کی خدمت کرنے اور انجیل کی خوش خبری کو اپنی روزمرہ کی زندگی سے وابستہ کرنے کی ازحد ضرورت ہے۔

× × × × ×

چند سال ہوئے ساتویں جماعت کے طلبا نے ایک چھوٹا سا نمونے کا

گاؤں بنانے کا پروجیکٹ منتخب کیا۔ اُنہوں نے حفظِ صحت کے اصُولوں کو مدِ نظر رکھتے ہُوئے گاؤں کے محلِ وقوع کا مشاہدہ کیا۔ تعلیم اور تفریحِ طبع کا انتظام بھی کیا۔ دیہات سُدھار کے متعلق کئی ایک کتب اور رسالہ جات کا مطالعہ کیا گیا۔ اُنہوں نے ایک کلیسیا بھی بنائی اور بشارتی کام کے لئے مختلف مقامات مقرّر کئے۔ اُنہوں نے اپنے ہم عُمر دیہاتی لڑکوں کو مسیح کی بابت بتانے کے لئے بائیبل کی کہانیوں کا ایک کورس تیّار کیا۔ یہ جماعت متواتر تین ماہ تک اپنے روزانہ بائیبل پیریڈ میں ان کہانیوں کو مندرجہ ذیل تین درجوں میں مرتّب کرنے میں مصرُوف رہے۔

ا۔ کیا لڑکے اِن کہانیوں سے دلچسپی حاصل کرینگے؟

ب۔ کیا اِن کہانیوں سے دیہاتی لڑکوں کو رُوحانی فائدہ پہنچیگا؟

ج۔ کیا ان کہانیوں سے کوئی مفید سبق سیکھا جا سکتا ہے؟

اُنہوں نے ان تمام کہانیوں کا انتخاب خداوند مسیح کی زندگی سے کیا۔ اور اِنہیں سکھانے کے لئے بڑے بڑے باتشریح چارٹ تیار کئے۔

ہمارے سکول میں ہر روز ہر ایک جماعت ایک باتجربہ اُستاد کی زیرِ نگرانی مطالعہ بائیبل سے مُستفید ہوتی ہے۔ اور اتوار کے دن اس کام میں زیادہ وقت صرف کیا جاتا ہے۔ مذہبی تعلیم دینے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ پروجیکٹس اور دیگر مشاغل کے ذریعے طلبا کے مسیحی چال چلن کو بہتر بنایا جائے۔ اور عالمِ شباب میں اُن کی رہنمائی کر کے اُنہیں بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے تیار کیا جائے۔ مسیحی مذہب کو ایک علیحدہ سا مضمون ہی تصوّر نہ کیا جائے بلکہ سکول کی تمام زندگی کے لئے اس مذہب کی تعلیم بطور ہدایت اور رہنمائی کے کام آتی ہے۔ اس لئے مذہبی تعلیم کا طلبا

کے روزمرّہ تجربات سے نہایت نزدیکی رشتہ ہے۔ بائیبل مقدس اِس بات پر زور دیتی ہے کہ روزانہ تجربات۔ عبادت اور عملی مسیحی خدمت کے ذریعے اِنسان ہر روز مسیح کے نقشِ قدم پر چل کر اُس جیسا بننے کی کوشش کرے۔

کھیلوں میں حِصّہ لینے سے طُلبا کو مُختلف ٹیموں کا لیڈر بننے کا موقع مِل سکتا ہے۔ ہمارے سکول کے طلبا دیگر سکولوں کی ٹیموں کے ساتھ میچ کرنے کے بڑے مُشتاق ہیں۔ ٹورنامنٹ کے موقعوں پر ہم نے کئی ایک کپ جیتے ہیں۔ موگا ہائی سکولوں کے ساتھ میچ کرنے میں انہوں نے لگاتار ۳ سال ہاکی اور فٹ بال کپ جیت کر ہمیشہ کے لئے اپنے سکول میں رکھ لئے ہیں۔



گورنر صاحب موگا سکول کے سکاؤٹوں کے نام لکھ رہے ہیں۔

ہمارے سکاؤٹ اور بلیو برڈز بھی کافی ترقی کر رہے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس کے طلبا کو نَو خاندانوں یا گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر ایک گروپ میں مختلف عمروں کے تقریباً بیس لڑکے شامل ہیں۔ ہر ایک خاندان کے لئے علیحدہ علیحدہ باورچی خانہ ہے، جو کہ لڑکوں نے خود تیار کیا ہے۔ لڑکے باری باری کھانا پکاتے۔ دُوسرے لڑکوں کو کھلاتے گھر کی صفائی کرتے اور خاندانی باغیچے کی رکھوالی کرتے ہیں۔ سکول کے ساتھ ہی اُستاد صاحبان کے رہنے کے لئے ایک ماڈل گاؤں بنایا جا رہا ہے۔ اس وقت سکول سٹاف کے چار ممبر وہاں رہائش پذیر ہیں۔ ایک گھر دوسرے گھر سے بالکل مختلف ہے۔ اُمید ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ ماڈل ویلج سکول کے تمام کارکنوں کی رہائش سے رونق افروز ہو جائیگا۔ یہ تجویز پیش ہوئی ہے کہ ہر ایک خاندان ایک گائے بھینس یا بکری رکھ کر اپنی خوراک میں اضافہ کرے (آجکل قلیل آمدنی اور زائد اخراجات کی وجہ سے ہر ایک بچے کو صرف آدھا پیالہ دُودھ روزانہ مُشکل سے ملتا ہے) علاوہ ازیں ہر ایک خاندان میں چند ایک



نمونے کا دیہاتی گھر بنانا

مرغیاں۔ صحن میں پھلوں کے درخت اور سبزیاں بھی ہوں۔

ہمارے سکول میں تعلیم باہمی کا آغاز تسلی بخش ہو رہا ہے۔ پنجاب میں لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ہی سکول میں تعلیم حاصل کرنا بہت ہی بُرا مانا جاتا ہے اور اس کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ہمارے سکول کی پرائمری جماعتوں میں تقریباً چالیس لڑکیاں پڑھتی ہیں اور تقریباً آٹھ لڑکیاں نارمل کی ٹریننگ حاصل کر رہی ہیں۔ اگر ہم ماڈل گاؤں میں تمام لڑکیوں کے رہنے کے لئے ہوسٹل بنانے میں کامیاب ہو گئے تو تعلیم باہمی زیادہ ترقی پذیر ہو سکتی ہے۔ اور تب ہی ہم اس کام کا عملی پہلو لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

جماعت کے کمروں اور خاندانوں میں طُلبا کی زندگی ایک اعلےٰ معیار پر قایم ہے۔ اُنہیں صرف کتابی واقفیت بہم پہنچا کر طوطے کی طرح رٹنا سکھایا نہیں جاتا۔ بلکہ شخصی طور پر رہنمائی کر کے مجلسی پہلو میں اُن کی تربیت کی جاتی ہے خداوند مسیح کے فرمان کے بموجب ہر ایک شخص کی فرداً فرداً قدر کی جاتی ہے۔ ہر ایک کو پُوری آزادی حاصل ہے۔ اور ہر ایک کو سرگرم خدمات کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ موگا سکول کے وفادار منتظمان اور پرُشوق کارکنوں کو یقین ہو چکا ہے کہ کسی مضمون کا انتخاب کر کے اُسے طُلبا کو سکھانے کے لئے مسیحی طریقے نہایت مؤثر اور کامیاب ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موگا سکول جدید طریقہ تعلیم میں اتنی دلچسپی لے رہا ہے۔

تاثّرات

(Impression.)

چند افسران معائنہ و دیگر حضرات کی آرائے گرامی

ہز ایکسیلنسی جناب حضور گورنر صاحب بہادر پنجاب بتاریخ ۱۳ر جنوری ۱۹۳۷ء

"مجھے اس ادارہ کا معائنہ کرکے اور اس کے بلند پایہ کام کو دیکھ کر از حد مسرت ہوئی ہے۔ موگہ ٹیچرز سکول بتاتا ہے۔ کہ صحیح طریقِ تعلیم کی پیروی کرتے ہوئے ہم دیہاتی رقبہ میں کس حد تک (کامیابی کے ساتھ) اشاعت تعلیم کرتے ہیں۔ میں خوش ہوں کہ ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع ہذا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے مخلصانہ ایما پر اس طریقِ تعلیم کو سارے ضلع بھر رائج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے"۔

جناب ڈائرکٹر صاحب بہادر پنجاب بتاریخ ۲ر دسمبر ۱۹۳۶ء

"آج میں نے اِس سکول کا معائنہ کیا۔ کمرہ ہائے جماعت کا طرزِ عمل اور دیگر مختلف مشاغل میرے لئے ازحد دلچسپی کا باعث ہوئے ہیں ایسے مرکزیہ ادارہ کا اثر گرد و نواح کے علاقہ پر بالضرور قابلِ ستائش ہوگا"۔

جناب آر سینڈرسن صاحب بہادر سابق ڈائرکٹر شعبۂ تعلیم پنجاب بتاریخ ۸ر جون ۱۹۳۶ء

"یہ پنجاب کے ان چند اداروں میں سے ہے۔ جہاں دیہات کے متعلق گرانقدر تجربات زیرِ عمل ہیں۔ میں اس ادارہ کے کارکنان کا ان کی سعی کے لئے اور اس نمونہ کے لئے جو انہوں نے ہمارے سامنے رکھا ہے ازحد ممنون ہوں۔

خاص امر باعثِ دلچسپی و ذکر یہ ہے کہ صنفِ نازک کو مردوں کے دوش بدوش تربیت دی جا رہی ہے۔ میں تہِ دل سے اِس ادارہ کی کامیابی کا متمنّی ہُوں۔"

جناب لالہ لچھمنداس صاحب ڈپٹی اسپکٹر صاحب دیہاتی سائنس تاریخ ۱ اگست ۱۹۳۶ء

"میں نے آج اس درسگاہ کا معائنہ کیا۔ ڈاکٹر ہارپر صاحب نے ازراہِ مہربانی مجھے تمام سکول دکھایا۔ میں سکول اور فارم ہر دو کے نظامِ عمل سے نہایت متاثر ہوا ہُوں میرے گزشتہ معائنہ سے لے کر اب تک کئی اہم باتوں کی تکمیل ہو چکی ہے۔ سکول کو اب رہایش اور خوراک کی غرض سے مختلف کنبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایسا کرنے سے وقت کی کافی بچت ہو گئی ہے۔ جو مطالعہ یا فارم کے کام میں صرف ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نگرانی اور ضبط پر نہایت اچھا اثر پڑا ہے۔ اساتذہ و تلامذہ کی نئی قیام گاہوں میں کئی ایک اصلاحات رونما ہیں۔ اور ترقی یافتہ دُودکش جو باورچی خانوں میں پائی جاتی ہیں۔ نہایت سادہ سستی اور مفید ہونے کے سبب ان کا استعمال دیہات میں جلد رواج پا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کچے مکانوں میں بھی پکّے مکانوں کی طرح فائدہ مند ہیں مختلف جماعتوں کے مجوّزہ اسباق و مشاغل خالص دیہاتی زندگی سے پیوستہ ہیں۔ اور دیہاتی آبادی کے لئے بدرجہ اتم مُفید"

جناب جے۔ ایچ ولسن صاحب بہادر۔ ایم۔ اے۔ انسپکٹر آف سکولز جالندھر ڈویژن

اہل الرائے اِس بات پر متفق ہیں کہ بہترین طریقہ تدریس وہی ہے۔ جس میں بچّوں کی ذاتی سوچ میں حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ وہ اپنے کام کو خود ترتیب دے سکیں اور لائحہ عمل تکمیل مشغلہ میں ایک دُوسرے کے معاون ہوں۔ اس درسگاہ کا بُنیاد

اصول بھی بس آزادیٔ تخیّل وتعاون فی العمل نظر آتے ہیں۔ میرے لئے مس سمتھ صاحبہ کے وہ طریقہ ہائے کار بھی جو انہوں نے حصّہ پرائمری میں رائج کر رکھے ہیں۔ خاص دلچسپی کا موجب ہیں۔ امید ہے کہ میں جلد اس سکیم تفاصیل سے واقفیت حاصل کرلونگا۔ دیہاتی مدارس کی ادنیٰ جماعتوں بچوں کی زائدالمیعادی آجکل ہمارے اہم ترین مسائل میں سے ہے۔ اگر مس سمتھ صاحبہ حصولِ مقصد میں کامیاب ہیں۔ تو لازم آتا ہے کہ ہم اپنے مدرسین کو طریقِ کار کا شناسا کریں اور اُن میں وہ رُوح پیدا کریں۔ جو اشد ضروری ہے۔ اور جس کے بغیر نہ یہ طریقہ اور نہ کوئی طریق کارگر ہوسکتا ہے۔

عالی جناب ایف۔ ایل برین صاحب بہادر کمشنر اصلاح دیہات پنجاب۔ ۲۷ر نومبر ۱۹۳۶ء

"آج مجھے پھر موگہ (میں اس ادارہ کو) دیکھنے کا موقع ملا۔ میرے پہلے معائنہ سے آج تک یعنی گزشتہ دو سال کے عرصہ میں اس درسگاہ نے بدرجہ غایت ترقی کی ہے۔ اور ایک عام فہم شخص کو بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ سودمند طریقہ تعلیم نے اس جگہ رواج پاکر حیرت انگیز نشو ونما حاصل کی ہے۔

یہ امر موجب مسرّت ہے کہ محکمہ تعلیم پنجاب نے بھی اپنے عملہ مدرسین و افسرانِ معائنہ کو یہاں ٹریننگ دلواکر اس درسگاہ سے فائدہ اُٹھایا ہے۔

جہاں تک اصلاح دیہات کا تعلق ہے۔ موگہ اس تحریک کے اہم ترین معاونین میں سے ہے۔ ڈاکٹر ہارپر صاحب ہمارے اور اپنے تازہ ترین خیالات کو اصلاح حالات خانگی کے لئے عملی وعلمی طور پر پرکھتے ہیں۔ اُن کے تجربات ونتائج صحیح معنوں میں سودمند ہیں۔ کیونکہ انہیں حالاتِ حاضرہ کے ماتحت اصلی رنگ میں قبائل پر آزمانے کا موقع ملتا ہے۔ زمانہ حال کے مدرّس کا گھر (جس میں

اینٹوں کی چوکھاٹ پر سیمنٹ کیا ہوا ہے اور اس کے علاوہ کئی دیگر اشیاء ہیں) بہت نفیس ہے۔

میں خوش ہوں کہ محکمہ تعلیم کے علاوہ دیگر محکمہ جات مفید عامہ بھی اس نہایت قابلِ قدر کام کو دلچسپ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

جناب بشپ صاحب بہادر لاہور۔ جنوری ۱۹۳۵ء

مختلف تجربات ہمیشہ ان کے زیرِ عمل رہتے ہیں۔ نئی قسم کے کوئیں اور پانی اُٹھانے کے آلات۔ نئی قسم کے مکانات جہاں کنکریٹ اپنے سستا پن میں لوہے اور لکڑی سے بازی لے جاتا ہے (اور یہ کفایت شعاری کا معاملہ ہمارے لئے اہم ترین ہے) نئے نئے حفظانِ صحت اور کھاد ڈالنے کے گڑھے فصلوں کے متعلق تجربات اور پودے لگانے کے طریقہ جات نمونہ کے دیہات کی تشکیل اور دیگر کئی عملی اقدامات ایک موٹر جس پر "سائٹ موگہ" لکھا تھا۔ دیکھنے والے کو یاد دلاتی تھی۔ کہ تلامذہ اس علم و تجربہ کو جو موگہ میں اُنہوں نے حاصل کیا ہے۔ از خود ضلع بھر میں اشاعت دینگے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کئی حوصلہ شکن امور درپیش آجاتے ہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ موگہ ایک زندہ ترین ادارہ ہے۔ اور یہ دیہاتیوں کی زندگی پر جنہیں اس سے واسطہ پڑیگا۔ خاص طور پر اثر انداز ہوگا۔

اُن برطانوی ماہرانِ فن کے تبصرے جنہیں گورنمنٹ ہند کو تعلیمی ترقی کے متعلق مشورہ دینا تھا

جناب ایس۔ایچ۔ وڈ صاحب بہادر ڈائرکٹر ذہنیت تعلیمی بورڈ لنڈن۔ بتاریخ ۱۶ جنوری ۱۹۳۷ء

ہندوستان پہنچنے سے پہلے میں نے موگہ کے متعلق سُنا۔ بعض مدارس میں تربیت

اور بعض میں تعلیم ہے۔ موگہ تعلیمی درسگاہ ہے۔ اور اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اساتذہ کو طلبا کی ذاتی مساعی پر اعتماد ہے۔ دُوسرے انہیں اپنی (خیالی) اعزاز کا خیال خام دُکھ نہیں دیتا۔ اور وہ ہمدردانہ طریق پر ہر مشغلہ میں ان کے شریک کار ہوتے ہیں۔

جناب نفامس صاحب بہادر بالقابہ سیکرٹری صاحب میتھاڈسٹ بورڈ فارن مشن شہر نیویارک۔ بتاریخ ۲۳ اپریل ۱۹۳۶ء

مجھے موگہ دیکھنے کا فخر حاصل ہے۔ کیونکہ وہاں میرے پُرانے مہربان اور دلی دوست مسٹر۔ اے کارٹر صاحب کے خوابوں کو نہایت قابلیت و عمدگی سے جامۂ حقیقت واصلیت پہنایا گیا ہے۔ اور اس کا سہرا ڈاکٹر ہارپر اور اُن کی اہلیہ محترمہ۔ مسٹر رائے اور اُن کے سٹاف کے سر پر ہے۔ مجھے یہ جذبۂ شوق کہیں اور بچوں میں دورانِ تکمیلِ مشاغل میں جو ان کی قومی زندگی سے خاص درجہ تک مرلُوط ہیں نظر نہیں آتا۔ اور اساتذہ کا طریقِ عمل بھی خاص طور پر قابلِ ذکر پایا گیا۔

اہلِ موگہ ان جملہ احباب کی سرگرم اور فیاضانہ مدد کے مستحق ہیں جنہیں ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت سے اُنس ہے۔

جناب پریذیڈنٹ صاحب بہادر انٹرنیشنل مشنری کونسل بتاریخ ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء

موگہ کے دیہاتی مدرسین کے ٹریننگ سکول سے میری واقفیت اور میرے اس بات کے مشاہدہ نے کہ اس کا اثر کس نوعیت کا اور کس قدر وسیع ہے مجھے یقین دلایا ہے کہ یہ ادارہ ہندوستان کے اہم ترین مسائل میں سے

ایک کا صحیح ترین حل پیدا کر رہا ہے۔ بالفاظِ دیگر اس کا مقصد دیہات کے کروڑہا باشندوں کا سُدھار ہے۔

میرے خیال میں اس سے بڑھ کر دانشمندانہ کفایت شعارانہ اور بہترین نتائج پیدا کرنے والا اور کوئی لائحہ عمل نہیں ہو سکتا۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب نے بھی سکول لاگ بُک میں اس سکول کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ براہِ مہربانی باقی ماندہ آرائے گرامی کے لئے اِسی ماہ کا انگریزی ایڈیشن موگا جرنل ملاحظہ فرمائیں۔

جناب چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ صاحب بہادر پنجاب۔

جناب ڈپٹی ڈائرکٹر فتح دین صاحب بہادر محکمہ زراعت پنجاب۔

جناب چودھری محمد حسین صاحب انسپکٹر ورنیکلر ایجوکیشن پنجاب۔ لاہور

جناب سردار دیوا سنگھ صاحب انسپکٹر آف سکولز انبالہ ڈویژن۔

جناب ایس۔ ایم شریف صاحب انسپکٹر آف سکولز ملتان ڈویژن۔

جناب ایف۔ محمد صاحب بی۔ اے۔ پی۔ ای۔ ایس انسپکٹر بہادر جالندھر ڈویژن

جناب ڈبلیو۔ اے بارنس صاحب بہادر انسپکٹر مدارس جالندھر ڈویژن۔

جناب ایم۔ ایل۔ ڈارلنگ صاحب بہادر آئی۔ سی۔ ایس۔ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائیٹیز۔

جناب۔ ایف۔ سی۔ پیرس صاحب بہادر پرنسپل سندھیا سکول گوالیار۔

جناب ای۔ ڈبلیو منزل صاحب بہادر شمالی امریکہ۔

جناب انسپکٹر صاحب مدارس یوگنڈا۔

ڈاکٹر ولیم۔ ایچ کلپیٹرک صاحب پروفیسر تعلیمات کولمبیا یونیورسٹی۔

اخبار روزنامہ "پائونیر" الہ آباد -

اخبار "دی انڈین وٹنس" مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۳۶ء -

اخبار "روزنامہ ہندو" مدراس مورخہ ۸ر فروری ۱۹۳۷ء -

نصاب مدرسہ

جناب وی۔ ایل۔ گرفتھ صاحب پرنسپل بہول روڈ۔ سوڈان -

جناب سکرٹری صاحب ڈاکٹر جارج۔ ٹی۔ سکاٹ پرسبیٹیرین بورڈ آف نیویارک -

جناب اے۔ ایبٹ صاحب بہادر سابق ایچ۔ ایم۔ چیف انسپکٹر ٹیکنیکل سکولز -



نارمل ٹریننگ کلاس کے کلبابور ہول ٹٹیاں کھود رہے ہیں۔

"یہ سوال نہیں ہے۔ کہ
خدا ہماری طرف
ہے
بلکہ
یہ کہ کیا
ہم اُس کی
طرف ہیں یا نہیں"

(ابراہم لنکن)



P... BY H. R. FERGER

ریفریشر کورس کے طلبا پرائمری جماعت کے بچوں کے مشغلے کا مشاہدہ کر رہے ہیں

ہمارے سکول کی اصلاح

(Reconstruction)

ہمارے روحانی آقا کا قول جس کا مطلب یہ ہے کہ ؎

(ہرگز نہ کھلے شاد ترا غنچۂ اُمید + تا دانۂ جاں خاک میں پنہاں نہیں ہوتا)

نہ صرف ایک فرد پر صادق آتا ہے۔ بلکہ ایک مجلس پر بھی - موگہ کا اولین مقصد اپنی نشو و نما سے یہ ہے کہ وہ اپنے اعلےٰ مدعا حاصل کرنے میں کامیاب ہو اور وہ مدعا جس کے لئے تمام عملہ اور طلبہ کی کوششیں وقف ہیں دیہاتی زندگی کی اصلاح ہے۔ خصوصاً دیہاتی تعلیم کی - موگا خوبصورت عمارتوں کی درخواست نہیں کرتا - عیش و طرب کی زندگی اس کا مقصد نہیں - بلکہ کفایت شعاری اس کا شیوہ رہا ہے - اور معمولی بجٹ میں اوقات بسری کرتا رہا ہے - مسٹر رے - کارٹر کا مطمح نظر یہ تھا کہ سادگی اور غربت اس کی نمایاں خصوصیات ہوں - موگہ صرف ایک بات چاہتا ہے وہ یہ کہ بچے ہر جگہ خوش و خرم نظر آئیں - اور پرائمری اسکول سچی تعلیم اور زندگی سے پُر ہوں - اور اسی کو ثابت کر دکھانے کے لئے ہماری کوششیں جاری ہیں -

---

کیا ایسا ہو رہا ہے؟ کیا ہم کسی طرح سے مدد کر رہے ہیں؟ ہم یہاں محکمہ تعلیم پنجاب کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ اس نے مستعدی کے ساتھ ہماری معاونت کی ہے - اور موگہ سکول کی حوصلہ افزائی میں ہر طرح دست اعانت دراز کیا - اور اسی طرح اصلاح تعلیم میں حصہ لیا - ہمارے اس

کام میں ممتاز احباب کی فہرست سر جارج اینڈرسن سے شروع ہو کر مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل ہے:۔

سردار بہادر کشن سنگھ بی۔اے۔بی۔ٹی سابق انسپکٹر مدارس جالندھر ڈویژن و پرنسپل خالصہ کالج امرت سر۔ رائے بہادر مسٹر من موہن ایم۔اے اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب۔ آر سنڈرسن صاحب ایم۔اے۔سی۔آئی۔ای۔ سابق ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب۔ مس ایل۔ٹامس ڈپٹی ڈائرکٹرس محکمہ تعلیم پنجاب۔ مسز فیروز الدین سرکل انسپکٹرس زنانہ مدارس۔ مسٹر جے۔ایچ۔ڈبلسن۔ ایم۔اے افسر تعلیم کوئٹہ۔ جے۔ای پارکن سن صاحب ایم۔اے کمشنر تعلیم ہندوستان۔ ڈبلیو۔اے۔ بارنز صاحب ایم۔اے سابق انسپکٹر مدارس جالندھر ڈویژن حال پرنسپل گورنمنٹ کالج دھرم شالہ۔ ڈبلیو۔ایچ آرم سٹرانگ صاحب ایم۔اے ڈائرکٹر محکمہ تعلیم پنجاب۔ خان صدر الدین خان بی۔اے۔بی۔ٹی ڈپٹی انسپکٹر مدارس جالندھر ڈویژن۔ مسٹر یو۔کرامت ایم۔اے انسپکٹر مدارس جالندھر ڈویژن۔ لالہ لچھمن داس صاحب ورما۔بی۔اے۔ایل۔ٹی۔ایچ (زراعت) ڈپٹی انسپکٹر دیہاتی سائنس پنجاب۔ ان اصحاب کی مدد سے موگہ سکول کو یہ قدرت حاصل ہوئی۔کہ اس نے دیہاتی سکولوں کی اصلاح میں کافی اثر ڈالا ہے۔یہ بات خاص طور پر گزشتہ دو سالوں میں صادق آتی ہے۔ ۱۹۳۵ء کے موسم بہار سے لے کر موگہ ٹریننگ سکول انسپکٹروں کے لئے دو ریفریشر کورس اور ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں کے مدرسین کے لئے تین ریفریشر کورس منعقد کر چکا ہے۔انسپکٹروں کے کورسوں نے 12 ہفتہ کا وقت لیا۔اور اس میں پچپن انسپکٹر شامل ہوئے مدرسین کے کورسوں میں 133 اصحاب شامل ہوئے۔ اور ۲ ماہ فی گروپ کے حساب سے کُل 20 ہفتے صرف ہوئے۔ لہٰذا ۲۵ تعلیمی مہینوں میں سے

32 ہفتے یا 8 مہینے موگہ سکول نے جدید طریقہ تعلیم کی مشق اور نمائش میں صرف کئے۔ علاوہ ازیں اُستانیوں کے لئے بھی کئی چندروزہ کورس کئے گئے ان کورسوں میں ہر مذہب وملت کے تجربہ کار مدرّسین نے شمولیت کی۔ تمام نے مِل کر ہندوستان کے تعلیمی اور تمدنی مسائل کو حل کرنے کی راہ تلاش کی۔ ان مدرسین نے مجموعی طور پر تعلیم کے نئے فلسفہ کو قبول کرنے کی اہمیت کو محسوس کیا۔ مقاصد تعلیم۔ نصاب۔ حیثیت مدرس اور بچے کی وقعت جس کا وہ مستحق ہے' کے متعلق جدید خیالات کو تسلیم کیا۔ ان اصولوں کی پیروی نے دیہات کے پرائمری سکولوں میں عملی طور پر اُردو پڑھنا سکھانے کے طریقے اور مشاغل کے اجرا میں اصلاح کی۔ نیز اظہار خیالات۔ صفائی کی عادات۔ دستکاری اور مُشاہدے کی غرض سے سیر و تفریح جیسی مفید اصلاحات رونما ہوگئیں۔

موگہ سکول کا عملہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام جنہوں نے بچّے کو مرکز خیر گردانا' اس بات پر قادر ہیں کہ ہمارے سکول کی کایا پلٹ دیں۔ اور بچّوں کو زندگی سے مملو کر دیں۔ ہم معلّم اعلےٰ کی پیروی کرتے ہوئے سکول کی فضا کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ یعنی پژمُردہ۔ جابرانہ بلکہ بے رحمانہ طریقوں کی بجائے سکول میں ویسے طریقے رائج کر سکتے ہیں جن کی بدولت سکول اصلی معنوں میں بچے کی تربیت گاہ بن جائے۔ اور جس میں بچّہ کی وقعت کا پُورا خیال رکھا جائے۔

لیکن کیا یہ نئے طریقے دیہاتی سکولوں میں چل سکتے ہیں؟ اخبار ریڈر۔

مورخہ $7\frac{7}{36}$ کی مندرجہ ذیل چند سطور سے پتہ چلتا ہے - کہ خان صلاالدین خاں کی رہنمائی میں ضلع فیروز پور نے کیا نتائج پیدا کئے ہیں - اخبار مذکور رقمطراز ہے:-"فیروز پور کے ڈسٹرکٹ بورڈ مدارس میں ایک مفید تجربہ کیا جا رہا ہے - جسے ہم جدید طریقہ تعلیم کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں - نتائج جو پیدا ہُوئے ہیں اس قدر حوصلہ افزا ہیں کہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے 2500 روپیہ مدرّسین کو جدید طریقہ تعلیم میں ٹریننگ دلانے کے واسطے منظور کیا ہے - یہ ٹریننگ موگہ میں ڈاکٹر ہارپر کے سکول میں دی جائیگی - جس نے طریقہ تعلیم میں انقلاب پیدا کر دیا ہے - بچوں کو کام میں مشغول رکھنے کی وجہ سے اس نئی سکیم نے ضبط کو بہتر بنا دیا ہے سکُولوں میں حاضری بہتر ہو گئی ہے - بدنی سزا قطعاً ممنوع ہے - یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ فیروز پور اور ہوشیار پور کے اضلاع میں دیہاتی مدرّسین کی بڑی تعداد نئے طریقہ تعلیم میں روز افزُوں ترقی کر رہی ہے - سردار اندر سنگھ صاحب بی - اے - بی - ٹی اور سیّد انور علی شاہ بی - اے - بی - ٹی کے علاقے تن دہی سے جدید طریقہ تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔"

صرف دیہاتی سکولوں میں ہی ہمیں خدمت کرنے کا فخر نہیں ہے - بلکہ راج کمار کالج رائے پور ممالک متوسط جہاں کہ اُمرا و رؤسا کے صاحبزادگان تعلیم پاتے ہیں" نے بھی اپنے عملہ کے 3 ممبر تین تین مہینہ کے عرصہ کے لئے موگہ بھیجے ہیں - اُنہوں نے پروجیکٹ میتھڈ کا مطالعہ عملی طور پر کیا اور اس غرض سے کیا کہ وہ واپس جا کر اپنے کالج کی پرائمری جماعتوں میں

یہ طریقہ رائج کریں - اس روپے سے جو ہندوستان کی مختلف درسگاہوں نے جدید طریقہ تعلیم سے مستفید ہونے پر ہمیں عنایت کیا ہے - ایک چھوٹا سا مہمان خانہ پرنسپل صاحب کی کوٹھی کے متصل تعمیر کیا گیا ہے -

اس اصلاح کے بڑے معاون ٹیچر ٹریننگ کورس کے فارغ التحصیل طلباء ہیں -



نارمل ٹریننگ کلاس کے طلبا گاؤں کی ایک سڑک بنا رہے ہیں -

موگہ اصل میں ایک دیہاتی نارمل سکول ہے - اس کے کورس میں کئی ایک خصوصیات ہیں - جو طالب علموں کو خاص کر دیہاتی زندگی میں رہنما بننے کے قابل بناتی ہیں - ان خصوصیات میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں :-

سکول کی دیہاتی فضا - مشترکہ تعاون - کھیتی باڑی کا کام - دیہاتی دستکاریاں - پرچار - دیہات کی صحت اور صفائی کے مظاہرے - تعلیم بالغان کے جدید طریقے - پروجیکٹ میتھڈ دستکاری - پڑھنا لکھنا اور حساب

سکھانے کے اصلاح شدہ اصول -

ان طُلبا میں سے جنہوں نے یہ کورس پُورا کیا ہے 85 فیصدی سے زیادہ دیہاتی بچّوں کی تعلیم میں مصرُوف ہیں لنلتھگو "رپورٹ متعلقہ زراعت ہند" میں تحریر ہے کہ موگہ میں ٹرینگ کا سسٹم مفید تجربے اور پیش روی کی واحد مثال ہے۔ جو مشن والوں نے کئے ہیں اور جن کا تعلیمی معاملات میں ہندوستان پر بہت بڑا احسان ہے +

ہمارے سکول کی خدمات

(Service)

موگا سکول کا نصب العین:- (۱) دیہات۔ قصبوں اور شہروں سے اُن طلبا کا انتخاب کرنا جو اپنی زندگیاں دیہاتی لوگوں کی خدمت کے لئے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ (۲) اُن طلبا کو اعلےٰ تعلیم و تربیت دے کر دوسروں کا رہنما بنانا۔ (۳) اُن کے ذریعے دیہاتی کلیسیا کو مضبوط و مستحکم کرنا۔

مندرجہ بالا طریقوں سے ہمارا سکول ہندوستان میں بشارت کا کام کر رہا ہے

ہندوستانی کلیسیا کی سب سے زبردست خواہش اور امید یہ ہے۔ کہ جس طرح ممکن ہو سکے۔ اُسے کامل خود مختیاری اور خود اعتقادی حاصل ہو۔ موجودہ نوجوان مسیحیوں کی رفاقت سے جس کی بنیاد قدیم زمانے میں ابتدائی مشنوں کے ذریعے رکھی گئی تھی۔ ایک شاندار کلیسیا بنتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اِس کی قوت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اگرچہ یہ کلیسیائی طور پر خود مختیار ہے۔ لیکن کئی ایک دیگر باتوں میں ابھی تک دوسروں کی محتاج ہے۔ اس کے رہنما اِس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہندوستانی کلیسیا اپنے ملک میں بشارتی کام کرنے اور اپنی قوم کے سامنے مسیح کے نجات دہندہ ہونے کی حقیقی گواہی پیش کرنے میں نمایاں حصہ لے۔ اور خداوند مسیح کو اپنے نقطۂ نگاہ کے مطابق لوگوں کے سامنے پیش کرے

اس بات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کہ موجودہ کلیسیا کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ اعلےٰ تعلیم سے یہ مقصد پورا ہونا چاہیئے جیسا کہ خدا کے پاک کلام میں لکھا ہے "تم سچائی کو حاصل کرو گے اور سچائی تمہیں آزاد کریگی"۔ لیکن بعض قسم کی تعلیم آزادی کی بجائے پابندی اور خودمختیاری کی بجائے حاجتمندی کا طوق گلے میں ڈال دیتی ہے۔ دیگر اقوام سے عیسائی شدہ اشخاص کی خستہ حالت کو دیکھکر ہندوستان میں مختلف مشنوں کے کام پر بہت نقطہ چینی کی جاتی ہے۔ اگرچہ خدا کے فضل سے کلیسیا میں بڑے بڑے لائق پیشوا ہیں۔ جو کہ تعلیم اور خاندان کے لحاظ سے بھی غیروں سے کم نہیں۔ تاہم یہ بات درست ہے کہ اس کے نثر کا زیادہ تر نیچ ذات سے آکر شامل ہوئے ہیں۔ یہ نیچ لوگ کئی صدیوں تک دوسروں کی نظروں سے گرے اور اُن کے غلام بنے رہے ہیں۔ وہ دوسروں کے محتاج رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ لہذا جب وہ مسیحی کلیسیا میں شامل ہوتے ہیں۔ تو اُن کی حرکات سے گھٹیا مزاج ظاہر ہوتا ہے۔ اس قسم کے نثر کا سے خودمختیار کلیسیا قائم کرنا کوئی آسان کام نہیں۔

اس لئے لازم ہے۔ کہ مسیحی سکولوں میں پڑھانے اور انتظام کرنے کے ایسے طریقے استعمال کئے جائیں جو بچوں کو دوسروں کا محتاج بنانے کی بجائے اُنہیں خودمختیار بنا دے۔ اس کام کو عملی جامہ پہنانا نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ روایتاً تعلیم ایک مختلف سانچے میں ڈھل چکی ہے۔ اگر ہم موجودہ زمانے کے معلموں اور اُن کی تعلیم کو بھول کر اس کے اصلی مقصد پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ دراصل تعلیم وہ ہے جس میں بچوں کے روزانہ تجربات پر زور دیا جائے۔ اور ہر ممکن طریقے

سے اُن کی دلچسپی کو قایم کرکے اُن میں مطالعۂ کتب کا شوق پیدا کیا جائے ہمیں ہر ایک بچے کی طبیعت سے واقفیت حاصل کرکے اُس میں بہترین خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ اُسے اس بات پر راغب کیا جائے کہ وہ اپنی مدد آپ کرنا سیکھے اور ہر ایک شغل اپنے لئے خود منتخب کرے۔ ہندوستان کے بعض سکولوں میں ایسا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ موگا سکول اس کام میں تمام سکولوں سے سبقت لے گیا ہے۔

ہمارے سکول میں خدا اور اُس کی خدمات کو اوّلین جگہ دی جاتی ہے۔ روزانہ حمد و ثنا اور مطالعۂ بائبل اس سکول کی زندگی کے نہایت ضروری پہلو ہیں۔ ہر ایک کارروائی میں یہاں تک کہ جماعتی پروجیکٹ کے انتخاب کے لئے بھی خدا کے کلام سے ہدایت لی جاتی ہے۔

مذہبی تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ طلبا کے روبرو مسیحی بزرگوں اور نبیوں کی رُوحانی زندگیوں کے تجربات بیان کرکے اُن کے مسیحی چال چلن کی تربیت کی جائے۔ مذہب کوئی علیحدہ اخلاقی مضمون تصوّر نہیں کیا جاتا بلکہ یہ سکول کی تمام زندگی کا محرّک ہے۔ ہمارے سکول کی مقامی کلیسیا (یونائیٹڈ چرچ اوف ناردرن انڈیا) سے گہرا تعلق ہے۔ طلبا خود گیت تیار کرتے ہیں اور بشارتی مہم بنا کر اردگرد کے دیہات میں مسیح کی خوش خبری پھیلاتے ہیں۔

یہ سکول تعلیم بالغان میں بھی بہت سا حصہ لے رہا ہے۔ تحریک تعلیم بالغان پنجاب کی ابتدائی کانفرنس ڈاکٹر لاباک کے ہمراہ موگا سکول میں ہوئی تھی۔ موگا سٹاف کے ممبر خاص کر مس سمتھ صاحبہ اور مسٹر رائے صاحب نے بالغوں کی پڑھائی کے لئے سامان تیار کرنے میں کئی ہفتے بلکہ مہینے

صرف کئے ہیں۔ نارمل کلاس کے پیوپل ٹیچرز اور جماعت چہارم سے لیکر جماعت ہشتم کے طلبا کو لاباک میتھڈ سے بالغوں کو پڑھنا سکھانے کی ٹریننگ دی گئی ہے۔ اور اُنہیں اس بات پر راغب کیا گیا ہے کہ وہ تعطیلاتِ گرما میں اپنے دیہات میں اَن پڑھ لوگوں کو پڑھنا سکھائیں ہمارا نصب العین یہ ہے:

"ہر ایک شخص کسی دُوسرے شخص کو پڑھائے"

ہمارے علاقہ میں پنجاب کی دیہاتی کلیسیا میں صرف چھ فیصدی اشخاص پڑھ لکھ سکتے ہیں۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ خواندہ اشخاص کی تعداد پچاس فی صدی تک بڑھائی جائے۔ موگا سکول کے ذریعے کوشش کی جا رہی ہے کہ کلیسیا کے تمام افراد بائبل کو پڑھ سکیں۔



سب سے زیادہ قابلِ تعریف کام جو کہ موگا سکول اپنی کلیسیا کے لئے کر رہا ہے یہ ہے۔ کہ اس نے پڑھنا سکھانے کے نئے طریقے ایجاد کئے ہیں۔ بہت سے مشن اور گورنمنٹ سکولوں نے یہ معلوم کر لیا ہے۔ کہ اس جدید طریقۂ تعلیم سے اُن کے بچوں میں کافی تبدیلی آ گئی ہے۔ ہزاروں بچے اپنی اردو کی کتابیں بڑی خوشی سے پڑھنے لگ گئے ہیں۔ موگا اردو ریڈرز ۱۹۲۵ء میں چھپ کر تیار ہو گئیں۔ پرانے حروفِ تہجی کے طریقے کے حامی اس کی مخالفت میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب اُنہیں معلوم ہُوا کہ حروفِ تہجی کا طریقہ اردو پڑھنا سکھانے کے لئے نامکمل اور غیر دلچسپ ہے۔ تو ہمارے ریڈرز ہاتھوں ہاتھ بک گئے۔ موگا سکول سٹاف اور خاصکر مس۔ ای۔ جے۔ سمتھ صاحبہ کی پندرہ سالہ کوششوں۔ تجربات اور تحقیق عمیق کے بعد یہ تمام ریڈرز مسلسل طور پر چھپ کر تیار ہوئیں۔ جن میں دیواری چارٹ۔ مشغلوں کی کتاب۔ پرائمر اور پہلی کتاب۔ اور رہنمائے مدرسین شامل ہیں۔ جن کی تصاویر کے ذریعے مفصل تشریح کر دی گئی ہے۔ تمام ہندوستان بھر میں صرف یہی اردو ریڈرز ہیں۔ جن میں طریقۂ تعلیم کی کتاب بھی شامل ہے۔ پرائمری سلسلہ کتب کو مکمل کرنے کے لئے ریڈرز بھی تیار کئے گئے ہیں۔ جو کہ جلدی ہی چھپ کر تیار ہو جائینگے۔ تعلیمی کتب کی اشاعت کے لئے جو فنڈ ڈاکٹر ٹی۔ ایچ۔ پی۔ سیلر صاحب نے عنایت کیا تھا اب لازوال ہے۔ کیونکہ ان کتب کی پانچویں ایڈیشن چھپ چکی ہے۔ اِن کا منافع تحریکِ تعلیم بالغاں کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اِن کتب کا دو اور زبانوں میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ اگلا ایڈیشن تین اور زبانوں میں تیار کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد یہ کتب ہندوستان کی پانچ مستند زبانوں میں مہیا ہو سکینگی۔

ہر سال ماہ اپریل میں یہاں کافی رونق ہوتی ہے۔ دُور و نزدیک کے دیہاتی سکولوں سے موگا ٹرینڈ اُستاد۔ بہت سے انسپکٹر صاحبان و دیگر صاحب علم انسٹیٹوٹ

پر تشریف لاتے ہیں۔ اِن دِنوں نارمل کے طلبا کو تعطیلات ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا مختلف مشنوں کے تقریباً ستر۷۰ اُستاد اور بیشتر نارمل کے بورڈنگ میں کھچا کھچ بھر جاتے ہیں۔ وُہ بڑے شوق سے پندرہ دِن تک جدید طریقۂ تعلیم کی بابت واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ لڑکیوں کے بورڈنگ ہاؤس میں جہاں صرف دس لڑکیوں کے رہنے کی جگہ ہے پچیس ۲۵ اُستانیاں رہائش اِختیار کرتی ہیں۔ دیہاتی اُستادوں کے لئے جو کہ اکثر شہری زندگی سے دُور۔ دُنیا کی واقفیت سے محرُوم۔ پژمُردہ سی زِندگی بسر کرتے ہیں یہاں فراہم ہونا نہایت ہی مُفید ثابت ہوتا ہے۔

نئے نئے خیالات۔ زمانہ حال کی عجیب عجیب معلومات۔ خوش خلق۔ مجلسی زِندگی۔ خُدا کی عبادت اور خدمت مُلک کے لئے مخصُوصیت۔ یہ تمام باتیں اُن اُستادوں میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کرتی ہیں یہ انسٹیٹیوٹ گذشتہ ۱۷ سال سے لگاتار فراہم ہوتا آیا ہے۔

گذشتہ ۱۷ سال سے "موگا اخبار برائے دیہاتی مدرسین" کے ذریعے بھی یہ سکول بڑی وفاداری سے دُوسرے مدارس کی خِدمت کرتا آیا ہے۔ یہ ماہواری رسالہ اردُو اور انگریزی ہر دو زبانوں میں چھپتا ہے۔ اور اس کے لئے چندہ دینے والے مشن اور گورنمنٹ سکولوں کی لوئر پرائمری جماعتوں کے اُستاد ہیں۔ اس رسالے کا مقصد "مسلسل تعلیم کے ذریعے دیہات سُدھار کرنا" ہے۔ ہندوستان بھر میں شاید یہی ایک تعلیمی رسالہ ہے۔ جو کہ پرائمری اور ابتدائی جماعتوں کے لئے مُفید ہے۔ یہ رسالہ خود مُختیار رہا ہے۔





پس فصل کے مالک کی منت کرو کہ وہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے
مزدور بھیج دے

ہمارے سکول کے نتائج

(Product)

تقریباً تین سو مسیحی و پچاس غیر مسیحی اُستاد ہمارے سکول سے ٹریننگ حاصل کرکے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں دیہاتی سکولوں میں کام کر رہے ہیں ان کے علاوہ تقریباً تین سو لڑکے یہاں سے تعلیم حاصل کرکے دیہات میں اپنی روزی کما رہے ہیں۔ یا اُن میں سے بہت سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہائی سکولوں میں داخل ہو گئے ہیں۔ موگا ٹرینڈ اشخاص میں سے بارہ لڑکیاں بھی ہیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم حال ہی میں شروع کی گئی ہے۔ چونکہ اِرد گرد کے تمام علاقوں میں یہی ایک ٹریننگ سکول ہے۔ جہاں کہ لڑکیوں کو دیہاتی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور اُنہیں مجلسی و خانگی فرائض بھی سکھائے جاتے ہیں۔ اس لئے دن بدن لڑکیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ چونکہ اُن کے رہنے کے لئے ہوسٹل کی عمارت کافی وسیع نہیں لہذا ہر سال صرف پانچ لڑکیوں کو ہی داخل کیا جاتا ہے۔

اُن اُستادوں کے کام کی رپورٹیں یہاں درج کی جاتی ہیں جو موگا سے ٹریننگ حاصل کرکے کامیابی کے ساتھ اپنا کام چلا رہے ہیں۔

مسٹر بی۔ ایس۔ ڈیوڈ جنہوں نے اپریل ۱۹۲۶ء میں ٹریننگ ختم کی آجکل ایک اپر پرائمری بورڈنگ ہاؤس سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر کے کام کر رہے ہیں۔ اُن کی بابت افسرانِ محکمۂ تعلیم یوں لکھتے ہیں "وہ اپنے کام کو ایک اعلےٰ پیمانے پر چلا رہا ہے اور ہم سب اُس کے کام سے خوش ہیں"

× × × × × ×

ایک انسپکٹر صاحب ایک دیہاتی سکول کی بابت جس میں موگا طریقِ تعلیم استعمال کیا جا رہا ہے یوں لکھتے ہیں " میں گزشتہ آٹھ سال سے بطور ایک ڈویژنل انسپکٹر کے کام کر رہا ہوں۔ آج پہلی دفعہ ہی مجھے یہ دیکھ کر نہایت مسرت حاصل ہوئی کہ دوسری جماعت کے لڑکے پانچویں جماعت کی کتاب رواں پڑھ سکتے ہیں "

× × × × × ×

مسٹر امبروس کینور (Ambrose Kenowar) کی بابت جنہوں نے ۱۹۲۸ء میں ٹریننگ ختم کی اُس کے افسر یُوں خیال ظاہر کرتے ہیں " اُس کا کام بڑا تسلی بخش ہے۔ اور اُس کی کوششوں سے ہمارے سکول کو بہت ترقی ہوئی ہے "

× × × × × ×

مسٹر دیال سنگھ ۱۹۳۲ء میں ٹریننگ ختم کر کے ڈسٹرکٹ بورڈ سکول ڈاکھا ضلع لدھیانہ میں کام کر رہے ہیں اُن کی سکول لاگ بُک میں انسپکٹر صاحبان نے اُس کے کام کی بابت نہایت قابلِ تعریف الفاظ لکھے ہیں۔

× × × × × ×

چار موگا ٹرینڈ اُستاد جامعہ مِلیّہ اِسلامیّہ دہلی میں کام کر رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک اُستاد موگا سکول سے مخاطب ہو کر یوں لکھتا ہے۔ " اے میری درسگاہ تیری مادرانہ گود میں تربیت حاصل کر کے میں نے بچّوں سے محبّت کرنا سیکھ لیا ہے۔ میں ایک جرمن لیڈی کے ہمراہ پہلی جماعت کے چھوٹے چھوٹے بچّوں کو پڑھاتا ہوں۔ میں تمام سکول کا ڈرل ماسٹر بھی ہوں۔ خدا کا شکر کرتا ہوں۔

اور ساتھ ہی ڈاکٹر ہارپر صاحب کا تہِ دل سے مشکور ہُوں۔ جن کی زیرِ نگرانی رہنے اور کھُرپے کے استعمال سے میں نے جسمانی صحت کی قدر وقیمت کو پہچان لیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا ہے کہ آجکل تمام سکول کے بچّوں کا ڈرِل ماسٹر ہوں" (ایم جعفر)

× × × × × ×

مسٹر فلِپ سہدیو نے ۱۹۳۵ء میں ٹریننگ ختم کی اور آجکل مشن سکول جڑا اگاؤں ضلع بلاس پور سی۔پی میں بطور ہیڈ ماسٹر کے کام کر رہے ہیں۔ وہ اپنے کام کی بابت یُوں لکھتے ہیں :- "ہم موگا طریقہ تعلیم کے مطابق کام کر رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے اساتذہ ہمارا کام دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں وہ ہمارے طریقۂ تعلیم اور اس کے استعمال میں نہایت دلچسپی لیتے ہیں۔ آپ ہمارے لئے خدا سے دعا کریں کہ ہم زیادہ محنت اور وفاداری سے کام کر کے اپنے مُلک کو بہتر بنائیں۔ اور اس طرح خدا کا جلال ظاہر کریں"

× × × × × ×

ایلس بائی سہدیو صاحبہ نے ۱۹۳۵ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی۔

مسٹر و مسز سہدیو کی بابت اُس علاقے کے افسرانِ محکمۂ تعلیم یُوں لکھتے ہیں۔ "جب سے مسٹر و مسز سہدیو نے موگا سے ٹریننگ حاصل کر کے اس سکول کو سنبھالا ہے۔ یہاں کے انتظام میں ایک نئی روح پھُونکی گئی ہے۔ دیواروں پر بچّوں کی اپنی بنائی ہُوئی تصاویر آویزاں ہیں۔ جماعت کے کمرے میں جھونپڑی کا ایک چھوٹا سا نمونہ بنا کر رکھّا ہُوا ہے۔ اُس جھونپڑی میں ایک گڑیا تخت پر بیٹھی ہے اور اُس کے اِرد گرد مٹّی کے چھوٹے چھوٹے برتن رکھے ہوئے ہیں۔ یہ نظّارہ قابلِ دید ہے۔ بچّوں کو گنتی اچھی طرح سے آتی ہے۔ صفائی کا ہر وقت خیال رکھا جاتا ہے۔ جماعت کے کمرے میں ایک شیشہ لٹکا رہتا ہے۔

تاکہ بچّے اپنے بال وغیرہ سنوار سکیں۔ ناخنوں کو بھی تراشا اور صاف کیا جاتا ہے۔ سکول کے صحن میں مختلف نمونے بنا کر رکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً پہاڑ۔ جنگل۔ دھوپ گھڑی وغیرہ وغیرہ۔ ہیڈ ماسٹر صاحب اپنا کام سرگرمی سے کرتے ہیں۔ یہ سکول ڈسٹرکٹ کونسل کے دیگر سکولوں کے لئے ایک نمونہ ہونا چاہئے۔"

× × × × × ×

مسٹر وِکسن وینرائٹ (Wickson Wainwright) جنہوں نے ۱۹۳۲ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی۔ ۱۲ جولائی ۱۹۳۶ء کو اِس جہانِ فانی سے کُوچ کر گئے اِس نوجوان نے بچپن ہی سے موگا سکول میں رہ کر تعلیم حاصل کی تھی۔ اُس کی بابت انسپکٹر صاحب یُوں لکھتے ہیں "اگر موگا سکول اِس قسم کے نوجوان (جو نہ صرف اُستاد ہیں۔ بلکہ مقدّس اشخاص بھی ہیں) تیار کر رہا ہے تو یقیناً خدا ایسے سکول پر کثرت سے اپنی برکت نازل کریگا۔"

× × × × × ×

مسٹر وکٹر۔ اے۔ بیڈ نے ۱۹۲۹ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی۔ وہ آج کل قرول باغ (دہلی) میں ایک مشہور کتب خانے کے مالک ہیں۔ اس کتب خانے سے صرف بچّوں کے لئے کتابیں مہیا ہو سکتی ہیں۔ ایک کتاب "موتی دیس" کا مصنف مسٹر اماس ڈیوڈ بھی موگا ٹرینڈ ہے۔ یہ کہانیوں کی کتاب بڑی دلچسپ ہے اور تقریباً ہر ایک سکول میں کثرت سے پڑھی جاتی ہے۔

× × × × × ×

مسٹر آنند۔ ایف۔ سلومی جنہوں نے ۱۹۳۰ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی آجکل چرچ اوف بردرن مشن بورڈنگ سکول اہوا ڈانگز (Ahwa Dangs)

ضلع سُورت میں بطور ہیڈ ماسٹر کے کام کر رہے ہیں - وہ اپنے کام کی بابت یُوں لکھتے ہیں -

"موگا ٹریننگ میرے پڑھانے کے کام میں نہایت مفید و عملی ثابت ہُوئی ہے - ہمارے بورڈنگ سکول میں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے پڑھتے ہیں - پانچ اُستاد کام کر رہے ہیں - ہم پروجیکٹ میتھڈ اور کہانی کا طریقہ استعمال کرتے ہیں - سکول کے مشاغل مندرجہ ذیل ہیں گھر بنانا - باغیچہ لگانا - سکول کی تمام کارروائی کا ماہواری رسالہ تیار کرنا وغیرہ وغیرہ"

× × × × × ×

مسٹر فتح دین جنہوں نے ۱۹۳۳ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی آجکل ڈسٹرکٹ بورڈ پرائمری سکول ملوٹ میں بطور اسسٹنٹ ٹیچر کے کام کر رہے ہیں - وہ فرماتے ہیں "موگا سکول میں رہ کر سب سے بہترین بات جو میں نے سیکھی ہے وہ یہ ہے کہ کام کو بڑی عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جائے - ہر ایک طالب علم اپنی مدد آپ کرے اور دُوسروں پر بھروسہ نہ کرے - میرے سکول کے بچوں نے اِس اصُول پر عمل کر کے بہت فائدہ اُٹھایا ہے"

× × × × × ×

مسٹر پریتم سنگھ جنہوں نے ۱۹۳۱ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی آجکل ہیپسٹ مشن سکول بلوارڈی ضلع میرٹھ یو-پی میں کام کر رہے ہیں - وہ اپنی بابت لکھتے ہیں "میں پہلی دوسری جماعتوں کو پڑھا رہا ہُوں بچے خُوشی و دلچسپی سے اپنا کام کرتے ہیں - وہ صفائی و صحت کا خاص خیال رکھتے ہیں - وہ مُشکل مسئلوں

کی بابت سوچتے اور ایک دُوسرے سے بحث ومباحثہ کرتے ہیں۔ ہر ایک بچّہ اپنی اپنی رائے دیتا ہے۔ وہ ہر پہلو میں ترقّی کرنا پسند کرتے ہیں۔ وہ ایک دُوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور نئی نئی معلومات کا شوق رکھتے ہیں۔"

× × × × × ×

مسٹر مرقس جسونت نے ۱۹۳۰ء میں اپنی ٹریننگ حاصل کی۔ وہ ایس۔ ڈبلیو۔ ایم مشن سکول کھتولی ضلع مظفر نگر یو۔پی میں مڈل ڈیپارٹمنٹ کے ریاضی ٹیچر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "میں نے تیسری و چوتھی جماعتوں کو پڑھایا ہے۔ نیز پرائمری ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ماسٹر بھی رہا ہوں۔ میں نے موگا طریقۂ تعلیم کے مطابق اپنا سارا کام کیا ہے۔

کافی عرصہ پڑھانے کے بعد میں نے وی۔ٹی۔سی ٹریننگ حاصل کی ہے جب میں ٹریننگ لے رہا تھا تو میں نے دوسرے پیوپل ٹیچرز کو بھی موگا میتھڈ کی بابت بتایا۔ اب میری خواہش ہے کہ پرائمری جماعتوں کے لئے ایک ریاضی کی کتاب بناؤں۔"

× × × × × ×

مسٹر و مسز ڈانیل چنتامنی نے ۱۹۳۶ء میں اپنی ٹریننگ ختم کی۔ وہ دونوں الٰہ آباد کے نزدیک ایک گاؤں میں دیہات سدھار کا کام کر رہے ہیں۔

وہ ایک ایسے سکول میں کام کر رہے ہیں جہاں زیادہ تر پریکٹیکل کام ہوتا ہے۔ مثلاً پھول و سبزیاں اُگانا۔ بیماروں کو دوائی دینا۔ کھیلیں کھیلنا۔ ان پڑھ بالغوں کو پڑھنا سکھانا۔ اور بچوں و بالغوں ہر دو کو مذہبی تعلیم دینا۔ مذہبی تعلیم کے لئے بالغوں سے بحث وغیرہ بھی کی جاتی ہے۔

× × × × × ×

مسٹر ہرنام داس جنہوں نے ۱۹۲۶ء میں موگا ٹریننگ ختم کی۔ آجکل جے۔ ایم۔ بی مشن ہائی سکول رائے ونڈ ضلع لاہور میں کام کر رہے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں "مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں نے پہلی جماعت سے لے کر نارمل کلاس تک موگا سکول میں ہی تعلیم حاصل کی۔ ماہ مئی ۱۹۳۱ء میں مجھے گورنمنٹ نارمل سکول گکھڑ میں ایس۔ وی کلاس میں داخل کر لیا گیا۔ میں رائے ونڈ ہائی سکول میں اپر پرائمری جماعتوں کا ریاضی ٹیچر ہوں۔

× × × × × ×

بیسیوں اور اُستاد بھی اپنا کام وفاداری سے کر رہے ہیں۔ ہم وقتاً فوقتاً اُن کے کام کی رپورٹیں حاصل کر کے نہایت خوش ہونگے۔

× × × × × ×

ہمارے سکول کی سلور جوبلی کے مبارک موقع پر اولڈ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کی طرف سے پاک عشا کی رسم ادا کرنے کے لئے موگا چرچ کو ایک میز دی گئی۔

جوبلی کے اگلے دن اتوار کو یہ میز پاک عشا کی رسم کے لئے پہلی دفعہ استعمال کی گئی۔ سکول کے طلبا۔ اُستاد صاحبان و مہمانوں کے علاوہ تقریباً ۷۵ موگا ٹرینڈ اُستادوں نے اِس میں حصہ لیا۔

سلور جوبلی کی رات دیپ مالا سے تمام سکول کا احاطہ بقعۂ نُور نظر آنے لگا۔ پُرانے طُلبا نے ایک جلسہ کیا۔ جس میں ڈرامے کئے گئے اور دلکش گانے گائے گئے۔ مسٹر لبھو مل صاحب گزشتہ ۲۵ سالوں سے اِسی سکول میں رونق افروز ہیں۔ صرف ایس۔ وی کرنے کے لئے ایک سال تک اس سکول سے

چلا رہے ہے۔ اُنہیں اب کرسچن کمیونٹی سکول قصور کا ہیڈ ماسٹر بننے کے لئے بلایا گیا ہے۔ جوبلی کی رات اُنہوں نے اپنے گزشتہ تجربات کی بابت عجیب عجیب باتیں سُنائیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ وہ پہلے پہل مسٹر آرنسن صاحب سے خط لے کر ملاقات کے لئے مسٹر کارٹر صاحب کے پاس آئے۔ مسٹر کارٹر نے اُن کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور لاپرواہی سے اپنا منہ پھیر کر ایک صاحب سے انگریزی زبان میں یوں کہا "ہم اِس لڑکے کو داخل تو کرینگے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ زیادہ دیر یہاں ٹھیرنا گوارا نہ کریگا۔" مسٹر لبھو مل کو ہوسٹل میں داخل کر لیا گیا اور اُسے سخت کام کرنے کے لئے دیا گیا۔ مسٹر لبھو مل نے وفاداری و خوش اسلوبی سے تمام کام ختم کر کے کارٹر صاحب کو نہایت خُوش کیا۔ اُس نے لگاتار محنت کر کے مڈل پاس کر لیا۔ اور پھر نارمل ٹریننگ بھی حاصل کی۔

مسٹر لبھو مل صاحب نے یہ بھی بتایا کہ شرُوع شرُوع میں لوگ مخول کے طور پر اِس سکول کو "ٹوکری اُٹھانے والا سکول" کہا کرتے تھے۔ اور اکثر دفعہ بزّاز بازار میں کپڑوں کے ٹکڑے پھینک دیا کرتے تھے۔ تاکہ سکول کے لڑکے مکان کے اندر داخل ہو کر اس کو ناپاک نہ کردیں۔ آج کل تمام مذاہب کے لوگ ہمارے سکول کو عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہمارا سکول قومی اِتّحاد میں بڑے جوش سے حِصّہ لے رہا ہے۔

× × × × × ×

سکول کی سلور جوبلی کے مبارک موقع پر "اولڈ بوائز ری یُونین" نے مسٹر ودھاوا مل کو اپنا صاحب صدر مقرر کیا۔ مسٹر ودھاوا مل صاحب نے نہایت نمک حلالی اور وفاداری سے موگا سے ٹیچرز ٹریننگ

حاصل کی۔ آپ ضلع پسرُور کے دیہاتی مشن سکُولوں میں نہایت کامیابی کے ساتھ بطور ایک انسپکٹر کے اپنی خدمات کو سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر کے دَوران میں مندرجہ ذیل الفاظ میں موگا سکول کی ستائش کی:۔

"جِس کسی کو یہ سکول دیکھنے کا اتّفاق ہوا ہے۔ اُس نے بلاشُبہ سٹاف اور طُلبا کے اَن تھک کام کی تعریف کی ہے۔ موگا سکول ایک ایسی درسگاہ ہے جس میں رہ کر عِلم حاصل کرنا حقیقی تجربات میں سے گزرنا ہے۔ اور اس سکول میں پڑھانا نہایت خوشی ومسرّت کا باعث ہے" +



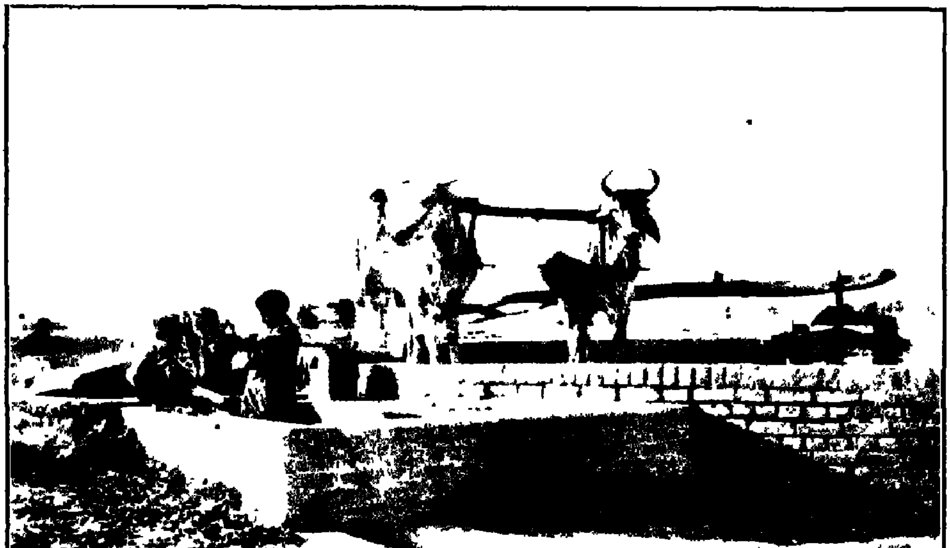
PHOTO BY V

خاندانی کھانا تیار کرنے میں تمام لڑکوں کی شراکت



سکول کے کھیتوں کو سینچا جا رہا ہے ۔





سکول کے کھیتوں کو سینچا جا رہا ہے



PHOTO BY V. L. GRIFFITH

ہمارے سکول کا احاطہ

ہمارے سکول کا احاطہ۔

فہرست مطبوعات مشعل پریس کھرڑ ضلع انبالہ

۱۔مشعل دیہاتی مسیحیوں اور پرائمری سکولوں کے لئے ماہواری رسالہ۔چندہ سالانہ۔ ایک روپیہ

۲۔سکول جرنل { مڈل و ہائی سکولوں کے لئے ماہوار رسالہ۔منظور شدہ محکمہ تعلیم پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی و بورڈ آف ورنیکلر ایجوکیشن اضلاع متحدہ۔چندہ سالانہ۔ ایک روپیہ آٹھ آنے

۳۔کھیل کھلونا { پہلی دوسری جماعت کے بچوں کے لئے پندرہ روزہ پرچہ۔منظور شدہ محکمہ ہائے تعلیم پنجاب و یو۔پی چندہ سالانہ فی پرچہ ۱۲/ اور ۲۵ کاپیاں تین روپے چار آنے۔

۴۔نور افشاں۔ پندرہ روزہ مسیحی اخبار۔چندہ سالانہ دو روپے۔

۵۔صبح کا دھیان۔ ماہواری رسالہ۔چندہ سالانہ ۴/ فی کاپی علاوہ محصول ڈاک۔

۶۔سادھو سندر سنگھ کی کہانیاں۔ قیمت فی جلد ۲/ آنے

۷۔مسیحی سال۔ . . . . " " ۲/ آنے

۸۔سکھوں کے گورو اور اُن کی تعلیم۔ " " ۴/ (سوا چار آنے)

۹۔رموزِ تربیت۔ طبع دوم قیمت فی جلد ۵/

۱۰۔جن کو خدا نے جوڑا ہے۔ " " ۱/

۱۱۔علم دی کنجی۔تعلیم بالغان کا پہلا قاعدہ " صرف ۱/ (طبع دوم)

(اس سلسلہ میں اور کتابیں بھی تیار کی جارہی ہیں)

۱۲۔اُجالا و بیتر۔ قیمت فی جلد ۰/ (۲ پائی)

کتابیں ملنے کا پتہ

مینیجر مشعل پریس کھرڑ ضلع انبالہ

پادری اے۔ سی۔ ہارپر صاحب۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ڈی۔ سی۔ ٹی۔ ڈی

پبلشر

مشن پریس کھرڑ میں

باہتمام مسٹر آر۔ ایم۔ چیت سنگھ صاحب۔ ایم۔ اے

پرنٹر چھپوا کر

موگا ضلع فیروزپور سے

شائع کیا۔

فہرست مضامین

بچوں کے حقوق

چونکہ آئندہ نسل کا اچھا یا بُرا ہونا، کمزور یا زور آور ہونا۔ حاکم یا محکوم ہونا موجودہ بچوں کی اچھی یا بُری پرورش و تربیت پر منحصر ہے۔ اس لئے تمام بنی نوع انسان کا فرضِ اولین ہے۔ کہ وہ تمام بچوں کو خواہ وہ کسی قوم۔ فرقے یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ مندرجہ ذیل حقوق دیکر آنیوالی نسل کے لئے مضبوط و مستحکم بنیاد رکھیں۔

۱۔ بچوں کی مکمل طور پر مالی و روحانی نشو ونما کے لئے تمام ضروری اسباب مہیا کئے جائیں۔

۲۔ بھوکے بچوں کو لازمی طور پر کھانا دیا جائے۔ بیمار بچوں کا حتے الامکان علاج معالجہ کیا جائے۔ جو بچہ کسی پہلو میں (خواہ وہ جسمانی، معاشی یا روحانی ہو) کمزور ہو اُس کی کمی کو پورا کیا جائے۔ تقصیروار بچوں کو پند و نصیحت سے۔ پیار و محبت سے یا کسی اور ممکن طریقے سے سدھارا اور راہِ راست پر لایا جائے۔ یتیم بچوں کو پناہ دیکر انہیں طرح طرح سے سنبھالا جائے۔

۳۔ مصیبت کے وقت سب سے پہلے بچوں کی مدد کی جائے۔ اور انہیں موت کے پنجے سے رہائی دلائی جائے۔

۴۔ اعلیٰ تعلیم و تربیت دیکر بچوں کو اپنی روزی کمانے کے قابل بنا دیا جائے۔ اور ہر قسم کے جنگ و جدل سے اُن کی حفاظت کی جائے۔

۵۔ پرورش کے دوران میں بچوں میں اس قسم کا احساس پیدا کیا جائے کہ وہ بڑے ہو کر اپنی قابلیت و استعداد کو بنی نوعِ انسان کی خدمت کیلئے مخصوص کر دیں۔

شذرات

(EDITOrIAL Comment)

موگا جرنل کی طرف سے آپ سب کو نیا سال مبارک ہو۔ ہمیں حقیقی مسرت تب ہی حاصل ہوگی جب ہمیں اس بات کا پورا یقین ہو جائے۔ کہ ہم تن، من اور دھن سے دوسروں کی خدمت کر رہے ہیں۔ جن کے ذمے دوسروں کو تعلیم دینے کا کام ہے وہ بچوں۔ نابالغوں اور مفلس لوگوں کی خدمت کر کے دلی اطمینان حاصل کر سکتے ہیں ہماری دعا ہے کہ خدا موگا جرنل کو ایسی توفیق دے کہ اس کی رہنمائی سے اُستاد صاحبان تعلیمی دوڑ میں دن دُگنی رات چوگنی ترقی کریں۔ خدا کرے۔ اس نئے سال کے دوران میں تمام ہندوستان میں نئے طریقۂ تعلیم کو عروج حاصل ہو۔

اس نئے سال کے پرچے کے پہلے صفحہ پر "بچوں کے حقوق" شائع کئے جاتے ہیں۔ تا کہ ہر ایک محب وطن پر بخوبی واضح ہو جائے۔ کہ یہ اخبار کس مقصد کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ تمام خیر خواہانِ ملک و اساتذہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ نئے سال کے ابتدا سے ہی کوئی کارِ خیر کرنے کا مصمم عزم کر لیں۔ ہم اپنے خیال کے مطابق مندرجہ ذیل عزم تجویز کرتے ہیں: "میں مصمم ارادہ کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک میرے بچوں کے ساتھ تعلقات ہونگے۔ میں تمام حالات میں اُن کے حقوق کی محافظت کے لئے سر توڑ کوشش کرونگا۔ جیسا کہ 'جینوا کے اعلان' میں ذکر کیا گیا ہے۔

"ہم جینوا کے اعلان" کو نہایت خوبصورت اور موٹے کاغذ پر علیحدہ چھپوا رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اسے فریم کروا کر ہر ایک اُستاد اور پادری صاحب اپنے اپنے گھر میں دیوار پر لٹکائے۔ جماعت کے کمرے میں بھی اسے لٹکانا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔
ہمارے سکول کے دفتر سے ایک آنہ فی کاپی کے حساب سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

دیہاتی پرائمری مدارس میں ترقی

(Improvement in village primary schools)

تحصیل زیرہ کے دو پرائمری سکولوں کے پروجیکٹ

صوبہ پنجاب کے دیہاتی مدارس میں نئے طریقۂ تعلیم کو رائج کرنے کی سرتوڑ اور حوصلہ افزا کوشش کی جا رہی ہے۔ ٹی۔بی۔سکولز کے بہت سے اساتذہ جنہوں نے گذشتہ دو سال کے عرصے میں موگا سکول کے ریفریشر کورسوں کا فائدہ اٹھایا ہے۔ اپنے اپنے سکولوں میں ان جدید طریقوں کا استعمال کر رہے ہیں۔ بہت سے اساتذہ کو موگا میتھڈ کے ذریعے اردو پڑھانے میں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ مختلف مشاغل کے ذریعے بہت سے سکول پرائمری جماعتوں کی پڑھائی میں ایک نئی روح اور دلچسپی پھونک رہے ہیں۔ امید ہے کہ وقتاً فوقتاً ہم پنجاب کے چھوٹے چھوٹے دیہاتی سکولوں کے تجربات کی رپورٹیں موگا جرنل میں شائع کرتے رہیں گے۔ ہم نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ کہ گوجرانوالہ ضلع کے مسلسل تعلیمی کام کے متعلق موگا جرنل کا ایک خاص نمبر شائع کرینگے۔

اس پرچے میں ہم زیرہ تحصیل (ضلع فیروزپور) کے دو پرائمری سکولوں کے دو پروجیکٹ کا ذکر کریں گے۔ سید انور علی شاہ صاحب بی۔اے۔ ڈی۔آئی تحصیل زیرہ نے اپنے سکولوں میں "مشغلہ پروگرام" کو سلیبس کا ایک نہایت ضروری جزو قرار دیکر استادوں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ نیز پہلی جماعت کے استادوں کو جدید طریقے کے مطابق اردو پڑھنا سکھانے کی ٹریننگ بھی دی ہے۔ شاہ صاحب کے علاقے میں تقریباً ساٹھ سکولوں نے طریقۂ تہجی کو ترک کرکے موگا میتھڈ کو اختیار کر لیا ہے۔ بچوں کو حروف سکھانے کی بجائے پہلے انہیں الفاظ اور جملے پڑھائے جاتے ہیں۔ اپنے استادوں کو موگا میتھڈ کی ٹریننگ دیکر آپ نے جو تجربہ حاصل کیا۔ اسی تجربے کی بنا پر آپ نے ایک مضمون

"اردو پڑھنا سکھانے کے ابتدائی مرحلے" لکھا ہے۔ جو اسی پرچے میں شائع کیا جاتا ہے سکولوں کے انسپکٹر و پرنسپل صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس نہایت قیمتی مضمون پر اپنے استادوں کے ساتھ بات چیت کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں

پروجیکٹ کوٹھڑی جماعت اول پرائمری سکول کوٹ عیسےٰ شاہ

آغاز پروجیکٹ :- شروع شروع میں مدرس نے طلبا میں تصاویر جمع کرنے کا شوق پیدا کیا۔ اس کام میں بچوں نے بڑی دلچسپی ظاہر کی یہاں تک کہ کافی تعداد میں تصاویر جمع ہو گئیں۔ ہر ایک تصویر کے متعلق پہلے کچھ نہ کچھ گفتگو کی جاتی تھی۔ ان تصاویر کو ایک چارٹ پر چسپاں کر کے ایک چارٹ تیار کیا گیا۔ اور کمرہ جماعت میں آویزاں کیا گیا۔ رفتہ رفتہ جب بچے تعلیم میں ترقی کرنے لگے تو چھوٹے چھوٹے فقرات لکھ کر پڑھائے جاتے رہے۔ اسی دوران میں بچوں نے مٹی کی تصاویر یعنی کھلونے بنانے کا شوق ظاہر کیا۔ چنانچہ مٹی کے کھلونے بنانے شروع کر دئے گئے۔ مگر اب مشکل یہ تھی کہ بنائی ہوئی اشیا محفوظ نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جاتی تھیں۔ اس لئے بچوں نے اس کے متعلق بڑی شکایت کی مدرس نے ان کی سنبھال کے متعلق گفتگو کی۔ تو طلبا نے اپنی مختلف رائیں پیش کیں۔ اور مدرسہ میں ان کے رکھنے کے لئے جگہیں بتائیں۔ بچوں کے کہنے کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ مگر کھلونے پھر بھی ضائع ہو جاتے تھے۔ آخر کار کئی دن کے بحث مباحثہ کے بعد بچوں نے علیحدہ کوٹھڑی بنانے کی خواہش ظاہر کی اور کثرت رائے سے کھلونے رکھنے کی کوٹھڑی پروجیکٹ قرار پایا۔ یہ پروجیکٹ ماہ جون میں منتخب کیا گیا۔ اور ماہ مارچ میں ختم ہوا۔

اینٹیں بنانے اور جگہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ اینٹوں کے متعلق طلبا نے تہیہ کیا۔ کہ پانی کی اینٹیں تیار کی جائیں۔ مگر مٹی چکنی نہیں ملتی تھی۔ خیر مدرس اور طلبا کی متفقہ کوشش سے مٹی کا پتہ لگایا گیا۔ اب بچے مختلف ذریعوں سے مٹی سکول میں

لاتے رہے۔ اور اینٹیں بنانی شروع کر دی گئیں۔ اینٹوں کے سانچے نہ ملنے کی وجہ سے بچوں نے ٹین کے ٹکڑے وغیرہ اکٹھے کرکے ان کے سانچے بنا کر اینٹیں بنائیں۔ مگر کام اچھا نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے مدرس نے پانی کی اینٹیں بنانے کی صلاح لڑکوں کو دی۔ اینٹیں بنانے کے لئے لڑکوں کو مختلف گروہوں میں بانٹا گیا۔ ۱۔ گارا بنانے والی پارٹی ۲۔ پانی لانے والی پارٹی۔ ۳۔ مٹی لانے والی پارٹی۔ جگہ کے متعلق طلبا نے باہمی گفتگو کرکے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے کوٹھڑی بنانے کے لئے سکول میں جگہ لی۔ فہرست سامان متعلقہ کوٹھڑی، طلبا کی مدد سے تیار کی گئی۔ مختلف چیزوں کو لانے کے لئے مختلف لڑکوں نے ذمہ لیا۔

(نوٹ) مٹی کے متعلق لڑکوں نے کئی اصحاب سے دریافت کیا۔ کہ کس قسم کی مٹی اینٹوں کے لئے درکار ہوگی۔ اور وہ کہاں ملیگی۔ اس کام میں ہیڈ ماسٹر صاحب سکول نے نزدیک ترین جگہ جہاں سے عمدہ مٹی مل سکتی تھی اور بہ آسانی آ سکتی تھی بتائی

مضامین جو اس پروجیکٹ سے سکھلائے گئے۔

جگہ کا انتخاب کرنے وقت طلبا سے مندرجہ ذیل تعلیمی کام کرایا گیا۔

خاکہ تیار کیا۔ پیمائش کے پیمانے۔ گز۔ ہاتھ۔ فٹ۔ طول۔ عرض۔ اونچائی۔ گہرائی کا تصور دلایا گیا۔ فاصلہ کا تصور۔ اطراف کا تصور۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ سرکنڈہ کے ہاتھ۔ گز طلبا نے خود تیار کئے۔

پڑھائی:۔ مختلف الفاظ مثلاً مٹی۔ پانی۔ گارا۔ بالٹی۔ اینٹیں۔ کدال۔ کھرپا۔ بہنگی وغیرہ وغیرہ سکھلائے گئے۔ اور فقرات متعلقہ کام روزانہ پڑھائے گئے۔

لکھنا۔ بچوں نے چھت ڈالتے وقت کڑیوں کے لئے سرکنڈا کے لئے۔ درخواستیں اور چیٹھ میں شامل ہونے کے لئے مختلف اصحاب کی خدمت میں دعوتی رقعے لکھے اس میں بچوں نے بڑا اشتیاق ظاہر کیا وغیرہ۔ پانی کی قلت کو دور کرنے کیلئے

بخدمت جناب اے۔ ڈی۔ آئی صاحب درخواست لکھی۔ اور آنجناب کی خدمت میں زبانی بھی عرض کیا۔ اور چٹھ میں شمولیت کے لئے بخدمت جناب اے۔ ڈی۔ آئی صاحب و ڈاکٹر صاحب سے رقعہ لکھا۔

دستی کام۔ جھبیریاں۔ کھلونے گتے کا سانپ۔ دروازہ وغیرہ وغیرہ اشیا نمائش کے لئے تیار کیں۔

جغرافیہ۔ دنوں کے نام۔ مہینہ۔ موسم۔ سال۔ ہوا۔ ہفتہ۔ وغیرہ کا تصور دلایا گیا۔

صفائی:۔ مکان کی کرسی۔ روشندان۔ کھڑکیاں رکھنا۔ رُخ۔ کس طرف ہونا موزوں ہوتا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔

چٹھ کے موقعہ پر مندرجہ ذیل تعلیمی کام کیا گیا۔ اچھا لڑکا۔ نظم اشاروں سے یاد کی۔ گیت متعلقہ کوٹھڑی جو فائیل میں درج کیا جاتا ہے یاد کیا۔ بکری اور اس کا گھر جو جماعت اوّل کے نصاب میں ہے کا ڈرامہ تیار کیا۔ صفائی کے متعلق ایک تعلیمی کھیل کیا۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ گڑ باٹا گیا۔ چٹھ کے موقعہ پر چیدہ چیدہ اصحاب گاؤں سے تشریف لائے۔

(گیت کوٹھڑی)

کوئی تھا لایا گارا ۔ کوئی تھا لایا اینٹیں
ہم نے بنایا کوٹھا
اس کی صفائی دیکھو ۔ اس کی لپائی دیکھو
گو چھوٹا سا ہے کوٹھا
کوٹھا ہے اچھا اچھا ۔ کوٹھا ہے متنا متنا
چٹھ اس کی ہم منائیں ۔ گڑ آپ کو کھلائیں
ہم نے بنایا ایک کوٹھا

(دُنی چند نائب مدرس مدرسہ کوٹ عیسٰے خاں ڈاکخانہ خاص تحصیل زیرہ ضلع فیروزپور انچارج جماعت اوّل)

پروجیکٹ صابون سازی

جماعت چہارم ورنیکلر مڈل سکول تلونڈی بھلے خاں۔

[illegible] دسمبر کی صبح تھی۔ جب کہ مدرس نے طلبا پر اپنی خواہش کو ظاہر کرنے کا سوال کیا۔ چونکہ پہلے کبھی اُن پر ایسا سوال نہ ہُوا تھا۔ اِس لئے وُہ حیران و پریشان ہو گئے۔ لیکن مدرس نے اُنہیں بتایا۔ کہ ہمارے پاس تین ماہ باقی ہیں۔ اِس لئے تُم کوئی ایسا مقصد پیش کرو۔ جس کو تُم اِن تین مہینوں میں پُورا کر سکو۔ جو مقصد تُم پیش کرو گے۔ اُس کے متعلق تُم کو کافی غور و خوض کرنا ہوگا۔ طلبا نے جواب دیا۔ کہ ہم کل سوچ کر بتائیں گے۔ چُنانچہ دُوسرے دن اُنہیں مختلف تصاویر اور چارٹ دکھا کر مدرس نے پھر وہی سوال کیا۔ تو بھی طلبا نے یہی جواب دیا۔ کہ ہم کل تو سوچکر نہیں آئے۔ آج پھر سوچیں گے۔ اور کل بتائیں گے۔ لیکن دوسرے دن بھی نہ سوچنے پر اُن سے ذیل کا فقرہ موٹے حروف میں قلمبند کروا کر دیوار پر چسپاں کروایا گیا۔ "آج کا کام کل پر نہ چھوڑو" اور اُنہیں سمجھایا گیا۔ کہ اگر تُم روز ایسا کرو گے۔ تو کبھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اِس لئے تُم اس ماٹو کو ہمیشہ یاد رکھو۔ "جو کرنا ہے ابھی کرو۔" چنانچہ یہ ماٹو بھی موٹے حروف میں لکھوا کر کمرہ میں آویزاں کیا گیا۔ اور طلبا نے بھی شرمندگی محسوس کرتے ہُوئے عہد کیا۔ کہ ہم آج کا کام کبھی کل پر نہ چھوڑیں گے۔ اور حتی الوسع "جو کرنا ہے ابھی کرو" کے متعلق عمل کرینگے۔ اُسی وقت طلبا سوچنے میں مشغول ہو گئے۔ مورخہ [illegible] ۲ کو طلبا نے ذیل کے پراجیکٹ پیش کئے۔ اور اُن کو تختہ سیاہ پر لکھنے کے لئے نذیر احمد کو منتخب کیا۔ نذیر احمد نے اُن کے کہنے کے مطابق ذیل کے پراجیکٹ تختہ سیاہ پر لکھے :-

(۱) عمدہ گھر (۲) بھینس (۳) گائے۔ (۴) رتھ (۵) سکول۔ (۶) مور (۷) بیل

(۸) مُرغی ۔ (۹) باغیچہ ۔ (۱۰) صابُون بنانا ۔ (۱۱) گھونٹا ۔ (۱۲) ہاتھی ۔ (۱۳) خوشبودار تیل بنانا ۔ (۱۴) عمدہ بنانا ۔ (۱۵) موم کے کھلونے بنانا ۔

باقی تمام طلبا نے اپنی تختیوں پر نوٹ کر لئے ۔ لیکن جب مدرس نے طلبا سے سکول کا اور کام تختیوں پر کرنے کے لئے کہا ۔ تو انہوں نے اسی وقت پراجیکٹ کے نوٹ رکھنے کے لئے کاپیاں مہیا کر لیں ۔ چنانچہ بڑی خوشی سے انہوں نے وہ تمام نوٹ پراجیکٹ کی کاپیوں پر نوٹ کئے ۔ اسی طرح بعد میں بھی طلبا روزمرہ کے نوٹ پراجیکٹ کی کاپیوں میں تحریر کرتے رہے ۔ سات جنوری تک وہ تمام پراجیکٹ زیر غور رہے ۔ آخر سات جنوری کو باقی سب کاٹ کر ذیل کے چار پراجیکٹ رکھے گئے

(۱) عمدہ گھر ۔ (۲) باغیچہ ۔ (۳) صابُون بنانا (۴) سکول ۔

پھر ان چاروں کے متعلق بحث ہوئی ۔ آخر کار بائیس جنوری کو صابُون سازی پراجیکٹ منتخب کیا گیا ۔ اس کے بعد طلبا نے پراجیکٹ کے بارے میں نوٹ رکھنے کے لئے ایک درخواست ہیڈ ماسٹر صاحب کو لکھی ۔ جس کا حوالہ درج ذیل ہے ۔

بحضور فیض جناب ہیڈ ماسٹر صاحب

جناب عالی

ہماری جماعت نے اپنا پراجیکٹ صابُون سازی چن لیا ہے ۔ جس کے لئے ہمیں تین گتّوں کی ضرورت ہے ۔ آپ مہربانی فرما کر تین گتے عنایت فرماویں ۔

عرضے "تابعداراں طلبا جماعت چہارم ورنیکلر مڈل سکول تلونڈی جلے خاں"

طلبا نے پالا سنگھ کو ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس درخواست لے جانے کے لئے منتخب کیا ۔ اور بنارسی داس کی درخواست چن کر ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس بھیجی ۔ انہوں نے درخواست پر لکھا ۔ کہ سائر خرچ سے لے لیویں ۔ طلبا پڑھ کر بہت خوش ہوئے ۔ انہوں نے پالا سنگھ کو منشی احمد الدین صاحب انچارج سائر خرچ کے پاس بھیجا ۔ انہوں نے جب پالا سنگھ

سے گتّوں کی لمبائی چوڑائی کے متعلق پوچھا ۔ نو پالا سنگھ لمبائی چوڑائی معلوم کرنے کے لئے جماعت میں واپس آیا ۔ جماعت نے ملکر گتّوں کی لمبائی چوڑائی کے متعلق فیصلہ کیا ۔ اس فیصلے سے فائدہ اٹھا کر مدرس نے رقبہ کے متعلق سوال حل کروائے جن کا نمونہ درج ذیل ہے ۔

(۱) ایک چارٹ بنانے کے لئے ۱۶ انچ لمبا ۱۰ انچ چوڑا گتّا درکار ہے ۔ اُس کا رقبہ بتاؤ ۔

(۲) ایک گتّا ۲۶ انچ لمبا ۱۴ انچ چوڑا ہے ۔ اُس کے ایک طرف کتنا کاغذ لگیگا ۔

طلبأ نے گتّے حاصل کرتے وقت رسید لکھنی بھی سیکھی ۔ اب طلبأ نے وہ گتّے حاصل کرکے ذیل کے کاموں کے لئے مقرر کئے ۔

(۱) جو کچھ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں ۔

(۲) جو کچھ ہم نے معلوم کر لیا ہے ۔

(۳) فہرست مشکل الفاظ جو پراجیکٹ میں سیکھے ۔

سب سے پہلے جو کچھ ہم معلوم کرنا چاہتے ہیں کے چارٹ کو پُر کرنے کے لئے طلبأ نے تختہ سیاہ پر ذیل کی تجاویز نذیر احمد سے لکھوائیں اور چارٹ پر لکھنے کے لئے پرشوتم لال کو مقرر کیا ۔ تجاویز درج ذیل ہیں ۔

(۱) صابون کا نسخہ ۔ (۲) صابون کی قسمیں ۔ (۳) صابون کے فائدے ۔ (۴) صابون بنانا ۔ (۵) صابون کہاں کہاں بنتا ہے (۶) نیم کے صابون کے فائدے (۷) صابون بنانے کی چیزیں کہاں سے ملتی ہیں ۔ (۸) صابون کی ایجاد کس طرح ہوئی ۔ (۹) موجودہ صابن کی ایجاد کس کس ملک سے ہوئی اور موجودہ صابون ہم تک کیسے پہنچا ۔ (۱۰) صابون کی تاریخ ۔

پھر طلبأ نے مندرجہ بالا تجاویز کے متعلق لائبریری کی کُتب اور صابون سازی کی کتاب کا مطالعہ کیا ۔ دیہاتی سائنس حصہ چہارم سے بھی کافی مدد ملی ۔ سب سے

پہلے طلبائے نے صابون کی اقسام معلوم کیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) خوشبودار صابن۔ (۲) نیم کا صابن یا کاربالک سوپ (۳) کپڑے صاف کرنے کا صابن۔ (۴) روزن سوپ (۵) بال اڑانے والا صابن۔ (۶) حجامت بنانے والا صابن۔ (۷) برتن صاف کرنے والا صابن۔ (۸) دانت صاف کرنے والا صابن۔ (۹) کانچ کی مانند شفاف صابن۔ (۱۰) پانی پر تیرنے والا صابن۔ (۱۱) عام پھوڑے پھنسی کو دور کرنے والا صابن۔

اس کے بعد طلبائے نے صابون کے فائدے بھی معلوم کئے۔ ساتھ ہی روزن سوپ۔ نیم کا صابن۔ خوشبودار صابن اور کپڑے صاف کرنے کا صابن کے متعلق نسخے بھی معلوم کئے۔ نسخوں کو معلوم کرتے وقت طلبائے نے صابن کے اجزا کے حالات بھی معلوم کئے اور ذیل کا ایک چارٹ مرتب کیا۔

نام جنس	بونے کا موسم	شرح تخم فی ایکڑ	وقت برداشت پیداوار فی ایکڑ	قسم زمین	پانی	طریق کاشت
السی	۱۵ اکتوبر نومبر	۶ تا ۸ سیر	مارچ اپریل ۵ یا ۶ من فی ایکڑ	تقریباً میرا	۴ یا ۵ پانی	چھٹا
سرسوں	اکتوبر نومبر	۲½ سیر	مارچ اپریل ۵ تا ۱۰ من	بارانی زیادہ تر میرا زمین	بارش	پورا سے آڑ لگا دیتے ہیں۔
توریہ	ستمبر	۲½ یا ۳ سیر	دسمبر جنوری ۷، ۸ من فی ایکڑ	میرا زمین	۲ یا ۳ پانی	چھٹا
تل	جون یا جولائی	۴ یا ۵ سیر فی ایکڑ	۴ یا ۵ من فی ایکڑ پھلیاں پکنے پر	بارانی ہلکی	بارش	چھٹا
تارا میرا	اکتوبر نومبر	۳ یا ۴ سیر فی ایکڑ	مارچ اپریل ۱۱ و ۱۲ من فی ایکڑ	کمزور بارانی	بارش	پورا سے آڑ لگا دیتے ہیں
مہوا	ماہ ساون اگست	۱½ سیر فی ایکڑ	ایک قسم کا درخت ہے جس کا پھل ڈیک کے پھلیا کے برابر پتے ڈیک کی مانند ہوتے ہیں اس کا پھل کھاتے ہیں بھی استعمال ہوتا ہے			
ارنڈ	اگست ستمبر	۳ یا ۴ سیر فی ایکڑ	ایک قسم کا درخت ہے جو کہ ہر قسم کی زمین میں پیدا ہوتا ہے۔ شروع میں ہفتہ کے بعد پانی دیا جائے تو کافی پھیلتا ہے۔			

نیز انہوں نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ سوڈا کاسٹک کہاں سے ملتا ہے۔ میدہ کیسے بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے میدہ کے حالات معلوم کرتے وقت ایک درخواست بہ مضمون ذیل

اِسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر سکولز حلقہ زیرہ کو لکھی۔

جناب عالی

گذارش ہے کہ ہم نے اپنے پراجیکٹ " صابون سازی " کے حالات معلوم کرتے وقت دیکھا۔ کہ ہماری دھوئی ہوئی عمدہ گندم کا میدہ بازاری میدہ سے نہیں مِل سکتا۔ اِس لئے التماس ہے۔ کہ بازاری میدہ کے حالات بتا کر مشکور فرمائیں۔

عرضے تابعداران طلبأ جماعت چہارم ورنیکلر مڈل سکول تلونڈی جلے خاں

اُنہوں نے جواب میں میدہ بنانے کے متعلق کچھ حال لکھا۔ نیز یہ بھی بتایا کہ پہلے فیروزپور میں میدہ بنانے کے کارخانے تھے۔ لیکن وُہ بند ہو چکے ہیں۔ اگر تم نے مزید حالات معلوم کرنے ہیں تو درخواست لکھ کر قصور سے پتہ منگوا کر بتا دیا جائیگا۔

اِس جواب کو پڑھکر طلبأ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ اُنہوں نے اُسی روز ایک اَور درخواست اُن کے نام بھیجی۔ جس کا نمونہ درج ذیل ہے۔

بحضور جناب اِسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس تحصیل زیرہ

جناب عالی

آپ کا جواب مِلا۔ پڑھکر کچھ تسلی ہوئی۔ عرض ہے کہ ہماری جماعت کو مزید حالات معلوم کرنے کا شوق ہے۔ اِس لئے آپ ذیل کی باتوں کی بابت کچھ پتہ ارسال کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

(۱) فیروزپور کے کارخانے کیوں بند ہوئے۔

(۲) قصور کے کارخانہ والوں کا میدہ پر فی من کیا خرچ آتا ہے۔

(۳) قصور والے فی من کیا معاوضہ لیتے ہیں۔

(۴) ایک من گندم سے کتنا میدہ حاصل ہوتا ہے۔

(۵) میدہ کے کارخانے کے لئے کم سے کم کتنی جگہ درکار ہے

(۶) میدہ کے کارخانے کو کھولنے کے لئے کم سے کم کتنی رقم چاہیئے

عرضے تابعداران طلبأ جماعت چہارم ورنیکلر مڈل سکول تلونڈی جلے خاں۔

طلبا نے پراجیکٹ کی نمائش کے لئے مختلف چارٹ بنائے۔ اور پراجیکٹ کو مکمل کرنے کے لئے ایک ڈبہ بھی تیار کیا۔ اس کو بناتے وقت طلبا سے رقبہ چاردیواری، فرش اور چھت کا رقبہ کے متعلق سوال بھی حل کروائے گئے۔ سوالات کا نمونہ درج ذیل ہے۔

(۱) صابون بنانے کے لئے ایک صندوق ۳۰ انچ لمبا ۱۴ انچ چوڑا ۱۰ انچ اونچا بنایا گیا۔ اس کے اندر کی طرف رندہ کروانے کا خرچ ۲ پیسہ مربع ۱ انچ کے حساب کیا ہوگا۔ پیچوں کے حالات معلوم کرتے وقت گروں کے متعلق بھی سوالات حل کروائے گئے۔ سوالات کا نمونہ درج ذیل ہے۔

(۱) اگر سرسوں کے کھیت کا معاملہ ۱۸ آنے فی گھماؤں ہو تو ۲ کنال ساڑھے بارہ مرلے کھیت کا معاملہ کیا ہوگا۔

صابون کے کارخانے معلوم کرتے وقت طلبا نے "چلی چلی کمان آئی" کی کھیل کے ذریعے پنجاب کے مختلف کارخانے بھی ازبر کئے۔ اس کھیل میں طلبا نے کافی دلچسپی سے حصہ لیا۔ اس کھیل میں دو پارٹیاں بنائی گئیں۔ ایک طرف کا طالبعلم کہتا تھا "چلی چلی کمان آئی"۔ دوسری طرف کا کہتا تھا کہاں گئی۔ پہلی طرف کا سیمنٹ کے کارخانے میں دوسری طرف کا بتاتا "واہ ضلع اٹک"۔ اگر جواب صحیح ہوتا تو دوسری پارٹی کا سوال کرتا۔ اگر غلط ہوتا۔ تو پہلی کا بتا کر ایک نمبر حاصل کرتا۔ اس طرح سے دس نمبر والا جیت جاتا۔

کارخانوں کے حالات معلوم کرتے وقت طلبا نے جغرافیہ پنجاب سے اردو بھی پڑھا۔ نیز یہ بھی معلوم کیا کہ ٹوانڈی جلے خاں سے آٹا پیسنے کی مشینیں اس لئے بند ہوئی۔ کہ پچھلے سال بارش کی قلت کی وجہ سے غلہ کی کمی رہی۔ جس کی وجہ سے کارخانہ والوں کے پاس تھوڑی مقدار میں غلہ آنے لگا۔ اور ان کو منافع بھی تھوڑا ہی ملنے لگا۔ جس کی وجہ سے ان کو اپنی مشینیں بند کرنی پڑی۔

مورخہ سترہ مارچ کو طلبا نے نذیر احمد اور پرشوتم لال کو کپڑے صاف کرنے کے صابون کی اشیا خریدنے کے لئے زیرہ بھیجا۔ اور مورخہ اٹھارہ مارچ کو طلبا نے کپڑے صاف کرنے کا صابون بنایا۔ فروخت کرنے کے لئے اشتہارات کے نمونے پڑھکر اشتہار بھی لکھے۔ اور نذیر احمد کو ممبر منتظم مقرر کرتے وقت ذیل کی باتوں کے متعلق معلومات حاصل کیں:۔

(۱) ووٹ کیا ہے۔ (۲) ڈسٹرکٹ بورڈ کیا ہے۔

(۳) میونسپل کمیٹی کیا ہے۔ (۴) گورنمنٹ کیا ہے۔

(۵) لیجسلیٹو اسمبلی کیا ہے۔ (۶) ہمارے علاقے کا ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر کون ہے۔

آخر میں اس بنائے ہوئے صابن کو مناسب طریق سے فروخت کیا گیا۔ پراجیکٹ کی نمائش کے لئے طلبا نے ستائیس مارچ کو اشتہارات بھی لکھے۔ نیز ایک خط اے۔ڈی۔آئی صاحب زیرہ کو بھی نمائش میں شمولیت کے لئے روانہ کیا۔ مورخہ اکیس ۲۱ مارچ کو دس بجے نمائش کی گئی۔ اور تمام سکول کے سامنے ایک ڈرامہ بھی کیا گیا۔ جس کے پریذیڈنٹ مولوی محمد موسےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر تلونڈی جلے خان تھے۔ پریذیڈنٹ صاحب و دیگر حاضرین نے ڈرامہ کے اختتام پر پرشوتم لال اور فضل الدین کو اپنے پارٹ خوش اسلوبی سے ادا کرنے پر شاباش دی۔

آخر میں فضل الدین نے ذیل کی نظم پڑھکر ڈرامہ ختم کیا۔

نظم

ظلمت دہر میں چمکی ہے ضیائے صابن
قلب انساں میں ہے مانوس صفائے صابن
کیا ہی اوزار بنا عقدہ کشائے غفلت
حسن مہ رویاں کو دو بالا بنائے صابن

ابرِ آلودگی اب فخر کا دعوےٰ نہ کرے
اپنے اسکول میں پیدا ہے ضیائے صابن
پیرہادی سے صفا پائے کدورت دل کی
غش ظاہر کو کرے دور دولئے صابن
اب نہ بازار میں جائیں گے خریدار کبھی
طفلِ مکتب نے اٹھائی ہے بنائے صابن
شاذ دنیا میں منادی یہ کرا دو جلدی
جس کو مطلب ہو اسکول سے لائے صابن

اُردو پڑھنا سکھانے کے ابتدائی مرحلے

چونکہ طریق کار مقصد کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور حصولِ مقصد صحیح طریق کار پر منحصر۔ لہٰذا کامیابی کیلئے مقصد کی ماہیت معلوم کرنا اور پھر اُس کی روشنی میں طریق کار کا تجویز کرنا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ ہمارا پہلا سوال تو یہ ہے۔ کہ پڑھنا ہے کیا؟

پڑھنا کیا ہے مقررہ علامات کو مفہوم سے مربوط کر دینا پڑھنا ہے۔ علامات اور تفہیم کا تعلق پیدا ہونے کے کئی مدارج ہیں۔ کسی چیز یا حالت کے نام کا تعلق اس چیز یا حالت کے ساتھ بچے کے دماغ میں اُس وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔ جبکہ وہ بولنے والے کی آواز کو کسی حالت یا چیز کے ساتھ مربوط پاتا ہے۔ مثلاً ماں زبان سے کہتی ہے "وہ چاند" اور ساتھ ہی آسمان پر رات کو بڑی سی چمکتی ہوئی چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اِس عمل سے بچے کے ذہن میں لفظ چاند اور 'چیز چاند' میں تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی عمل بار بار پیش آنے سے تعلق ایسا پختہ ہو جاتا ہے۔ کہ لفظ 'چاند'

کہنے کے ساتھ ہی فوراً چاند کا تصور ذہن کے سامنے آجاتا ہے۔

پڑھنے میں ابتداءً علامات اور آواز کا تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ اور چونکہ آواز کے پہلے ہی کسی چیز یا حالت کے تصور کے ساتھ ذہن میں تعلق قائم ہوچکا ہوتا ہے۔ اس لئے آواز کے واسطہ سے علامت یعنی لکھے ہوئے الفاظ اور چیز یا حالت کے تصور میں تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ یعنی علامات اور تفہیم مربوط ہوجاتے ہیں۔ بس یہی پڑھنا ہے جتنی سرعت کے ساتھ ذہن علامت سے تفہیم کی طرف منتقل ہو۔ اسی قدر پڑھنا اچھا مانا جاتا ہے۔

پڑھنے کی ابتدا کن علامات سے ہو۔ با معنی یا بے معنی یا الفاظ و جملے با معنی الفاظ اور جملات سے یا حروف سے؟

جب ہم نے یہ دیکھ لیا۔ کہ پڑھنا ہی ہے نام علامت اور مفہوم کے ربط کا۔ تو کیوں نہ ہم ابتدا ہی سے ایسی علامات کو پڑھانا شروع کریں۔ جن کا مفہوم بچے سمجھتے ہوں۔ ایسی علامات کیا ہوسکتی ہیں؟ حروف یا الفاظ اور جملے؟ جواب ہوگا۔ "یقیناً الفاظ" کیونکہ حروف اس کے لئے بالکل مہمل ہیں۔ اس نے کبھی "الف" کو نہیں دیکھا۔ اور نہیں جانتا۔ کہ "کاف" کس بلا کا نام ہے۔ وہ تو الفاظ جانتا ہے۔ مثلاً پانی۔ روٹی۔ ساگ۔ بھائی۔ بہن۔ ماں۔ باپ وغیرہ۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ پانی پیا جاتا ہے۔ روٹی اور ساگ کھائے جاتے ہیں وغیرہ۔ یعنی وہ الفاظ کو بھی جملوں اور فقروں کی صورت میں زیادہ واضح طور پر سمجھتے ہیں۔ تو گویا ابتدا ایسے فقرات سے ہوئی۔ یا ایسے الفاظ سے جن کو بچہ خوب جانتا ہے۔

الفاظ کا انتخاب

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بچہ کن کن الفاظ کو زیادہ اچھی طرح سمجھتا ہے؟ یقیناً ان الفاظ کو جن کا اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس کے لئے ہمیں بچہ کے ماحول اور اس کی طبعی دلچسپیوں کو مدنظر رکھنا پڑیگا۔ مثلاً اگر بچہ دیہاتی ہے تو وہ بیل گائے۔ بکری۔ کھیت۔ ہل۔ ساگ۔ مکئی وغیرہ سے خوب آشنا ہوگا۔ اگر

دکاندار کا بچہ ہے۔ تو وہ دکان۔ بازار۔ ترازو وغیرہ سے آشنا ہوگا۔ اگر سپاہی زادہ ہے تو وردی۔ پیٹی۔ چور۔ تھانہ وغیرہ کا مفہوم اچھی طرح سمجھ سکیگا۔ لیکن ماحول کے علاوہ بچوں کی طبعی دلچسپیاں جو قریباً قریباً یکساں ہوتی ہیں۔ الفاظ یا جملات کے انتخاب میں مدد دے سکتی ہیں۔ مثلاً قریبی رشتہ داروں کے نام مثلاً ماں، باپ۔ بھائی۔ بہن وغیرہ پالتو جانوروں کے نام مثلاً گائے۔ بھینس۔ بکری وغیرہ کھانے پینے کی چیزوں کے نام مثلاً پانی۔ روٹی۔ ساگ۔ دال۔ لڈو۔ پیڑا۔ چوری وغیرہ۔ عام پرندوں کے نام مثلاً چڑیا۔ کوّا۔ طوطا۔ چیل۔ مرغی۔ کبوتر وغیرہ۔

صرف الفاظ شناسی پر اکتفا کیا جائے یا الفاظ کی تجزی بھی ضروری ہے ؟

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آیا اچھی طرح اور ہر قسم کے الفاظ پڑھنے کی قابلیت پیدا کرنے کے لئے ہمیں الفاظ شناسی کرنا ہی کافی ہے یا الفاظ کے اجزا یا حروف کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔ بظاہر الفاظ شناسی پر ہی اکتفا کرنا کافی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس پر غور کیا جائے۔ اور سوچا جائے۔ کہ 'کُل' کا علم بلند درجہ رکھتا ہے۔ یا 'کُل' کے علم ہونے کے بعد اجزا کا علم ہونا۔ تو ہمیں ماننا پڑیگا۔ کہ اجزا کا علم ہونا اعلےٰ و ارفع ہے۔ نہ صرف اس لئے کہ اجزا کا علم بذاتِ خود ضروری ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اجزا کے علم سے 'کُل' کا علم زیادہ پختہ اور وسیع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے۔ جو موٹر کو بحیثیت 'کُل' کے جانتا ہے۔ لیکن اس کے اجزا سے واقف نہیں۔ لیکن دوسرا شخص ہے۔ جو موٹر کو بحیثیت 'کُل' کے جاننے کے علاوہ اس کے اجزا سے بھی واقف ہے۔ مؤخر الذکر یقیناً موٹر کے متعلق زیادہ وسیع اور پختہ واقفیت رکھتا ہے۔

'کُل' کا علم پہلے ہے یا اجزا کا ؟

یہاں الفاظ کی تجزی کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے۔ کہ اجزا کا علم محض 'کُل' کے علم سے ارفع و اعلےٰ ہے۔ یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پھر کیوں نہ وہ چیز جو اعلےٰ ہے۔ اس سے ابتدا کیجائے

یعنی اجزا سے۔

لیکن جب ہم اپنی روزانہ زندگی پر غور کرتے ہیں۔ اور یہ سوچتے ہیں۔ کہ کسی چیز کے متعلق علم حاصل کرتے ہیں۔ ہمیں کیا مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ تو یہی نظر آتا ہے۔ کہ پہلے ہم کسی چیز کو بحیثیت 'کل' کے جانتے ہیں۔ پھر اس کے اجزا سے واقف ہونے کے بعد 'کل' کے علم کو زیادہ پختہ اور وسیع کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ اجزا پر غور کرنے کے بغیر ہی 'کل' کا ٹھیک تصور قائم ہو جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثال اس کو واضح کردیگی۔

جب ایک اجنبی شخص ہمارے پاس آتا ہے۔ تو ہم اس کو سر سے پاؤں تک سرسری نظر سے دیکھتے ہیں۔ یعنی 'کل' سے شناسائی کی ابتدا کرتے ہیں۔ پھر جب وہ اور کچھ دیر ہمارے پاس ٹھہرتا ہے۔ تو ہم اس کے خط و خال۔ اس کے حلیہ۔ اس کے قد و قامت اس کے لباس۔ اس کی گفتار۔ اس کی رفتار وغیرہ کی واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ پھر جب ان اجزا سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ تو ان پر غور کئے بغیر اس شخص کو دیکھتے ہی بحیثیت 'کل' کے پہچان لیتے ہیں۔ عین یہی عالم پڑھنا سیکھنے کا ہے۔

اگر الفاظ کی تجزی ضروری ہے تو طریق تہجی کو کیوں نہ اختیار کیا جائے؟

جب الفاظ کی تجزی ضروری ہے۔ تو کیوں نہ طریق تہجی کو جس کی ابتدا ہی تجزی سے ہوتی ہے اختیار کیا جائے۔ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ طریق تہجی ہے کیا؟ حروف کو بذریعہ اعراب جوڑ کر پڑھنے کا نام تہجی ہے۔ یعنی اس میں پہلے حروف کا علم ہونا ضروری ہے۔ پھر حروف کو بذریعہ اعراب جوڑنے کے طریقہ کو رٹنا پڑتا ہے۔ اور ان بے معنی آوازوں کو ملا کر ایک ایسا مرکب بنایا جاتا ہے۔ جن کی آواز ہرگز ہرگز ان آوازوں (جن سے وہ لفظ بنتا ہے) کے مجموعہ کے برابر نہیں ہوتی۔ مثلاً ہم کہتے ہیں۔ کاف۔ زبر۔ اور بے اور پھر ان آوازوں کو ملا کر ایک آواز 'کب' پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ کاف۔ زبر۔ بے کی آوازوں کے مجموعہ اور 'کب' کی آواز میں کوئی مساوات نہیں۔

غرض اِس طریق کی ابتدا حصول علم کے اصولوں کے خلاف اور اس کے حروف کی آوازوں کا مجموعہ پیدا شدہ مرکب یعنی لفظ سے زیادہ ہے۔ کہ دونوں میں یعنی تہجی اور لفظ میں کوئی مناسبت معلوم نہیں دیتی۔ خصوصاً بچوں کے لئے اس کا سمجھنا نہایت مشکل ہے

تو پھر الفاظ کے اجزا کو کیسے سکھایا جائے؟

طریق تہجی تو بچوں کے لئے ناقص اور نہایت مشکل ثابت ہوا۔ پھر کس طرح الفاظ کے اجزا کو سکھایا جائے؟ - اس کا حل اس مثال سے ملیگا۔ جو ہم پہلے کسی شخص کو پہچاننے کے متعلق بیان کر آئے ہیں۔ جب ہم اُس شخص پر بحیثیت 'کل' کے نظر ڈال چکے تھے۔ تو پھر ہم نے اس کے اجزا یعنی خط و خال۔ اس کی آنکھیں۔ اس کی ناک۔ اس کے گال۔ اس کا رنگ۔ اس کا قد وغیرہ کے متعلق واقفیت پیدا کی تھی۔ اسی طرح ہم لفظ کو بحیثیت 'کل' کے پہچاننے کے بعد اس کے اجزا مثلاً باپ میں 'با' اور 'پ' کی جو آواز لفظ 'باپ' میں آتی ہے۔ پر غور کریں گے۔ جس طرح اس کی کل شخصیت اِس کے خط و خال کے یاد رکھنے میں ممد ہے۔ اِسی طرح کل لفظ 'باپ' جس کو بچہ با معنی ہونے کی وجہ سے یاد رکھ سکتا ہے کی مدد سے اِس کے بے معنی جز یعنی 'پ' (صوت جو باپ میں ہے) کو ذہن نشین کر لیتا ہے۔ غرضیکہ الفاظ کے اجزا الفاظ کی مدد سے اور اسی صورت میں جیسا کہ وہ ان الفاظ میں آواز پیدا کرتے ہیں آسانی سے اور موثر طریقہ سے سکھائے جا سکتے ہیں۔

اعراب اور حروف علت کی اہمیت اور کیسے سکھائے جائیں۔

اردو پڑھنے میں اعراب اور حروف علت خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ہیں کیا؟ محض منہ کی حرکات کی نشانیاں ہیں۔ اور بس۔ ان کی اپنی آواز کوئی نہیں۔ زبر اور الف دونوں بھائی ہیں۔ جو کوئی آواز پیدا کرتے وقت منہ کو کھولتے ہیں۔ پیش اور واؤ دونوں بھائی ہیں۔ جو منہ کو گول کرتے ہیں۔ زیر اور یائے دونوں بہنیں ہیں جو

منہ کو قدرے چوڑا کرتی ہیں۔ الف ۔ واؤ ۔ یائے جب کسی لفظ کے کسی جزو کے شروع میں ہوں ۔ تو یہ حرکات کا کام نہیں کرتے ہیں ۔ اس وقت یہ اپنی آوازیں بذات خود پیدا کرتے ہیں ۔ مثلاً وہ میں واؤ صرف منہ گول نہیں کرتا ۔ بلکہ اپنی آواز بھی پیدا کرتا ہے ۔ اسی طرح 'یاد' میں یائے اپنی آواز پیدا کرتی ہے ۔ 'اب' میں الف اپنی آواز رکھتا ہے ۔ ایسی صورت میں ان کو حروفِ علت یا اعراب کا بھائی نہ سمجھا جائے ۔ بلکہ بذاتِ خود اصوات کی طرح پڑھا جائے ۔

کیا ہم اکثر باآواز پڑھتے ہیں یا خاموش ؟

جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں ۔ کہ پڑھنے کا تعلق اصل میں فہم سے ہے نہ کہ آواز سے ۔ اس لئے جب ہم پڑھنے کی دقتوں پر حاوی ہو جاتے ہیں ۔ تو اکثر خاموش مطالعہ ہی کرتے ہیں ۔ اس سے دو فائدے ہیں ۔ ایک وقت کی بچت ۔ دوسرا تفہیم میں آسانی اور وضاحت ۔ اس لئے ابتدا ہی سے اردو پڑھنے کے اسباق میں خاموش مطالعہ کا عنصر رکھ دینا چاہیئے ۔ ایسے فقرات ہوں ۔ جن کو پڑھیں اور عمل کریں ۔ مثلاً ۔ جاؤ ۔ آؤ ۔ بیٹھو ۔ اٹھو ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا ۔ کہ بچے ابتدا ہی سے الفاظ کو محض آواز میں تبدیل کرنا ہی نہیں سیکھیں گے ۔ بلکہ الفاظ کو مطلب میں تبدیل کرنا جان جائیں گے ۔

عملی کام کو سبق مؤثر اور دلچسپ بناتا ہے ۔

اسی ضمن میں یہ بیان کرنا نامناسب نہ ہوگا ۔ کہ بچے عملی کام کرنا بہت پسند کرتے ہیں ۔ اگر ہم اپنے اردو پڑھانے کے اسباق میں ایسے اسباق بھی رکھ دیں ۔ کہ لڑکے لکھی ہوئی ہدایات کے مطابق جملے قینچی سے کاٹیں ۔ چسپاں کریں ۔ کسی لفظ یا جملہ پر نشان کریں ۔ یا کسی تصویر میں رنگ بھریں وغیرہ وغیرہ ۔

خلاصہ

الغرض ہمارا اردو پڑھانے کا قاعدہ ایسا ہونا چاہیئے ۔

(۱) جو ابتدا سے ہی فہم سے تعلق رکھے ۔

(۲) جو طلباء کے معلوم ذخیرہ الفاظ پر مبنی ہو۔
(۳) جو کُل سے اِبتدا کرے۔ اور آخر پر خاطر خواہ توجہ اور وقت دیکر پھر کُل کی طرف لائے۔ اجزا اصوات کی صورت میں ہوں۔ یا کی صورت میں۔
(۴) جس میں خاموشی مُطالعہ کا عنصر ہو۔ اور طلباء کو عملی کام کا موقع دیتا ہو۔
(۵) جو بچے میں پڑھنے کا شوق پیدا کرے۔ نہ کہ نفرت۔

انور علی۔ بی اے۔ (آنرز) بی۔ ٹی۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس
تحصیل زیرہ (ضلع فیروزپور)

دلچسپ باتیں

(Interesting Items)

چاند زمین کے گرد اوسطاً ۲۷ دنوں ۷ گھنٹوں اور ۴۳٫۲ منٹوں میں اپنا چکر پورا کرتا ہے۔

اگر ہوائی جہاز سے قوسِ قزح کو دیکھا جائے۔ تو یہ ایک مکمل دائرے کی شکل میں دکھائی دیتی ہے۔

آئرلینڈ کے جزیرے پر کوئی درخت نہیں ہے۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مرد اوسطاً ساڑھے ستائیس سال سے ذرا زیادہ کی عمر میں شادی کرتے ہیں۔

افریقہ میں ایک نہایت لمبی گردن والا چوپایہ پایا جاتا ہے جس کا نام زراف ہے۔ یہ جانور ٹیلیفون کی تاروں پر زور زور سے اپنی ٹھوڑی رگڑتا ہے۔ جس سے ذریعۂ پیام رسانی میں بہت حرج ہوتا ہے۔ بعض دفعہ یہ جانور اندھا دھند دوڑ کر تاریں توڑ دیتے ہیں۔
خون انسانی جسم کی رگوں میں تقریباً سات میل فی گھنٹہ کی رفتار سے حرکت کرتا ہے۔

تعلیم میں کفایت

(گذشتہ سے پیوستہ)

(Economy in Education)

(۸) حساب سکھانے وقت بھی ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ کہ وقت روپیہ اور قوت دماغی کو یونہی ضائع نہ کیا جائے بلکہ کفایت کو مدنظر رکھکر یہ مضمون سکھایا جائے ۔ ان پڑھ ۔ جاہل والدین کی تسلی اس بات میں ہو جاتی ہے ۔ اگر ان کا بچہ حساب کے قاعدوں اور پہاڑوں اور گروں کو طوطے کیطرح رٹ کر دہرا سکے ۔ وہ اس بات کے سمجھنے میں قاصر ہے ۔ کہ آج کل کے نئے حساب کے طریقوں میں بہت سے سامان مثلاً قلم ۔ دوات ۔ کاغذ کی ضرورت کیوں پڑتی ہے ۔ معمولی سے معمولی حساب کتاب کرنے کے لئے آج کل کا طالب علم کاغذ ۔ اور قلم کی ضرورت محسوس کرتا ہے ۔ جبکہ ایک دیہاتی آدمی جس نے سکول کے احاطے میں کبھی قدم بھی نہیں رکھا ۔ اسی مسئلے کو ایک لمحے میں حل کر سکتا ہے ۔ اسے تمام گر اور پہاڑے یاد ہوتے ہیں ۔ وہ زبانی حساب کتاب کر لیتا ہے ۔ پرانے طریقے کے حامی خیال کرتے ہیں ۔ کہ حساب سیکھنے کے لئے کوئی آسان اور سیدھا طریقہ نہیں ہے ۔ بلکہ قاعدوں کو حفظ کرنے اور بار بار دہرانے کی ضرورت ہے ۔ یہاں پرانے اور نئے طریقوں پر بحث کرنے کی فرصت نہیں ہے ۔ بلکہ اتنا ہی بتا دینا کافی ہوگا کہ جدید طریقوں کے ذریعے بچوں کو بیفائدہ رٹنے اور دماغی قوت کو ضائع کرنے کی زحمت سے بچایا جاتا ہے ۔

جدید طریقوں کے مطابق پہلے ہندسوں اور گنتی کا مطلب سمجھایا جاتا ہے جب بچہ ہندسوں کو استعمال کرنا صحیح طور پر سیکھ جاتا ہے ۔ تب ان پر مشق اور تدل کرائی جاتی ہے ۔ بچوں میں ہندسوں اور گنتی کا تصور قائم کیا جاتا ہے روزمرہ

کے معاملات میں ہندسوں کا استعمال سیکھنے کے بعد پہاڑوں اور گروں کا سیکھنا بچوں کے لئے کوئی مشکل بات نہیں ہوتی ۔ مختلف کھیلوں کے ذریعے یا ماپنے ۔ ریکارڈ درج کرنے اور چارٹوں سے نقل کرنے کے ذریعے حساب کے سوالوں میں مشق دی جاتی ہے پرائمری جماعتوں میں کھیلوں ۔ خرید و فروخت اور پیمائش میں ہندسوں کا استعمال کرایا جاتا ہے ۔

۹ ۔ لکھائی ۔ پڑھائی اور پہاڑوں کے علاوہ اور بہت سی باتیں سلیبس میں پائی جاتی ہیں ۔ بچوں کو کوئی نہ کوئی ہنر سکھانا بھی لازمی ہے ۔ لکھائی ۔ پڑھائی اور حساب کے علاوہ بچے سکول ٹائم کے بعد بہت سے تجربات حاصل کرتے ہیں ۔ اگر استاد بچوں کے ان تجربات سے فائدہ نہ اٹھائے اور انہیں قطع نظر کر دے ۔ تو اس طرح بچوں کو بہت نقصان ہوتا ہے ۔ سکول میں سیکھی ہوئی باتوں کو اگر بچہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرنے کے قابل نہ ہو ۔ تو بھی سکول میں جانا محض وقت ضائع کرنا ہے ۔

صرف لکھائی ۔ پڑھائی اور حساب پر ہی زیادہ زور نہ دیا جائے ۔ بلکہ یہ بھی دیکھا جائے ۔ کہ کہاں تک یہ باتیں اُن کی زندگی میں کارآمد ہوتی ہیں ۔ سکول کی تعلیم کے دو پہلو ہیں ۔ (۱) اصولی پہلو (۲) عملی پہلو ۔

پس لازمی بات ہے ۔ کہ کتابی علم کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ اب سوال یہ ہے ۔ کہ بچوں کی روزانہ زندگی اور تجربات میں حساب کہاں تک مفید ہے ۔ روزمرہ کے کاموں میں چیزوں کو ماپنا ۔ تولنا ۔ کھانے ۔ کپڑے اور دیگر ضروریات کی قیمت معلوم کرنا وغیرہ شامل ہیں ۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جماعت میں بچے جھٹ پٹ سوال حل کر لیتے ہیں ۔ لیکن بازار میں خرید و فروخت کرتے وقت انہیں چیزوں کی قیمت کا اندازہ لگاتے وقت انگلیوں پر گننا پڑتا ہے یا کاغذ پنسل کی

ضرورت ہوتی ہے ۔ دکاندار زبانی سب حساب کتاب کر لیتا ہے ۔

(۱۰) اب سوال یہ ہے کہ حقیقت میں علم کیا ہے ؟

علم حاصل کرنا دوسرے لفظوں میں اپنے چال چلن اور برتاؤ کو تبدیل کرنا ہے مثال کے طور پر ایک تعلیم یافتہ شخص روزمرہ کے کاروبار میں ایک غیر تعلیم یافتہ شخص کی نسبت زیادہ صبر اور عقل سے کام لیگا ۔ تعلیم ایسی ہو ۔ جس سے خود بخود ایک جاہل اور غیر مہذب بچہ مہذب اور شائستہ ہو جائے ۔ سلیبس اس طور پر مرتب کیا جائے ۔ جس میں پڑھائی ۔ کھیلیں ۔ تفریح طبع اور دستکاری تمام باتیں شامل ہوں ۔

میں نے بعض اشخاص کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے ۔ کہ پرائمری ڈیپارٹمنٹ میں دستکاری سکھانا بالکل فضول ہے ۔ جس طرح جسمانی صحت اور طاقت کے لئے صرف وٹامن ۔ سٹارچ اور طاقت دینے والی چیزوں کے کھانے کی ضرورت ہے اسی طرح دماغی قوت کے لئے صرف لکھائی پڑھائی اور حساب ہی کافی نہیں ۔ بلکہ کھیل کود ۔ دستکاری ۔ گانا اور سیر و سیاحت کرنا بھی ازحد لازمی امور ہیں ۔ بعض دفعہ والدین یوں اعتراض کرتے ہیں ۔ سکول میں جا کر ہمارے بچے مٹی اور کیچڑ سے کھیل کر کیوں وقت ضائع کرتے ہیں ۔ ایسی کھیلیں تو انہوں نے اپنے گھر میں بھی کافی کھیلی ہیں ۔ ہم اُسے اس غرض سے سکول بھیجتے ہیں ۔ کہ وہ اچھی طرح لکھنا پڑھنا سیکھے نہ کہ مٹی سے کھلونے بنانا ۔" اس بات میں والدین کی غلطی ہے ۔ انہیں بتایا جائے ۔ کہ دستی کام اور پروجیکٹ کے ذریعے لکھنا اور پڑھنا جلدی آجاتا ہے ۔ اور اس طرح زیادہ سردردی نہیں کرنی پڑتی ۔ دستی کام میں چیزوں کی ساخت پر زور نہ دیا جائے ۔ بلکہ طریقے پر ۔ سکولوں میں یہ کوشش کی جاتی ہے ۔ کہ بچے جلدی جلدی اشیا کو مکمل کر کے نمائش کے کمرے میں رکھیں ۔

تعلیمی پہلو نمائشی پہلو سے بالکل مختلف ہے۔ بچوں کو اپنے مشاغل کے انتخاب میں آزادی ہونی چاہیئے۔ اس طرح وہ اپنے دستی کام میں دلچسپی ظاہر کریگا۔ اس پیریڈ میں ایسی چیزیں بنائی جائیں جن سے بنانے والے کو کچھ فائدہ ہو۔ مثلاً تختی۔ دوات۔ پیمانہ وغیرہ۔

۱۱۔ میں اپنے سوال کو پھر دہراتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے پرائمری سکولوں میں کفایت کیوں نہیں ہوتی؟ میں اُن وجوہات کا ذکر نہیں کروں گا۔ میں نے صرف یہی بتانا تھا۔ کہ سلیبس کی ترتیب میں تبدیلی کی جائے۔ اور اس قسم کے مشاغل جاری کئے جائیں۔ جن سے روپیہ کمایا جا سکے۔ جبکہ اتنا روپیہ تعلیم پر خرچ کیا جاتا ہے۔ تو ضروری ہے کہ اس کا اچھی طرح فائدہ اٹھایا جائے۔

بی۔ ملکرجی۔

اختراعی مشاغل

(Creative Arts)

ماہ جون۔ ی کے لیئے دستی کام۔ بلیک بورڈ کا حاشیہ

تجاویز:۔

(۱) ایک ایسا کیلنڈر جس میں سال کے بارہ ماہ مختلف نمونوں اور خاکوں کے ذریعے دکھائے گئے ہوں۔

(۲) دیہاتی میلے کے نظارے۔

(۳) میلوں میں بکنے والے ربڑ کے غباروں کا کیلنڈر۔

(۴) مہینے کے دوران میں دیکھے ہوئے ستاروں کے نمونے

Fig. I

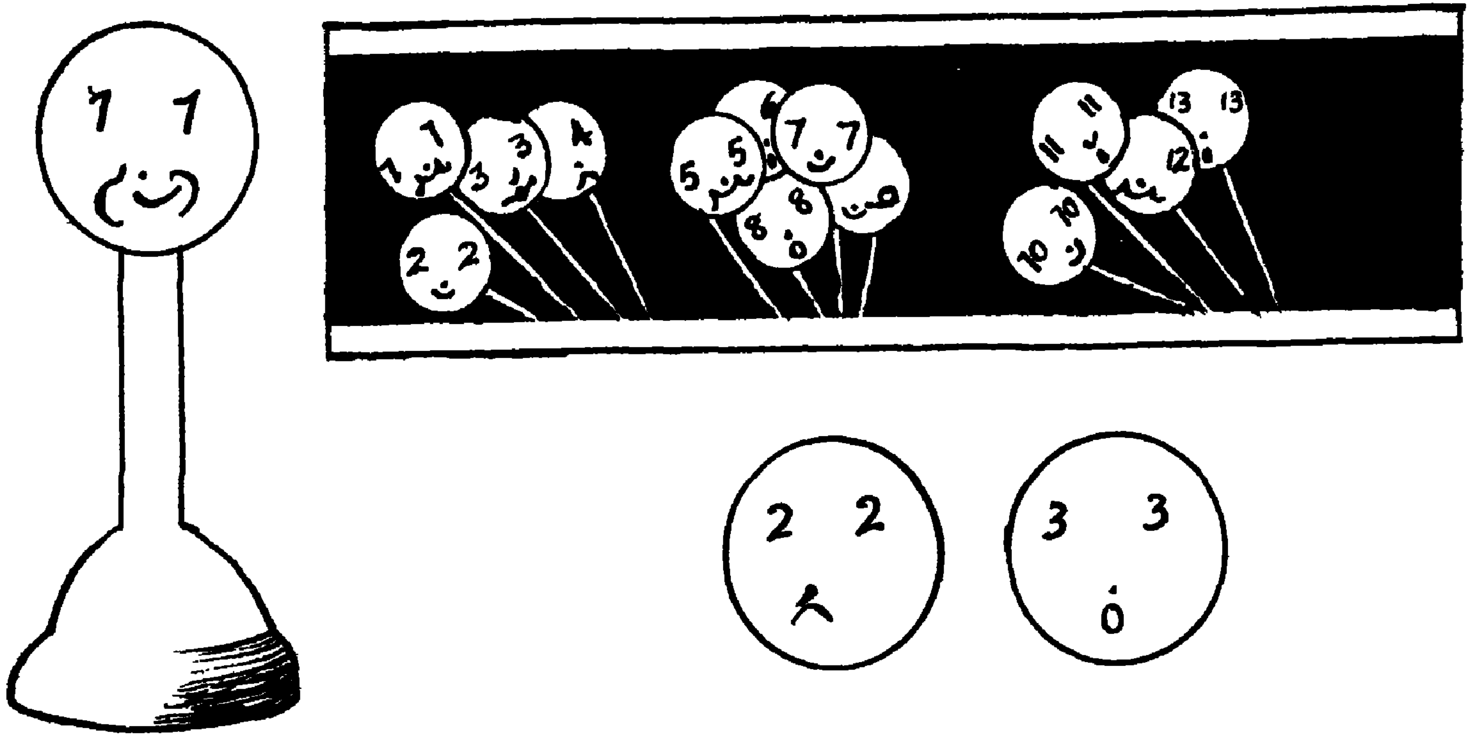
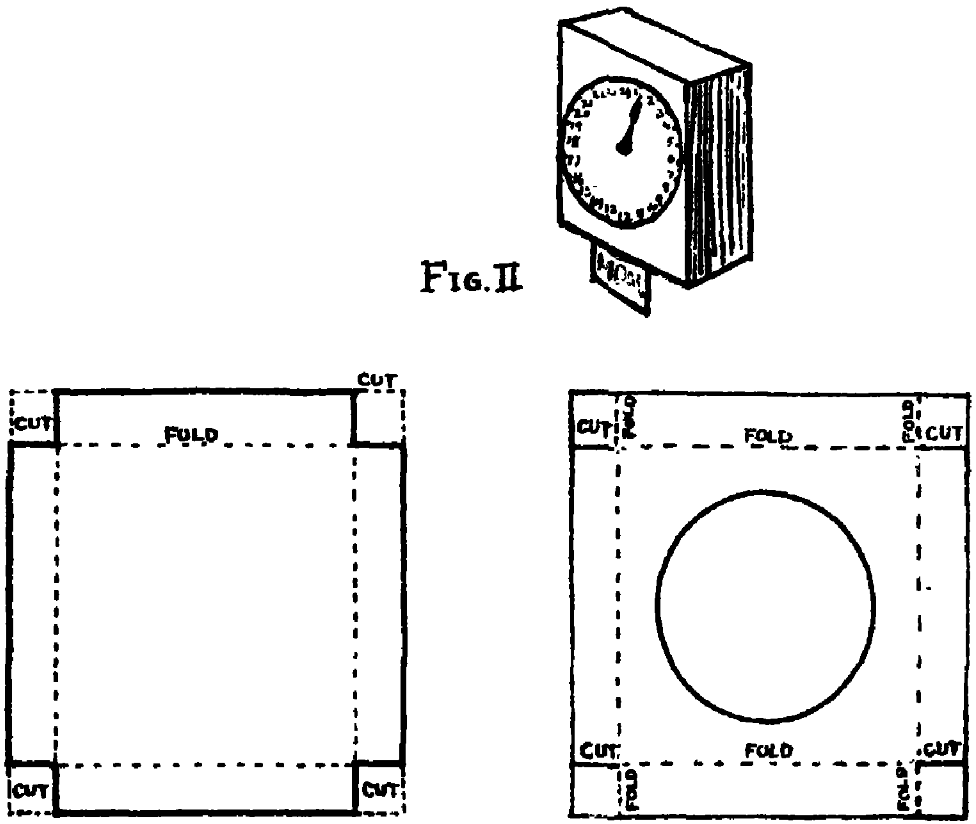


Fig. II


CUT
FOLD
CUT
CUT
CUT
CUT
FOLD
FOLD
CUT
FOLD
FOLD
CUT
CUT
FOLD
FOLD
FOLD
CUT

(۵) سبزیاں اور پھل جو اِس ماہ اُگائی گئی ہوں۔

(۶) فصل کٹائی کا نظارہ۔

خاکوں کی تشریح

اِس خاکے میں غباروں کی گڑیوں کا ایک حاشیہ۔ کیلنڈر کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ بچے ہمیشہ اِس کیلنڈر کو پسند کرتے ہیں۔ وہ رنگدار کاغذوں کو دائرے کی شکل میں گول کاٹ لیتے ہیں۔ اور ان پر آنکھوں کے نشان ڈال کر ہوبہو گڑیا بنا دیتے ہیں۔ بعد ازاں وہ ان غباروں کی گڑیوں کو بلیک بورڈ پر چپکا دیتے ہیں۔ جیسا کہ اِس خاکے میں دکھایا گیا ہے۔ اگر تختہ سیاہ پر کافی جگہ نہ ہو۔ تو اِن گڑیوں کو تختہ سیاہ کے چاروں طرف دیوار پر چپکا سکتے ہیں۔ اس حاشیہ کے ذریعے بچوں کو بلاناغہ جماعت میں حاضر ہونے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اگر جماعت کے سب بچے حاضر ہوں تو غباروں کا رنگ گہرا چمکدار کر دو۔ اور اگر چند ایک لڑکے غیر حاضر ہوں۔ تو ان غباروں کا رنگ مدھم اور بھدا سا رہنے دو۔

گڑیوں کا کیلنڈر۔

اس ماہ کا دستی کام زیادہ تر کیلنڈر سے تعلق رکھتا ہے۔ بچے بڑی خوشی سے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے کیلنڈر کو استعمال کرنا پسند کرتے ہیں۔ اس خاکے میں کیلنڈروں کے دو نئے نمونے دیئے گئے ہیں۔

شکل نمبر ۱ کا نمونہ چھوٹے بچوں سے تعلق رکھتا ہے۔ گڑیوں کے کیلنڈر میں گتوں کے گول ڈھکنے سے کاٹ کر اُن پر آنکھوں اور چہروں کے نشانات لگا کر بلیک بورڈ کے حاشیہ پر چپکائے گئے ہیں۔ چہروں پر آنکھوں کے نشانات ظاہر کرنے کے لئے وہاں مہینوں کی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ بچوں کو آزادی دی

جائے۔ کہ وہ اِن گتّوں کے ڈھکنوں پر خود بخود چہرے بنائیں اور تاریخوں کے ہندسوں کو اس طریقے سے لکھیں کہ ہو بہو منہ اور آنکھیں دکھائی دیں۔ شکل نمبر۱ کے خاکے سے بخوبی معلوم ہو جائیگا۔ کہ گڑیوں کے چہرے کِس طرح بناتے ہیں۔ مٹی کے بنے ہوئے گول پیندے میں بانس کی چھڑیاں گاڑ کر اُن پر گڑیوں کو کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ دو گڑیوں کے درمیان چھڑی رکھکر اُن کو گوند سے چپکا دیا جائے۔ بعد ازاں مہینے میں جتنے دِن ہوں۔ اُتنی ہی گڑیاں بنائی جائیں۔ گڑیوں کو ترتیب وار کھڑکی میں یا کمرے میں کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیا جائے۔ ہر روز اُس گڑیا کو جس پر اُس دِن کی تاریخ ہو۔ چھڑی کے اُوپر ٹانگ دیا جائے۔

یہ گڑیاں بچّوں کو حساب سِکھانے میں بھی کافی مدد دیتی ہیں۔۔ بچّوں کی قطار کے سامنے گڑیوں کو ایک قطار میں گاڑ دیا جاتا ہے۔ ہر ایک بچّہ ایک گیند لیکر باری باری گیند کو پھینک کر گڑیوں کو نیچے گراتا ہے۔ جو گڑیاں گِر جاتی ہیں بچّے اُن کی آنکھوں میں لِکھے ہوئے ہندسوں کو جمع کرتے ہیں۔ یہ کھیل چھوٹے بچّوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

کلاک کیلنڈر

شکل نمبر۲۔ کا نمونہ بڑے لڑکوں کے لئے ہے۔ کیونکہ اِس میں بالکل صحیح ماپ کی ضرورت ہے۔ اس شکل میں گتّے کا ایک ڈبہ ہے۔ ضروریات کے مطابق اِسے چھوٹا یا بڑا بنایا جا سکتا ہے۔ سامنے کے گول منہ کا نصف قطر کم از کم ۲ انچ ہو۔ جب سامنے دی ہوئی شکل کے مطابق ڈبہ تیار ہو جائے۔ تو سامنے کی طرف ایک دائرہ کھینچ کر اُس کے اِرد گِرد کلاک کی طرح اِسے لیکر ۱۲ تک ہندسے لکھ دو یا کسی پُرانے کیلنڈر سے کاٹکر لئی سے چپکا دو۔ کلاک کی نچلی تہ پر ایک لفافے میں ہفتے کے دِنوں کے نام لِکھکر ایک پن سے لٹکا دئے جائیں۔

جب کلاک کی سوئی کو کسی تاریخ پر گھما کر رکھا جائیگا ۔ تو اُسی تاریخ کے دن کا نام بھی دکھائی دیگا ۔ کلاک کی سوئی کسی موٹے گتّے سے بناکر سیاہ رنگ سے رنگی جا سکتی ہے ۔ اِس سوئی کو گتّے کے درمیان میں ایک پن سے جوڑا جا سکتا ہے ۔ گتّے کے پچھلی طرف ایک کارک ہو ۔ جس میں پن چبھو دیا جائے ۔

اس قسم کے عجیب عجیب کیلنڈروں کو دیکھکر اگلی دفعہ بچے خود بخود کوئی نیا نمونہ اختراع کرینگے ۔

دستی کام کے سامان میں کفایت

بلیک بورڈ کے حاشیوں کے لئے سستا رنگ اور مٹی کے نمونے

سفید چاک کے تمام ٹوٹے پھوٹے ٹکڑے جمع کر لو ۔ ان ٹکڑوں کو ایک برتن میں ڈالکر اس سے دُگنا پانی ڈالدو ۔ چاک گھل جائیگا ۔ اب اِس میں اتنا پانی ڈالدو ۔ کہ مرکب ملائی کی طرح بن جائے ۔

بازار سے چھ آنے کا کوئی رنگ خرید لو ۔ اتنا رنگ ایک بڑے ٹین کے لئے کافی ہوگا ۔ مندرجہ بالا آدھ سیر سفید مرکب میں ایک چائے کا چمچ بھر کر رنگ ڈالنے سے کافی گاڑھا چمکدار رنگ بن جائیگا ۔ جب مرکب میں رنگ اچھی طرح ہلانے سے مِل جائے تو ضرورت کے مطابق اِس میں اور پانی ڈالنے یا رنگ ڈالنے سے رنگ پھیکا یا گاڑھا بنایا جا سکتا ہے ۔ اگر سرخ ۔ نیلا اور زرد تین رنگ خریدے جائیں ۔ تو دوسرے رنگ ان کو ملانے سے بن سکتے ہیں ۔ بلیک بورڈ کے حاشیے پر رنگ کرتے وقت برش استعمال کیا جائے ۔ یا بانس کے ٹکڑے کو قلم کی صورت میں چپٹا سا بنا کر اُس سے رنگ کیا جائے ۔ جب کوئی اور حاشیہ بنانا ہو تو پہلا رنگدار حاشیہ پانی سے دھونے سے بڑی آسانی سے اُتر جائیگا ۔

اگر مٹی کے نمونوں پر رنگ کرنا ہو ۔ اور یہ خواہش ہو ۔ کہ رنگ کافی دیر تک

نہ اُترے۔ تو مرکب میں تھوڑی سی گوند ملا دو۔ اگر اس قسم کے رنگ کو تھوڑا سا پتلا کرکے استعمال کیا جائے۔ تو کپڑوں پر بڑے عمدہ چارٹ اور نقشے بنائے جا سکتے ہیں۔

لکڑی کے بُرادے سے نمونے بنانا۔

ہندوستان کے تقریباً ہر ایک حصّے میں لکڑی کا برادہ بڑی آسانی سے مہیا ہو سکتا ہے۔ ریلیف نقشہ جات اور سینڈ بکس (ریت کا صندوق) کے لئے اشیا بنانے کے لئے یہ چیز نہایت ہی مفید ہے۔ یہ چیز سستی بھی ہے۔ اور اس سے نمونے بڑی آسانی تیار کئے جا سکتے ہیں۔ کھردری جگہ پر اس سے گڑیوں کے سر نہایت عمدہ بن جاتے ہیں۔

اس برادے کو پہلے چھلنی میں خوب چھان لیا جائے۔ اور پھر اس میں میدے کی لئی ملا کر خوب لیسدار مرکب بنا لی جائے۔ اگر اس مرکب میں تھوڑا سا پلاسٹر ملا لیا جائے۔ تو یہ چیز زیادہ پائیدار ہو گی۔ پلاسٹر کو پانی میں ڈال کر ذرا حل کر لیا جائے۔

واقفیت عامہ

قارئین کرام کو معلوم ہے۔ کہ موگا اخبار برائے دیہاتی مدرسین رفتہ رفتہ ارتقائی منازل طے کرکے بام عروج تک پہنچ رہا ہے۔ جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے۔ شروع سے ہی ہماری یہی کوشش رہی ہے کہ اخبار ہذا کو ہر پہلو و ہر شعبہ میں اساتذہ حضرات کے لئے مفید اور کارآمد بنایا جائے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم ایک حد تک اس میں کامیاب رہے ہیں۔ رسالہ ہذا کی اس منزل میں

ہم نے محسوس کیا ہے کہ اس میں واقفیتِ عامہ کے عنوان کو مستقل جگہ دی جائے۔ تاکہ استاد صاحبان اُن کو پڑھکر طلبا کی واقفیت عامہ میں اضافہ کرسکیں۔ علاوہ بعض مضامین ایسے بھی ہونگے جن کا بچے خود مطالعہ کرسکیں گے۔

اس سلسلے کے آغاز کے لئے ہم اساتذہ اور طلبا کو اپنے مکتبی کاموں کے لئے میدے کی لئی تیار اور استعمال کرنے اور رنگوں کے بنانے کے متعلق کچھ عرض کریں گے۔ اُمید ہے کہ طلبا اس سے ضرور مستفید ہونگے۔

میدے کی لئی بنانا: بچو تمہیں لئی بنانا تو آتا ہی ہوگا۔ لیکن پھر بھی اس کے متعلق چند ایک باتیں شاید تمہارے لئے مفید ثابت ہوں۔

ہمارے سکول میں پرائمری جماعتوں کے بچے باری باری لئی بنایا کرتے ہیں ہر ہفتے ایک جماعت کے بچے چاروں جماعتوں کے لئے لئی بنا لیتے ہیں۔ اور اس طرح باری باری ہر ایک جماعت ہفتہ وار لئی تیار کیا کرتی ہے۔ ہمارے سکول کے بچے دن بھر کسی نہ کسی کام کیلئے لئی استعمال کیا کرتے ہیں۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ تمہیں بھی لئی کی اکثر ضرورت ہوتی ہوگی۔ لئی کو اکثر دو چیزیں خراب کیا کرتی ہیں۔ اگر کسی ایسی جگہ رکھی ہو۔ جہاں چوہوں سے حفاظت نہ ہوسکے۔ تو چوہے اس کا بہت سا حصّہ چٹ کر جاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر لئی اچھی طرح نہ پکائی جائے۔ تو اس میں کچھ عرصہ کے بعد پھپھوندی لگ جاتی ہے۔ اور وہ خراب ہونے لگ جاتی ہے لہٰذا ہمارے سکول کے بچے اس کو ان دونوں باتوں سے بچانے

کے لئے تھوڑا سا نیلا تھوتھا ڈال کر تیار کرتے ہیں۔ شاید تم کو پہلے ہی اس کا پتہ ہو۔ مگر جنہیں پتہ نہیں۔ شاید اُن کے لئے یہ واقفیت مفید ہو۔

اب ذرا لئی کے استعمال کے متعلق بھی سنو۔ لئی کا تیار کرنا اتنا مشکل نہیں ہے۔ جتنا استعمال کرنا۔ عام طور پر بچے اس کو بجائے اس جگہ استعمال کرنے کے جہاں اس کی ضرورت ہے۔ تمام کاغذ کو لئی سے سان دیا کرتے ہیں۔ بلکہ اکثر اُن کے مُنہ۔ ناک اور ہاتھ وغیرہ بھی اس میں سن جایا کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کام میلا اور کاغذ پر ہر جگہ دھبے نظر آتے ہیں۔ ہمارے بچے اپنے اپنے پاس چھوٹی چھوٹی کترنیں جو درزی اپنی دکان سے پھینک دیا کرتے ہیں۔ جمع کرلاتے ہیں۔ اور لئی کو استعمال کرتے وقت اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جہاں لئی لگائی فوراً کترن سے اپنے ہاتھ پونچھ لئے۔ اور اگر کاغذ پر بھی زیادہ یا اِدھر اُدھر لگ گئی ہو۔ تو اُسے بھی اس سے پونچھ لیا کرتے ہیں۔ گو یہ بات بالکل سادہ اور عام ہے۔ لیکن یہ ہمارے کام کی خوبصورتی اور صفائی کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس طرح کرنے سے ہمارا چہرہ۔ ہمارے کپڑے ہمارے ہاتھ اور ہمارا کام صاف رہتا ہے اور سب کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔

رنگ بنانے کا طریقہ۔ تھوڑے دن گزرے کہ مجھے بچوں کی بنائی ہوئی تصاویر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ وی آنا کے بچوں کی تیار کی ہوئیں تصویریں تھیں۔ ذرا دنیا کا نقشہ لٹکا کر معلوم تو کرو۔ کہ وی آنا کس ملک میں ہے۔ اور وہاں کے لوگ کیسے ہیں۔ یہ تصویریں دیکھنے میں نہایت خوبصورت

اور بھلی معلوم ہوتی تھیں۔ اور بڑے بڑے مصوروں کی بنائی ہوئی تصویروں سے بھی اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ کیونکہ ان تصویروں کو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں نے بغیر کسی کے مدد کے بنایا تھا۔ ہمارے سکول کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی بغیر کسی کی مدد کے ایسی خوبصورت تصویریں بنا بنا کر روزانہ اپنے قیمتی خیالوں کو ظاہر کیا کرتے ہیں۔ لوگ اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے کام کرنے کے لئے بڑے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاصکر رنگوں اور برشوں کے لئے۔ اور اس میں کچھ صداقت بھی ہے۔ کیونکہ واقعی رنگوں کے بکس بازار میں کافی مہنگے ملتے ہیں۔ اور ہر ایک بچہ انہیں خریدنے کی توفیق بھی نہیں رکھتا۔ اپنے سکول میں بھی ہم نے اس مشکل کا سامنا کیا۔ مگر اب ہم اپنے لئے خود رنگ اور برش بنا لیتے ہیں۔ جو نہایت کفایت سے بن سکتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ تم بھی ہماری اس واقفیت سے فائدہ اٹھاؤ۔ لہذا تمہیں ایک نہایت آسان طریقہ رنگ بنانے کا بتاتے ہیں۔

طریقہ۔ بازار سے عمارتی رنگ لے آؤ۔ خاص کر سرخ۔ نیلا اور پیلا ان کی قیمت بہت کم ہوتی ہے۔ اب ایک پتیلی میں ایک سیر پانی لے کر آگ پر چڑھا دو۔ اور اس میں آدھی چھٹانک کیکر کا گوند کوٹ کر ڈال دو۔ جب تک پانی میں ابال آئیگا۔ تب تک کیکر کا گوند اس میں اچھی طرح حل ہو جائیگا۔ اگر نہ ہو۔ تو کسی لکڑی کے ٹکڑے سے اسے اچھی طرح ہلاؤ۔

اب وہ رنگ جو تم بازار سے لائے ہو۔ اس میں سے ایک تھوڑا سا لے کر اس میں ڈال دو۔ اس کا اندازہ یہ ہے۔ کہ جتنا رنگ تیز

بنانا چاہو۔ اُتنا ہی رنگ زیادہ ڈال دو۔ اور جتنا ہلکا بنانا ہو اُتنا ہی کم۔ اب اسے کسی بوتل میں ڈالکر رکھ لو اور حسب منشا استعمال کرو۔ اگلے ماہ کے اخبار میں ہم تمہیں رنگوں کی ملاوٹ اور برش بنانے کا طریقہ بھی بتائیں گے۔

ایس۔ کے۔ رائے

چینیوں کے محاورات

(Chinese Proverbs)

ہر ایک مُلک کے باشندوں کے اپنے اپنے محاورات و اقوال ہوتے ہیں۔ یہاں ملک چین کے چند ایک محاورات کا ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) وُہ جو دُوسروں پر غالب آتا ہے طاقت ور ہے۔

(۲) وُہ جو اپنے آپ پر غالب آتا ہے نہایت ہی طاقتور ہے۔

(۳) اِس بات کا انتظار نہ کرو۔ کہ جب تمہیں پیاس لگے۔ تب ہی تم اُٹھکر کنواں کھودو۔

(۴) غریب ہو کر اپنے آپ کو امیر تصوّر کرنا اِس سے بہتر ہے کہ امیر ہو کر اپنے آپ کو غریب تصوّر کیا جائے۔

گلستانِ اطفال

(گذشتہ سے پیوستہ) (پہلے حصہ کیلئے مارچ ۱۹۳۶ کا پرچہ دیکھو)

قصرِ امن

سفر کی پہلی منزل

از محمد الدین ثاقب بی۔ اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر۔

جانباز یہ سمجھ کر کہ اب اس کے ماموں کو کافی سے زیادہ سزا مل چکی ہے۔ اپنے محل کی طرف روانہ ہُوا۔ دو چار روز وہاں ٹھیر کر اُس نے اپنے تمام خدمتگاروں کو رُخصت کیا۔ اور ایک دن علے الصباح اپنے وفادار گھوڑے پر سوار ہو کر تمام دُنیا کی سیر و سیاحت کرنے کی نیت سے جنوب کی طرف چل دیا۔ کئی روز تک وُہ کسی جگہ زیادہ دیر تک قیام کئے بغیر چلتا گیا۔ اس اثنا میں کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ آخر کار کئی روز تک چلتے رہنے کے بعد اس کا ایک نہایت گنجان جنگل میں سے گذر ہُوا۔

ایک دن سُورج کی گرمی میں کئی گھنٹے تک سفر کرتے رہنے کے بعد اسے دُور سے درختوں کا ایک گنجان جھُنڈ نظر آیا۔ قریب آ کر وُہ گھوڑے سے اُترا۔ اور اس کے نیچے آرام کرنے کی نیت سے گھاس کے بستر پر لیٹ گیا۔ ابھی اسے اس طرح لیٹے ہُوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ اسے کسی شخص کے چیخنے چلّانے کی آواز آئی۔ اس نے اپنے چاروں طرف مُڑ کر دیکھا۔ آخر وہاں کچھ نہ پا کر سیدھا اس طرف کو روانہ ہُوا۔ جس طرف سے آواز آ رہی تھی۔ اس نے دیکھا۔ کہ ایک نوجوان آدمی سر اور پاؤں سے برہنہ ایک نہایت ہی درد انگیز آواز میں چیختا۔ کبھی

چھاتی پیٹتا۔ کبھی بال نوچتا ہؤا اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔

شہزادہ اس دردناک سین کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا۔ آخر اس نے قریب آ کر پوچھا۔ کیا میں آپ کے کسی کام آ سکتا ہوں؟ نوجوان نے ایک نہایت ہی یاس انگیز لہجہ میں جواب دیا۔ دُنیا میں کوئی شخص میری مدد نہیں کر سکتا۔ مگر اس جواب سے بہادر شہزادہ کو کچھ تسلی نہ ہوئی۔ اور اس سے مکرر پوچھا۔ نوجوان نے کہا۔ جناب من کیا بتاؤں۔ میں اپنی محبوبہ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ اور آج رات وُہ ایک ایسے شخص کے ساتھ بیاہی جانیوالی ہے۔ جو عمر میں اس کے دادا کے برابر ہے۔ مگر یہ سب فقط اِس لئے ہے۔ کہ اُس کے پاس روپیہ ہے۔ یہ کہہ کر وُہ نوجوان پھر زار وقطار رونے لگا۔ جانباز نے مزید تسلی کے لئے اس سے پوچھا۔ لیکن کیا آپ کو یقین کامل ہے۔ کہ وُہ آپ سے اسی طرح محبّت کرتی ہے جس طرح آپ اس کے دِلدادہ و گرویدہ ہیں۔

نوجوان۔ بالکل ٹھیک۔ اسی طرح۔ اس میں شک وشُبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ ہائے اس کا محل جنگل کے اس پار دُوسری طرف ہے۔

شہزادہ۔ تم یہاں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرو۔ یقین جانو۔ کہ آپ کی محبُوبہ آپ کو مِل جائیگی۔ یہ کہا۔ اَور فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سُرخ ٹوپی پہن لی۔ اور اس محل کی طرف روانہ ہؤا۔ جہاں اس نوجوان کی محبُوبہ رہتی تھی۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ محل کا ہال کمرہ مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہؤا ہے۔ رنگ رلیاں منائی

جا رہی ہیں۔ ہر طرف گانے بجانے کا شور ہے۔ اور کان پڑی آواز سُنائی نہیں دیتی۔ اور اس ہال کے عین وسط میں اُسے نہایت ہی حسین لڑکی نظر پڑی۔ اور اگرچہ اس کا ننھا سا دِل غم و اندوہ کے طوفانی جذبات سے لبریز تھا۔ اور اس کے اثرات نہایت واضح طور پر اس کے چہرے پر بھی نمایاں ہو رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کا دِل سوزِ حُسن پھوٹ پھُوٹ کر ظاہر ہو رہا تھا۔ وُہ تمام رنگ رلیاں دیکھنے کے لئے کچُھ دیر تک وہاں ٹھیرا رہا۔ اس نے دیکھا۔ کہ لڑکی کے والدین اس کے قریب بیٹھکر اُسے برابر بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اور اُسے اپنی ملامتوں اور طعنوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

جانباز نے ٹوپی پہنی۔ اور چپکے سے لڑکی کی والدہ کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے کان میں یُوں کہا۔ اگر تم اپنی لڑکی کی شادی اس بوڑھے کھوسٹ سے کرو گی۔ تو تم یقیناً ایک ہفتہ کے اندر مر جاؤ گی۔ لڑکی کی والدہ یہ خبر وحشت اثر سُن کر گھبرا گئی۔ کیونکہ اسے دھمکی دینے والا نظر نہیں آتا تھا۔ وُہ چلّا کر زمین پر آرہی اور بے ہوش ہو گئی۔

خُدا کی تعریف

محمد الدین ثاقب بی۔اے۔ اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اجنالہ ضلع امرتسر

وہی ارحم الراحمیں ہے خُدا
وہی سب کا مالک ہے داتا مرا
اِسی نے کیا پیدا حیوان کو
وہی روزی دیتا ہے اِنسان کو
مگر دیکھئے مہربانی ذرا
دیا اُس نے انساں کو اشرف بنا
جمادات بھی ہے ہمارے لئے
نباتات بھی ہے ہمارے لئے
ہمارے لئے ہیں یہ شمس و قمر
بنائے ہمارے لئے بحر و بر
زمیں اور پانی ۔ ہوا آسماں
ہمارے لئے ہیں سبھی بے گماں
یہ تارے ستارے ہمارے لئے
غرض یہ کہ سارے ہمارے لئے
دیا اس نے ہے سب کو خادم بنا
خُدا نے ہمیں اُن پہ حاکم کیا ۔

ادا شکر کیونکر نہ اس کا کریں
شب و روز بخشے ہے جو نعمتیں
بھروسہ ہو اس پر وہ ہے کارساز
وہ ہے مہرباں اور بندہ نواز
خموشی ہو تاقب بیاں کی طرح
نگاہیں ہوں اپنی زباں کی طرح

مشکل الفاظ

ارحم الراحمین ۔ رحم کرنیوالوں کا رحم کرنے والا۔ نہایت ہی رحم کرنے والا۔
اشرف ۔ بزرگ ۔
جمادات ۔ پہاڑوں اور زمین سے نکلنے والی چیزیں ۔ جیسے سونا ۔ چاندی ۔ لوہا ۔ تانبا وغیرہ ۔
نباتات ۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں ۔ درخت ۔ سبزیاں ۔ اناج وغیرہ ۔
شمس ۔ سورج
قمر ۔ چاند
بحر ۔ سمندر
بر ۔ خشکی ۔ زمین
بے گماں ۔ بے شک
خادم ۔ خدمت کرنے والا ۔ نوکر ۔

صوبہ پنجاب میں تعلیم بالغاں کی ترقی

(Progress of Adult Literacy in The Punjab)

موگا سکول میں تعلیم بالغان کے متعلق دوسری کانفرنس بتاریخ ۸ تا ۱۰ نومبر منعقد ہوئی۔ سہارنپور اور سیالکوٹ جیسی دور دراز جگہوں سے جہالت کی تاریکی کو دور کرنے والے صاحبان اس کانفرنس میں حاضر ہوئے۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا۔ کہ اُنیس مختلف مشن سٹیشنوں سے تقریباً ساٹھ کلیسیائی لیڈر اس موقع پر تشریف لائے۔ سردی کی راتیں۔ بال بچوں سے جدائی۔ ۔ ۔ ۔ غرضیکہ ان کی آمد سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ پنجاب جیسے ناخواندہ صوبہ میں تعلیمی مُہم کو عروج دینے کا زبردست شوق اور سرگرمی اُن کے دلوں میں ہے۔ اس پروجیکٹ کو تکمیل دینے کے لئے کلیسیائی ممبران کے اتحاد کے متعلق تجاویز سوچیں گئیں۔ تھوڑے عرصے کے بعد اس بھاری خدمت کا چیلنج ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا جائیگا۔ اس بات کی توقع کی جاتی ہے۔ کہ شروع سے ہی مسیحی حضرات غیر مسیحی لیڈروں کے ساتھ مل کر اس مُہم کو چلانے کی کوشش کریں تا کہ تمام ہندوستان کے باشندے پڑھنا سیکھ جائیں۔

اس کانفرنس میں نئے طریقۂ تعلیم کے متعلق علم النفس کے اصول پیش کئے گئے۔

اس کانفرنس کا اہم مقصد یہ تھا۔ کہ بالغوں کا قاعدہ بنام "علم دی کنجی" کا استعمال لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہر روز چند ایک ان پڑھ اشخاص کو لا کر اُنہیں اس قاعدے سے پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔ حاضرین کانفرنس میں سے ہر ایک کو پڑھانے کا موقع دیا گیا۔ چونکہ ہر ایک ان پڑھ شخص اپنی ترقی اور ایک نئی چیز سیکھنے پر فخر کرتا ہوا اپنے گھر لوٹتا۔ لہذا ہمیں اس کانفرنس کی کامیابی پر مسرت حاصل ہوئی۔

ہمارے پاس مختلف علاقوں سے جہانکہ لاباک پتھڈ کو استعمال کیا جارہا ہے۔ رپورٹیں آئی ہیں۔ سیالکوٹ کے علاقے میں ۳۹ اشخاص نے جن میں چار مستورات ہیں۔ اس پرائمر کو چھ ہفتوں میں ختم کیا ہے۔ جالندھر کے نزدیک ۲۶ بالغوں نے نیا عہد نامہ پڑھنے کی قابلیت حاصل کی ہے۔ ایک ۷۵ سالہ بوڑھا بھی پڑھنا سیکھ رہا ہے۔ سکول کی ایک لڑکی اپنے چچیرے بھائی کو بڑی کامیابی کے ساتھ پڑھنا سکھا رہی ہے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں موگا سکول کے ۶۷ طلبا نے ۹۹ بالغوں کو پڑھنا سکھایا۔ ۴۳ بالغوں نے قاعدہ ختم کیا۔ اور بعض انجیل پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ اور ۲۳ اشخاص نے آدھا قاعدہ ختم کیا۔ ایک عورت جو کئی سالوں سے استانیوں کا کھانا پکانے کا کام کرتی رہی ہے لاباک پتھڈ سے پڑھنا سیکھ گئی ہے۔ ان چند ایک رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ سینکڑوں بالغوں نے پڑھنا سیکھ لیا ہے۔ بعض لوگ اسے یونہی خیالی بات تصور کریں گے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ اب تک استادوں نے "پڑھو اور پڑھاؤ" کے مطابق پوری طرح عمل نہیں کیا۔ ورنہ اگر ایک خواندہ بالغ کسی اور کو پڑھنا سکھانے کا ذمہ لیتا۔ تو ممکن ہے اب سے کتنے گنا بالغ خواندہ ہو جاتے۔ یہ بھی ایک کمزوری اور کمی ہے۔ ہمیں ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے۔ جو یہ تجربہ کر کے دکھائے کہ "پڑھو اور پڑھاؤ" کا طریقہ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ تعلیم بالغان کے لئے تمام قاعدے اور پرائمر فارسی پنجابی میں مہیا ہو سکتے ہیں۔ دو اردو قاعدے تیار کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک مسٹر یمینی ہیڈ ماسٹر نارمل ٹریننگ سکول گکھڑ کی ان تھک محنت کا نتیجہ ہے۔ جس کے ذریعے ایک سو سے زیادہ اشخاص نے پڑھنے کی قابلیت حاصل کر لی ہے۔ دوسرا قاعدہ خان صاحب صدر الدین خان ڈپٹی

انسپکٹر جالندھر ڈویژن کی محنت کا ثمر ہے ۔ ان قاعدوں کے متعلق ابھی تجربات کئے جا
رہے ہیں اور تھوڑے عرصے کے بعد پنجاب کے ہر ایک حصے میں تقسیم کئے جائیں گے ۔
"علم دی کنجی" کا گورمکھی میں ترجمہ ہو چکا ہے ۔ اس کے علاوہ اور بہت سے ریڈرز
بھی دوسری زبانوں میں ترجمہ کئے جا رہے ہیں ۔ گورمکھی پڑھنے والے اصحاب اپنی ضرورت
کو بہت جلدی پورا کر سکیں گے ۔ مندرجہ ذیل سامان فارسی پنجابی میں مشن پریس کھرڑ
ضلع انبالہ سے دستیاب ہو سکتا ہے ۔

علم دی کنجی (قاعدہ) قیمت ایک آنہ ۔ پی یچین والا ۔ قیمت ایک پیسہ ۔
اجاڑو پتر ۔ قیمت ۲ پیسے ۔ پنجابی الفاظ کی بنیادی فہرست ۔ ایک آنہ ۔
دیگر بائیبل کی کہانیاں (ماہواری پرچہ) قیمت ایک آنہ ۔

اور بہت سے قاعدے تیار ہو رہے ہیں "مشعل رسالہ" کے ایڈیٹر صاحب نے انتظام کیا ہے
کہ اس رسالے کے ہمراہ ہر ماہ چار صفحے کی فارسی پنجابی کی ایک کہانی شائع ہوا کرے ۔
اس کہانی کی علیحدہ مجلد کاپی بقیمت ایک آنہ دستیاب ہو سکتی ہے ۔ ماہ مئی کے پرچے
میں "داؤد دی داؤ نال لڑائی" دی کہانی ہے ۔ مرقس کی انجیل بھی پنجابی اردو میں شائع
ہو گی ۔ براہ مہربانی سیکرٹری صاحب کے پاس اس انجیل کی ضرورت کے متعلق اپنے
اپنے آرڈر بھیج دیجئے ۔

125054
5.9.95

ہندوستان میں تعلیم بالغان کی تمام کارروائیوں اور اہم مسئلوں کے متعلق
ایک پمفلٹ تیار کیا گیا ہے ۔ جو کہ بقیمت ۲ آنہ دفتر نیشنل کرسچن کونسل نیلسن چوک
ناگپور سی ۔ پی سے مل سکتا ہے ۔ اس کا نام "خواندگی منادی کے پروگرام کا ایک نہایت
ضروری حصہ ہے" رکھا گیا ہے ۔ اس تعلیمی مہم کے ہر ایک شریک سے جو صوبہ پنجاب سے جہالت
کی تاریکی کو دور کر رہا ہے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ گاہے گاہے اپنے کام کی ترقی کی مختصر
رپورٹ سیکرٹری صاحب کے پاس بھیج دے ۔ مس رڈوبتھ ۔ لٹریسی سکرٹری اے ۔ پی ۔ مشن اعلیٰ جالندھر شہر

ڈاکٹر اے۔ای۔ہارپر صاحب۔ایم۔اے۔بی۔ڈی۔ای۔ڈی۔ڈی
پبلشر نے
مشعل پریس کھرڑ میں
باہتمام مسٹر آر۔ایم چیت سنگھ صاحب ایم۔اے
پرنٹر چھپوا کر
موگا ضلع فیروزپور
سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۷۶